www.novelsclubb.com
زمهریر
ناولز کلب
عمارہ حسین
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

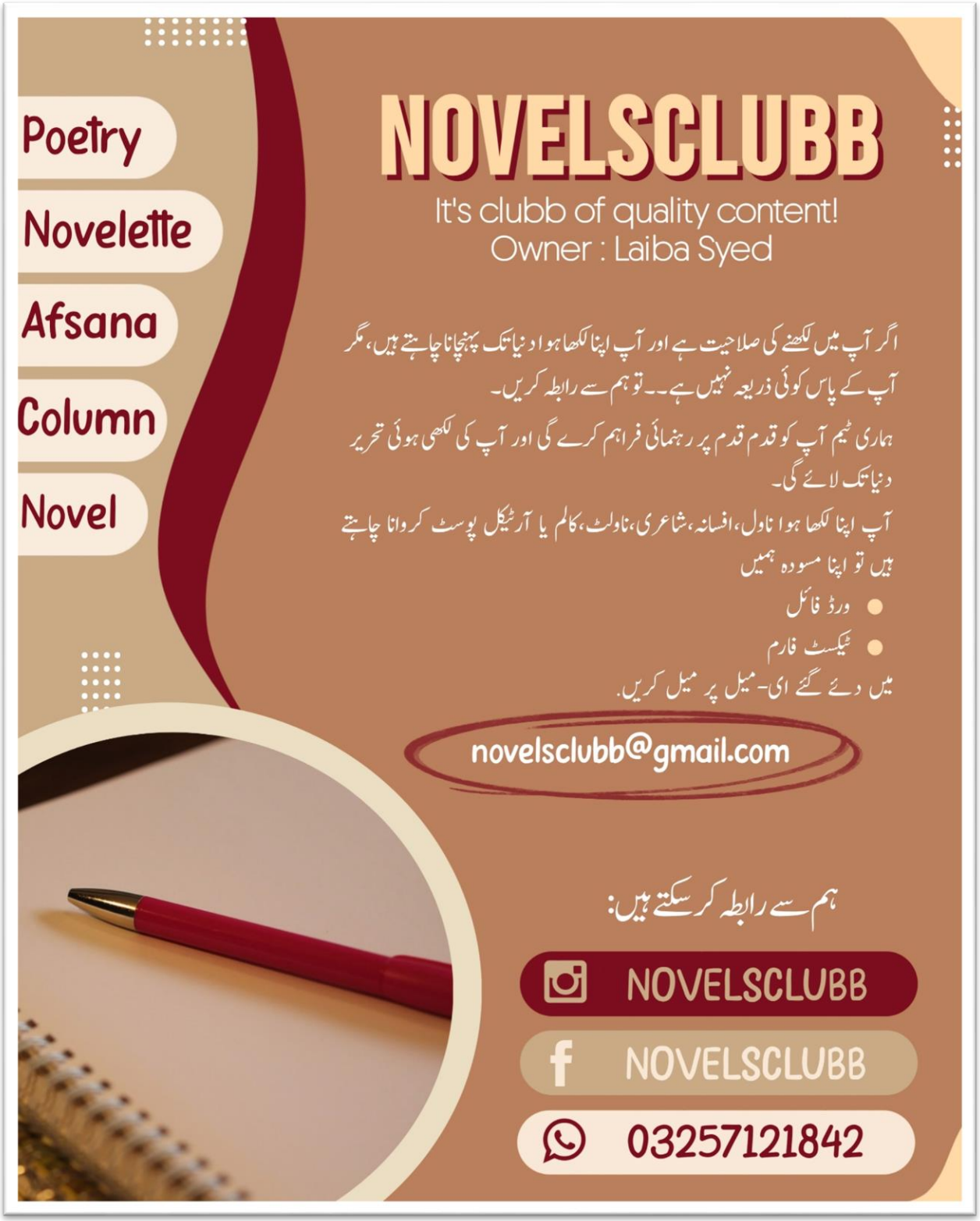
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زمهریر

از قلم

عماره حسین

www.novelsclubb.com

دوسرا باب:

انوکھا فرار

"اس نے کھڑکی میں دیکھا،اور پھر چابی کے سوراخ سے باہر جھانکا۔کسی کو نہ دیکھ کر اس نے کنڈی اٹھالی۔"

ایک دن قبل

شہر موسٹر پر چھائے بادل اب کچھ چھٹنے لگے تھے۔ہوا میں ہنوز آوارہ بوندیں کہیں نہ کہیں راستہ بنا تیں شہریوں کے خوش باش چہروں پر جذب ہو جاتیں۔شہر میں جابجا راستہ نکالتا دریائے ایمریلڈ کا پانی نرم نرم کرنوں کے لمس سے شفاف شیشے سا چمک رہا تھا۔اسی اثنا میں داؤد سلطان سڑک پار کرتا بھورے جیکٹ کے جیبوں میں ہاتھ پھنسائے اس چھوٹے سے کیفے کے قریب پہنچا جس کے کالے شیڈ پر سفید رنگ سے بڑا بڑا لا کافیتا لکھا ہوا تھا۔ہوا سے اس کے سیاہ بال ماتھے پر بکھرے تو اس نے انہیں دائیں ہاتھ سے ایک طرف کیا۔پاس ہی کھڑے کالے بورڈ پر

مختلف کافیز، بکلاوا، کریڈٹ کارڈ وغیرہ کے بارے میں چاک سے معلومات لکھی گئی تھیں۔یہ کالے بورڈ آج کل ہر دوسرے کیفے کے سامنے انہیں aesthetic لک دینے کے لئے کھڑے کئے جاتے تھے۔ داؤد سلطان کیفے کے باہر پڑی رنگ برنگی کرسیوں کی قطار کو نظر انداز کرتا شیشے کے دروازے سے اندر داخل ہوا۔اندر بیٹھے کافی پیتے گاہکوں پر سرسری سی نگاہ ڈالتے اس نے کیفے کاونٹر پر جیب سے ہاتھ نکال کر سفید کاغذ کا ٹکڑا رکھا۔کافی مشین پر چلتے بوڑھے باریستا کے ہاتھ رکے اس نے ایک نظر اس دراز قد نوجوان کی سرمئی آنکھوں کو دیکھا۔ پھر کاؤنٹر پر رکھے کاغذ کو، سر کو اثبات میں حرکت دے کر اس نے اپنا کام کاونٹر کے پیچھے دو تین لڑکوں میں سے ایک کے حوالے کیا اور اسے اپنے پیچھے چلنے کا اشارہ کرتے پاس ہی بنی راہداری میں داخل ہو گیا۔کچھ قدم چلنے کے بعد باریستا دائیں جانب بنے ایک دروازے کے پاس رکا اور اسے اندر چھوڑتے واپس مڑ گیا۔ہال کی مانند بڑا سا یہ کمرہ اسٹور روم کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔جابجا کرسیاں پھیلیں تھیں۔دیوار کے پاس رکھے ریکس پر کافی کے کارٹن،اور کراکری کا سامان تھا۔دو لڑکیاں ویٹریس یونیفارم میں ملبوس کمرے کی دائیں دیوار میں بنی کھڑکی سے باہر کافی اور دوسری اشیا کے کارٹن دیتی جا رہی تھیں۔سامنے ہی لکڑی کے ڈیسک کے عقب میں

کرسی پر بڑے سے جثے کا کالا سا آدمی براجمان تھا۔داؤد کو دیکھتے ہی اس نے گنجے سر پر ٹکا چشمہ ناک پر رکھا۔اس کے چہرے کی جلد لٹکی ہوئی سی تھی۔

داؤد نے ایک لمحے کے لئے اس کا تفتیشی نگاہوں سے جائیزہ لیا پھر بولا۔"کیا تم فریڈرک مارٹن ہو؟"اس کی آنکھوں میں اچنبھا تھا۔

"ہوں۔۔۔آؤ بیٹھو۔۔"پین تھامے ہاتھ سے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔"کہو کیا کہنا ہے"اب نظریں دوبارہ رجسٹر پر جمائیں۔

"ان ویٹرز کو باہر بھیجو اور کیفے بند کرواؤ۔۔"اس کا لہجہ عادتا تحکم لئے ہوئے تھا۔کالا آدمی ایسے مسکرایا جیسے اس نے کچھ سنا نہ ہو۔

"میں داؤد سلطان ہوں"اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسائے۔اس کے بال چھت پر لگے بلب تلے چمکتے سے تھے۔

اب کی بار اس آدمی نے جھٹکے سے رجسٹر سے سر اٹھایا،اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزرا۔سرعت سے کرسی سے اٹھ کر وہ ادھر ادھر چلتے ویٹرز سے مخاطب ہوا۔کمرے میں ہلکی پھلکی

www.novelsclubb.com

آوازیں گونجی اور کمرے کا دروازہ دو تین بار کھلا اور بند ہوا۔ ویٹرز باہر جا چکے تھے۔ ہال نما کمرے میں اب وہی دو لوگ بچے تھے۔ داؤد قدم قدم چلتا ٹیبل تک آیا، اس کی تیز نظروں نے ٹیبل پر رکھی چیزوں کو جانچا۔ رجسٹر پر رکھے کارڈ پر اس نے کسی کا نام دیکھا۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے وہ کارڈ اٹھایا اور جیب میں ڈال دیا اسی دوران وہ آدمی پلٹا اور دونوں ہاتھ آپس میں مسلتے ہوئے ٹیبل تک آیا۔

زدراوو (سلام)۔۔۔اور مسکراتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ "آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔ بہت کچھ سنا ہے آپ کے بارے میں" داؤد اس کا ہوا میں پھیلا ہاتھ نظر انداز کرتا گویا ہوا۔

"ہمیں بات کرنی ہے" وہ ہنوز کھڑا تھا۔ جبکہ وہ آدمی مصافحے والا ہاتھ پیچھے کر کے رجسٹر بند کرتا کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کے سکون سے بیٹھا۔

"کیوں کوئی مسئلہ ہے؟"

داؤد نے جواب نہیں دیا۔ اس کی عقابی نظریں خاموشی سے اس شخص کو جانچ رہی تھیں۔ وہ پہلے کبھی اس شخص سے نہیں ملا تھا۔ صرف اس کے ریکارڈز اور ان پر چسپاں اس کی تصویر دیکھی

www.novelsclubb.com

تھی جو کسی فائل میں سیپا کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھی۔یہ آدمی اس جیسا دکھتا تھا۔لیکن یہ مارٹن نہیں تھا۔اس کا قد اس سے دو تین انچ چھوٹا دکھتا تھا۔اور اس کی ناک چیل کی چونچ کی مانند تھی۔

تم فریڈرک مارٹن نہیں ہو!!

ہاں میں نہیں ہوں"اس نے کندھے اچکائے،"مارٹن اس وقت یہاں نہیں ہے"۔

پھر تم نے یہ کیوں کہا کہ تم مارٹن ہو۔داؤد کی آنکھوں میں چھبن اتر آئی۔

تم اتنے محتاط نہیں رہ سکتے"وہ آدمی ہنسا اور ڈیسک کی دراز سے شراب کی بوتل نکالی۔"تم پینا چاہو گے"اب وہ گلاس میں شراب انڈیل رہا تھا۔

"میں ڈرنک نہیں کرتا،تم جانتے ہو میں کون ہوں؟"

بالکل!!گلاس منہ سے لگاتے اس نے ایک گھونٹ بھرا اور پھر لبوں پر زبان پھیری۔"سیکریٹ سروس ایجنٹ داؤد سلطان،نیٹ ورک میں موجود سارے لوگ تمہیں جانتے ہیں۔"گلاس سے اس کی طرف اشارہ کیا"تم کافی مشہور ہو"۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"داؤد نے سینے پر ہاتھ باندھے۔

"چارلس۔۔۔میں مارٹن کے ساتھ کام کرتا ہوں۔کہتے ہوئے اس نے بوتل بند کی اور واپس دراز میں ڈالی۔

"وہ کب تک لوٹے گا؟اس سے ایک اہم کام ہے مجھے"

"افسوس وہ نہیں آئے گا"کہ کر اس نے ڈیسک کے اوپر پستول والا ہاتھ اٹھایا۔"تم نے دیر کر دی ہے۔۔"

داؤد نے ایک نظر پستول پر ڈالی،وہ ٹی ٹی ۳۳ سیمی آٹو میٹک تھی۔نہایت ہی کارآمد ہتھیار۔

داؤد پر سکون انداز لئے اسے دیکھتا رہا۔اسے کوئی شک نہیں تھا کہ وہ پستول استعمال کرے گا۔وہ آرگینائیزیشن میں اپنی ریپوٹیشن جانتا تھا۔اس آدمی نے شائد اس کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔لیکن اگر اس نے واقعی بہت کچھ سنا تھا تو یہ بھی سنا ہو گا کہ اس کے پاس دوسرا چانس دینے جیسا کوئی اختیار نہیں تھا۔

"ایسا لگتا ہے جیسے تم میری آمد کے بارے میں پہلے سے جانتے تھے"اس نے ایک ابرو اچکائی۔"میری۔۔یا مجھ جیسے کسی اور کی۔"ٹھہر ٹھہر کر کہتے وہ ڈیسک پر آگے کو جھکا۔

"مجھے امید ہے تم مرنے سے پہلے مجھ سے تفصیلات کی توقع نہیں کر رہے۔"

"میں کسی چیز کی توقع نہیں کر رہا۔" داؤد پیچھے ہو کر سیدھا ہوا۔ پستول کا رخ اب بھی اسی کی جانب تھا۔ اور اسی وقت اس کالے آدمی نے ٹھیک اس کے سینے کا نشانہ لیتے یکے بعد دیگرے تین فائیر کئے۔ تینوں گولیاں ٹھیک اس کے سینے پر لگیں اور تینوں کی باہمی قوت سے وہ پوری طاقت سے پیچھے ریکس سے ٹکراتے زمین پر گرا۔

یہ آدمی بے وقوف نہیں تھا۔ جس جگہ کا اس نے نشانہ لیا تھا وہاں ایک گولی شائد اسے مارنے کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ تین کافی تھیں۔ اور اس سے زیادہ شائد ذائع ہو جاتیں۔ اس آدمی نے ایک گہری سانس لی، اس کے لب بھینچے ہوئے تھے۔ کچھ دیر وہیں کھڑے رہ کر اس نے داؤد کی زندگی اور موت کا اندازہ لگایا۔ کوئی حرکت نہ ہونے پر وہ ایک ایک محتاط قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھا۔ سیپاہیڈ کوارٹرز میں بنا کچھ کئے کوئی مشہور نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر لوگ اسے جانتے تھے تو اس کی ذہانت اور کامیابی کی نسبت سے جانتے تھے۔ اسے اپنے پیشے میں آنے والی مشکلات کا اندازہ تھا، یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ پوری تیاری سے نہ آیا ہو۔ اس کی شرٹ تلے موجود ویسٹ

www.novelsclubb.com

جس میں سٹیل اور بلٹ پروف مسلز تھے تینوں گولیوں کو اس کے جسم تک پہنچنے سے روکنے کے لئے کامیاب رہے تھے۔ پھر بھی کوئی ایک گولی سٹیل کے لیئر سے اس زور سے ٹکرائی تھی کہ ایک لمحے کے لئے اسے لگا تھا کہ اس کے آر پار ہو گئی۔

وہ وہیں بے سدھ پڑا انتظار کر رہا تھا، ایسے انتظار ہر شکاری کو مزا دیتا تھے۔ اسی دوران چارلس اس کے قریب آیا۔ اب کے اس کی پستول کا رخ داؤد کے سر کی جانب تھا۔ اس کے منہ سے شراب کی بدبو اٹھ رہی تھی۔ وہ قریب سے قریب تر ہوتا گیا۔ چھت سے چھن کر کے آتی بلب کی روشنی میں چارلس کا سایہ اس پر پڑ رہا تھا۔ جیسے ہی پنجوں کے بل وہ اس کے قریب بیٹھا۔ داؤد نے اسی لمحے اس کی ناک پر پوری قوت سے گھونسا رسید کیا۔ اس کا سر پیچھے کی جانب لہرایا اور وہ بلبلاتا ہوا گرا۔ فوراً سے ناک پر ہاتھ رکھ کر اس نے خون کے فوارے کو روکنا چاہا۔ پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر آواز پیدا کرتی زمین پر دور جا پھسلی۔ اس پہلے کے وہ اپنے حواس بحال کر کے سیدھا ہوتا اس کی گردن داؤد سلطان کے ہاتھوں کے شکنجے میں تھی، اگلے لمحے کمرے میں اس کی گردن کی ہڈی کے چٹخنے کی آواز سنائی دی اور چارلس تڑپ اٹھا۔ اس کی دہشت بھری آنکھیں چھت کو دیکھتی پلک جھپکنا بھول گئیں۔ زبان گنگ ہو گئی وہ اب ایک انچ بھی نہیں ہل پا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اگر تمہاری موت اس ہڈی کے ٹوٹنے سے نہیں ہوئی تو سرجری سے ضرور ہو جائے گی۔اور اگر سرجری کامیاب ہوئی تو اس ڈاکٹر کو میرے پاس لے آنا۔وہ بھاری بھر کم رقم کا حقدار ہو گا"

ایک لاتھ اس کے پیٹ میں مارتے اس نے پاس پڑی گن رومال میں لپیٹی۔ پھٹی ہوئی شرٹ کو مزید پھاڑ کر اس نے بلٹ پروف ویسٹ میں دھنسی ہوئی گولی جو اسے تنگ کر رہی تھی اپنی مضبوط انگلیوں سے باہر نکالی۔ پھر جھک کر زمین سے باقی دو گولیاں اٹھائیں اور جیکٹ کی زپ بند کرتا،اسٹور روم کے دروازے سے باہر نکل گیا۔اس کے چہرے پر برہمی تھی۔ان کا یہ سیل دشمن کی نظروں میں آچکا تھا اور اب اسے ختم کرنے کی ضرورت تھی۔ یہاں سے سیپا کے چند لوگ ہیڈ کوارٹرز کو مخبری دیتے تھے۔ شہر میں موجود دوسرے سیلز کی بنسبت یہ عام سا سیل تھا۔ جسے سرسری معلومات کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ راہداری میں لمبے لمبے ڈگ بھر رہا تھا۔اسے جاننا تھا کہ مارٹن اس وقت کہاں ہے،اور اس آدمی کا یہ کہنا کہ اس نے دیر کر دی۔اس سے اس کا کیا مطلب تھا۔اتنا تو واضح تھا کے یہ لوگ مارٹن کو لے گئے تھے۔ یہ جانے بغیر کہ وہ محض ایک کارندہ ہے جو عام معلومات کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا۔اس کے پاس ایسی کوئی معلومات نہیں تھی جو انہیں فائدہ دیتیں۔ کیفے سے نکل کر وہ

www.novelsclubb.com

سڑک کی زیبرا کراسنگ تک آیا۔ گاڑیاں سرخ اشارے پر رک چکی تھی۔ اس سے کچھ فاصلے پر موجود کچھ نوجوان اسی کے ہمراہ سڑک پار کر رہے تھے۔ اس کے ماتھے پر ہوا سے بکھرتے بال آس پاس کھڑی گاڑیوں کی روشنی میں چمکنے لگے۔ نوجوانوں کے مجمعے میں اس کا دراز قد اسے ان سے نمایاں کر رہا تھا۔ سڑک پار کر کے اس نے واکنگ ٹریک پر قدم رکھے۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے سیل فون اور چابیاں نکالیں۔ ایک ہاتھ سے فون پر کوئی نمبر ملاتا دوسرے ہاتھ سے چابی کا بٹن دبا دیا۔ چند قدم کی دوری پر موجود سیاہ کیمری کی ہیڈ لائیٹس آواز پیدا کرتیں روشن ہو کر بجھیں۔

"میں دو گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں تم اپنی تیاری مکمل رکھو!۔" کہہ کر اس نے گاڑی کی جانب قدم بڑھا دئے۔

"ایک منٹ ایک منٹ دو گھنٹوں میں، میں یہاں تمہارے انتظار میں کھپ رہا ہوں۔ کہاں پر ہو تم؟" دوسری جانب سے اسمائیل کی جھنجھلاتی آواز سنائی دی۔

www.novelsclubb.com

"موسٹر" گردن دائیں بائیں گھما کر کر اس نے احتیاطاً آس پاس کا جائیزہ لیا اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔

"موسٹر رررر۔۔۔ابے یار کس قسم کے انسان ہو تم، جب میں نے تمہیں بولا تھا کہ آج ہمارا آرچری کا پلین ہے۔۔

"میں نے پلین کینسل نہیں کیا بس فٹافٹ میرے اپارٹمنٹ سے آرچری کا سامان اور میرے کپڑے اٹھاؤ، میں پہنچ کر فارم ہاؤس میں تھوڑا آرام کرونگا پھر چلے گے۔" گاڑی میں بیٹھ کر اس نے ایک سرسری سی نظر بیک ویئو مرر پر ڈالی۔اور ایک ہاتھ سے سٹئیرنگ گھماتا وہاں سے نکل آیا۔شیشے کے باہر صاف دکھتے مناظر اب لکیروں کی مانند تیزی سے گزرنے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تم مجھے حکم دینا کب بند کروگے؟"

کبھی نہیں" زیر لب مسکراتے اس نے فون دوسری سیٹ پر رکھا۔اور ایکسیلیٹر پر پاؤں دبا دیا۔اگلے ہی لمحے اس کی گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔

♦♦♦

موجودہ دن

سیپا کے ہیڈ کوارٹرز میں معمول کے مطابق چہل پہل تھی یہ صبح کا وقت، بالائی منزل سے شیشے کی دیوار کے پار دیکھو تو ٹریننگ گراؤنڈ میں ایجنٹس پانچ چھے دستوں میں پسینے سے تر بھاگ رہے تھے۔ گراؤنڈ کے عین وسط میں دو ٹرینرز گردن میں لٹکی سیٹیوں سے انہیں اشارہ دیتے جاتے تھے۔اسی بالائی منزل کی چوڑی اور طویل مرمری راہداری میں مختلف ڈیپارٹمنٹس کے دروزے کھلتے تھے۔راہداری میں ایک نوجوان لمبے لمبے ڈگ بھرتا عجلت بھرے انداز میں ایک فائل ہاتھ میں تھامے ہیڈ آفس کے دروازے کے سامنے رکا۔اس کے چہرے پر دبا دبا سا جوش تھا۔گہری سانس لیتے اس نے ہاتھ اٹھایا۔اس سے پہلے کے اس ہاتھ سے وہ دروازے پر دستک دیتا۔کسی اور ہاتھ نے آگے بڑھ کر انگلیوں کی پشت سے دستک دی۔اس کا ہاتھ ہوا میں اٹھا رہ گیا۔ گردن گھما کر اس نے پیچھے دیکھا تو داؤد سلطان کو تازہ دم سفید pullover ہڈی میں وہاں کھڑے دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

www.novelsclubb.com

"گڈ مورنگ" تازگی بھری مسکراہٹ سے کہتے ہوئے داؤد کی نظریں اس کے ہاتھ میں پکڑی فائل پر پھسلیں۔ جس کا جواب طارق نے سر کے خم سے دیا پھر سر کو ایسے جھٹکا جیسے اس کی آمد کو کوسا ہو۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کے دوستانہ تاثرات نہیں ابھرے۔

"تو تم لاکافیتا کی ڈیٹیلز لے کر آئے ہو؟ گڈ۔۔۔ سب کچھ ٹھیک ہے وہاں؟۔ داؤد کی گھمبیر آواز اس کی پشت پر ابھری۔

"ہوں۔۔۔ ٹھیک نہ ہوتا تو تم میرے منہ سے اب تک کوئی بری خبر سن چکے ہوتے" اعتماد سے کہتے اس نے کمرے سے آتی یس کم ان کی آواز پر پلٹ کر دروازہ کھولا۔ پیچھے کھڑے داؤد نے ستائشی انداز میں ابرو اچکائیں۔ آنکھیں میں طنزیہ تاثر تھا۔ وہ اسی کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ معلومات پوری ہیں۔۔؟" سلجوق احمد نے ڈیسک پر رکھی فائل آگے ہوتے ہوئے اٹھائی اور ناک پر رکھا چشمہ اتار کر لیپ ٹاپ پر رکھا۔ "جی سر۔۔" طارق نے زور و شور سے سر ہلایا۔ داؤد سلطان پیچھے ہاتھ باندھے اس وسیع آفس کا ایسے جائزہ لینے لگا جیسے وہاں پہلی بار آیا ہو۔ سلجوق احمد نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور طارق کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا تمہاری مارٹن سے کوئی بات ہوئی ہے آج" سلجوق احمد صفحات پلٹاتے ہوئے پوری طرح فائل کی طرف متوجہ تھے۔

"نہیں سر!! ان سے دو دن پہلے رابطہ ہوا تھا جس کی اپ ڈیٹ آپ تک پہنچ چکی ہے۔آج کوئی رابطہ نہیں ہوا۔"

"کیسے ہو گا جب سیل کی خبر دشمنوں کو ہو چکی ہے۔" کمرے میں اب کہ داؤد کی آواز گونجی۔

"کیا مطلب،،؟؟" طارق جھٹکے سے اس کی جانب پلٹا۔اس کا چہرہ شل سا ہوا۔

سلجوق احمد بات کا اثر لئے بغیر ہنوز فائل کی جانب متوجہ تھے۔جیسے وہ پہلے سے اس بات سے باخبر تھے، "تمہاری زرا سی لاپرواہی سے مارٹن غائب ہو چکا ہے۔کس طرح کی انویسٹیگیشن کر رہے ہو تم، تمہاری یہ خبر دو دن پرانی ہے۔کل سیل میں کرمنل انویسٹیگیٹرز داخل ہو چکے تھے، اگر ایجنسی ایک وقت میں مزید سیلز متعین نہیں کرتی تو انکے پاس ہمارا ڈیٹا جا سکتا تھا۔" اس کا لہجہ پہلے کی نسبت سخت ہو چکا تھا۔آنکھیں طارق کو ملامت کر رہی تھیں۔

دفعتا سلجوق احمد نے وہ فائل طارق کی جانب پھینکی۔اور ان کی گرجدار آواز کمرے میں گونجی۔

"جو عہدہ تمہیں دیا گیا ہے کیا وہاں اس قسم کی غلطی کی گنجائش بچتی ہے" وہ اس پر چلائے۔چہرہ غصے کے باعث سرخی سے تمتمانے لگا۔"انویسٹیگیٹر ایک ایک لمحے کی مخبری کرتا ہے۔شہادت کی انگلی اٹھا کر انہوں نے جھٹکی۔نہ کہ ایک ایک دن کی۔طارق کا سر مارے خفت اور شرمندگی کے جھکا۔اس نے ماتھے پر ابھرتے پسینے کو ہتھیلی سے پونچھا،اسے لگا تھا آج کی کارکردگی پر باس اسے شاباشی ضرور دینگے۔لیکن داؤد سلطان پھر سے اس کے کام میں ٹانگ اڑا چکا تھا۔اس کی یہ عادت ہمیشہ کی طرح پھر سے اسے تپش دلا گئی۔

"تم اس عہدے کے کسی بھی طرح اہل نہیں ہو،داؤد مشن کے لئے ٹیم میمبرز کا بندوبست تم خود کرو،اور طارق بھی اسی ٹیم میں شامل ہو گا۔اسے کسی ٹیم کو لیڈ کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"لیکن سر میرا ڈیپارمنٹ۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"بھاڑ میں گیا تمہارا ڈیپارٹمنٹ، تم آج سے محض ایک ٹیم میمبر کے طور پر کام کروگے۔ سمجھ گئے!!!ان کی گرجدار آواز سے آفس گونجنے لگا۔طارق کی زبان مارے صدمے کے گنگ رہ گئی۔"سمجھ رہے ہو تم۔۔اب کی بار انہوں نے زور سے ڈیسک پر ہاتھ مارا"

ج۔۔جی۔۔ سر۔۔رندھی ہوئی آواز میں کہتے اس کے حلق میں جیسے آنسوؤں کا گولا پھنسا۔ قریب کھڑے داؤد نے کان کی لو سہلاتے ہوئے اس کی طرف برہمی سے دیکھ کر سر جھٹکا۔ طارق نے اپنی لہورنگ آنکھیں لب بھینچتے ہوئے اس پر جمائیں ایسا لگتا تھا وہ انہی آنکھوں سے اس کا قتل کردے گا۔اور تیزی سے دروازے کا ہینڈل گھما کر باہر نکلا کہ سامنے چہرے پر پریشان اثرات سجائے آس پاس ڈیپارٹمنٹ کے ورکرز نظر آئے۔وہ اندر ہونے والے واقعے کے بارے میں جاننے کی جستجو میں تھے۔طارق پر جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔اس نے چہرہ بالکل جھکا دیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کرتا راہداری کی طرف بڑھ گیا۔اسے ان لوگوں کی آنکھیں اپنا مزاق اڑاتی محسوس ہو رہی تھیں۔اب یہ خبر وہاں آگ کی طرح پھیلنی تھی، کہ طارق بہریم کو کرائم انویسٹیگیشن ڈیپارٹمنٹ سے ہٹا دیا گیا ہے۔جس عہدے کو پانے کی خوشی میں وہ چند مہینے پہلے ٹیم میمبرز کے ساتھ دعوتیں اڑا رہا تھا۔آج اس کو وہاں سے ہٹا دیا گیا تھا۔

آفس کے باہر کھڑے ورکرز وہاں سے ہٹ چکے تھے۔اندر آفس میں اب دو تین مزید آفیسرز تھے۔داؤد سلطان مشن کے بارے میں ان سے بریفنگ لے رہا تھا۔سلجوق احمد کے تاثرات اب تک بگڑے ہوئے تھے۔ان کا مشن active ہو چکا تھا۔ایک گھنٹے کے اندر اندر اسے موسٹر کے لئے روانہ ہونا تھا۔اور ان ٹیم میمبرز سے ملنا تھا، جس سے وہ پہلے رابطہ کر چکا تھا۔ اسے لگا تھا وہ ان کی ڈیٹیلز ہیڈ کوارٹر بھیج کر ان کی طرف سے منظوری کا انتظار کرے گا لیکن ہیڈ آفیسر نے یہ کام اس کے سپرد کر کے مسئلہ حل کر دیا تھا۔وہ سنجیدگی سے آفیسر کے ہاتھ سے tablet لیتے اس پر کھلے میپ کو انگلیوں کی مدد سے زوم کر رہا تھا۔اس نے موسٹر شہر کے بیچ و بیچ واقع Hotel Grand پر کلک کیا۔اس کے مشن کی شروعات یہاں سے ہونی تھی۔اور وہ اس کے لئے پوری طرح تیار تھا۔

♦♦♦

سراجیو شہر کے ایک علاقے میں بنی ڈبل سڑک میں سے ایک پر اسماعیل عالیجا، میوزک کا والیم اونچا کئے تیز رفتاری سے اپنی سلور رنگ کی گاڑی بھگا رہا تھا۔اونچی اونچی قدآور عمارتیں کھڑکی کے باہر لکیریں بنتی گزرتی جا رہی تھیں۔آسمان بالکل شفاف تھا۔شہر کے لوگ روزمرہ کے

www.novelsclubb.com

معمولات میں مصروف دکھائی دیتے تھے،ڈارک گرین کلر کے سوئیٹر کے گلے میں سے اند رپہنی سفید رنگ کی شرٹ کے کالر نظر آتے تھے۔لمبے بالوں کی پونی بنائے وہ گلاس سٹینڈ سے کافی کا کپ اٹھا کر کافی پیتا جا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے سٹیئرنگ تھامے ہوئے تھا۔

"ارے لے آنا بھائی۔۔۔لے آنا پورا خاندان لے آنا،ہاں۔۔۔دے چکا ہوں دعوت ان کو، آرہے ہیں وہ بھی۔کسی موڑ پر سٹیرنگ گھماتے اس نے کافی کا خالی کپ واپس سٹینڈ میں رکھا،اور کان میں لگے بلوٹوتھ کو ٹھیک کیا۔"رات تک ہو جائے گا سب ریڈی۔۔۔ارے ایسا ویسا ۔۔مقابل کی آواز پر وہ زور سے ہنسا۔ایسے نایاب ہرن کا گوشت تم نے کبھی زندگی میں نہیں کھایا ہو گا۔بڑی مشکل سے شکار کیا ہے۔اوں ہوں۔۔داؤد نہیں تھا ساتھ۔۔وہ تھک کے گاڑی میں جا بیٹھا تھا۔میں نے ہار نہیں مانی۔۔۔اب ایسا ویسا شکاری سمجھ رکھا ہے کیا۔"پھر مقابل کی بات سن کر ایک زوردار قہقہہ لگایا۔"چل ٹھیک ہے۔۔ملتے ہیں پھر"انگلی سے بلوٹوتھ آف کرتے اس نے گاڑی فارم ہاوس کی طرف جانے والے راستے پر ڈالی۔اس کے چہرے پر فخریہ جتاتی ہوئی مسکراہٹ تھی۔اب کہ گاڑی میں ایلن واکر کے گانے کے ساتھ ساتھ اس کی آواز بھی گونجنے لگی۔

Is this a place that I call home?

To find what I've become

Walk along the path unknown

We live, we love, we lie

گاڑی کے اوپر اڑتے پرندوں میں سے ایک نے اونچی اڑان بھری اور ہوا میں اونچا ہوتا چلا گیا۔ سراجیو شہر اسے ہمیشہ کی طرح مصروف دکھائی دیا۔ رنگ برنگے لوگ۔ سگنل پر رکی گاڑیاں، زیبرا کراسنگ پر سے گزرتے سکول یونیفارم پہنے بچے۔ نیچے بہت نیچے کالی سانپ نما سڑک پر وہ سلور کار پوری رفتار سے فراٹے بھر رہی تھی۔ یہی سڑک کئی موڑ مڑتے ایک فارم ہاؤس کی جانب جاتی تھی، جس کے پچھلی جانب جنگل سا تھا۔ اس کی دائیں جانب کھلتی کھڑکی کے پار کوئی اس چھوٹے سے سرد خانے میں کھڑا کپکپا رہا تھا۔ یہ سرد خانہ شکار کئے جانے والے جانوروں کو رکھے جانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ جس میں ان کے شکار کئے جانے والے جانور رکھے جاتے تھے۔ اندر سفید سا دھواں تھا، جو سارے میں پھیلا ہوا تھا، سفید بلب کی روشنی میں سب کچھ سفید دکھائی دیتی تھی۔ ایسا لگتا تھا کسی برفانی علاقے کا حصہ اس فارم ہاؤس میں رکھ دیا گیا ہو۔ اندر کمرے

www.novelsclubb.com

میں آؤ تو اس عورت کی پشت دروازے کی جانب تھی۔ کھڑکی کی جانب قدم قدم چلتے اس کا خون سے گیلا لباس اسے سردی کے باعث لرزنے پر مجبور کر رہا تھا۔اس کے بال لمبے تھے۔ کھڑکی سے باہر کا جائیزہ لینے کے بعد وہ دروازے تک آئی اور تالے کے سوراخ سے باہر جھانکا۔ کسی کو وہاں نہ پا کر اس نے آہستگی سے کنڈی اٹھالی۔ پھر اس بھاری سے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا۔اور وہ چرچراتا ہوا کھلتا چلا گیا۔اس کے منہ سے نکلتی سانسیں دھوئیں میں بدلتیں سامنے کا منظر دھندھلا رہی تھیں۔اس نے باہر جھانکا اور تیزی سے اس کمرے سے باہر نکلی۔ خون سے بھرے اس کے جوتے فرش پر نشان چھوڑتے جا رہے تھے۔وہ قطار سے بنے کمروں کے پاس سے گزرتی اس راہداری تک آئی۔وہاں نیم اندھیرا تھا۔راہداری سے باہر نکل کر اس نے دائیں بائیں دیکھا،ان انوکھے مناظر کو دیکھتے اس کی آنکھیں پھیلیں۔وہ اب بھی کپکپا رہی تھی۔راہداری کی دیوار پر کونے میں لگے کیمرے نے یہ منظر ریکارڈ کیا،اس بات سے بے خبر کے اس کے زخموں سے رستا خون زمین پر نشانات بناتا جا رہا تھا۔اب وہ دائیں جانب بنی چھوٹی سی لکڑی کی باڑ کے سامنے آکھڑی ہوئی۔اور پھر بمشکل باڑ کو پھلانگ کر گھنے درختوں کے بیچ غائب ہو گئی۔فارم ہاؤس کے باہر گاڑی کے انجن بند ہونے کی آواز آئی۔اور پھر جیسے گاڑی کا دروازہ کھلا

بند ہوا ہو۔اسماعیل عالیجا گنگناتا ہوا بے نیازی کے عالم میں فارم ہاؤس میں داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں کالے رنگ کا بیگ تھا۔دوسرے ہاتھ میں تھامے فون کو روشن کرتے اس نے داؤد سلطان کا نمبر ملایا۔اور قدم قدم چلتا اندر آیا۔بیگ کو بغل میں دبا کر اس نے دیوار پر ہاتھ مار کر راہداری روشن کی۔"تم کب روانہ ہو رہے ہو موسٹر کے لئے۔"پھر رک کر جیسے اسے سنا۔" آجاؤ فارم ہاؤس۔۔رات کو باربی کیو ہے،اس کی تیاری کرینگے"دوسری جانب سے داؤد کچھ بولنے لگا تو وہ لمحے بھر کے لئے رکا اور یک لخت اس کی نظریں فرش پر پھیلے خون سے بنے قدموں کے نشانات پر پڑی۔اور وہ ساکت رہ گیا۔"یہ کیا ہے۔۔۔!!!"اس کی بے یقین سی آواز راہداری میں گونجی۔اس نے داؤد کی بات کا جواب دیئے بغیر ان نشانات کا پیچھا کیا۔جو سرد خانے کی طرف جا رہے تھے۔"داؤد۔۔۔یہاں مجھ سے پہلے کوئی آیا تھا شائد"اور سرد خانے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔سرد دھوئیں کے مرغولوں میں وہ کچھ دیکھ نہیں پا رہا تھا۔کچھ دیکھنے کے قابل ہوا تو،اس کی سانس لڑکھڑا سی گئی۔"وہ ہرن۔۔۔وہ ہرن یہاں نہیں ہے۔۔۔!!!"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟؟"اچنبھے سے پوچھتے داؤد کی آواز فون سے نکلتی سرد خانے میں گونجی۔" میں پہنچ چکا ہوں،،،آرہا ہوں اندر۔۔۔تم وہیں رہو"اور کال منقطع کر دی۔کچھ ہی دیر میں

چہرے پر الجھے ہوئے تاثرات لئے وہ سرد خانے میں اس کے برابر کھڑا تھا۔"لگتا ہے کسی نے ۔۔۔ہمارے ہرن کو اغوا کر لیا ہے۔۔ایک گہری سانس خارج کرتے اسمائیل نے سر پر ہاتھ پھیرا۔اور فرش پر پھیلے خون کو دیکھا۔"نہیں کسی نے اغوا نہیں کیا۔۔۔"پنجوں کے بل بیٹھتے ہوئے داؤد سلطان نے وہاں پھیلے خون کا جائیزہ لیا۔"وہ ہرن یہاں سے خود بھاگا ہے۔"

"لیکن۔۔۔یہاں سے پیروں کے نشان کسی انسان کے ہیں۔۔اس کا یہی مطلب ہے کوئی یہاں آیا تھا"فون پینٹ کی جیب میں ڈالتے اسمائیل نے داؤد سلطان کو دیکھا۔جس کی سرمئی آنکھوں میں بے یقین سا تائثر تھا۔وہ تیزی سے اٹھا اور کمرے سے نکل کر فارم ہاؤس کے کنڑول روم میں آیا۔جہاں مانیٹرز پر مختلف سکرینز کھلی تھیں۔جو فارم ہاؤس کے مختلف حصوں کو دکھا رہی تھیں ۔اس نے کی بورڈ پر مختلف بٹن دبائے راہداری کو ریکارڈ کرتے کیمرے کا ٹیب اس کے سامنے کھلا۔اسمائیل اس کے پیچھے آکھڑا ہوا۔آستین اوپر کرتے اس نے ریکارڈنگ پیچھے کرنا شروع کی اور ایک جگہ روک دی۔راہداری کے نیم اندھیرے میں لڑکھڑاتے وجود کو دیکھ کر وہ چونکا۔اس نے سکرین زوم کر کے غور سے دیکھا۔اسمائیل اور اس کی نگاہیں ایک ہی وقت میں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔"یہ۔۔۔یہ۔۔اسمائیل سکرین کی جانب انگلی اٹھائے بے یقینی سے

ہکلایا۔"یہ ممکن نہیں۔۔۔میں یقین نہیں کر سکتا"۔۔۔"یہ ممکن نہیں۔۔۔"اسمائیل شاک کے عالم میں مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔داؤد نے ریکارڈنگ کا وقت دیکھا۔یہ منظر تقریبا بیس منٹ پہلے کا تھا۔وہ جلدی سے اٹھا۔

"اسمائیل عالیجا!!!یہ بات یہاں سے نکلنی نہیں چاہیئے"اس کی آنکھوں میں جھانکتے داؤد کی نگاہوں میں تنبیہ تھی۔

"یہ خون صاف کرواؤ۔۔۔میں آرہا ہوں۔دروازے کی طرف بڑھتے وہ پلٹا۔"تم ادھر ہی رہنا۔۔!!"اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا خون کے نشانات کا پیچھا کرتے وہ تیزی سے راہداری سے باہر نکلا۔اسمائیل اس کے پیچھے تقریبا بھاگا۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

سویمنگ پول پر پڑتا گھنے پیڑوں کا عکس پانی پر ہوا کے باعث گرتے پودوں کی وجہ سے بگڑ سا جاتا۔داؤد خون کے نشانات کا تعاقب کرتے انہیں پیڑوں کے سائے میں غائب ہوا جن میں کچھ دیر پہلے وہ عورت ہوئی تھی۔وہ احتیاط سے بنا چاپ پیدا کئے ایک ایک قدم اٹھا رہا تھا۔کچھ ہی

قدم کی دوری پر اس نے خون آلود لباس پہنے اس عورت کو دیکھا۔اس کی آنکھیں بے یقینی لئے پھیل سی گئی۔وہ کمر کے گرد بندھی ڈوری سے لٹکتے کسی کپڑے کے تھیلے سے کچھ نکال رہی تھی۔ زخموں کے باعث اس پر کمزوری اور نقاہت طاری تھی۔لمبے مٹی اور خون سے اٹے بال بکھرے ہوئے تھے۔اس کی لرزتی انگلیوں میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اس چھوٹے سے تھیلے کو بھی تھام سکتیں۔تھیلا اس کے ہاتھ سے پھسل کر نیچے گرا۔گھنی جھاڑیوں کے پیچھے چھپے داؤد کی آنکھیں کچھ سمجھنے کی کوشش میں تھی۔اس عورت نے گھاس پر ہاتھ مارتے وہ تھیلا اٹھایا اور بالاخر اس میں سے کوئی شیشی نکال کر اس کا ڈھکن کھولا۔اب وہ ہاتھ پر اس شیشی سے کچھ نکالتی جاتی اور اپنے زخموں پر ملتی جاتی تھی۔اس سب سے فارغ ہو کر وہ پیڑوں کے بیچ اترتی سورج کی نرم دھوپ میں جیسے خود کو گھسیٹ کر لائی اور وہیں زمین پر بیٹھ کر سستانے لگی۔اس کا رخ اب داؤد کی جانب تھا۔سر نیچے جھکایا ہوا تھا۔داؤد سانس روکے اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔دفعتا اس عورت نے اپنا چہرہ اٹھایا۔ٹھنڈی ہوا کے ہلکے جھونکے سے اس کے بال زرا پیچھے کو لہرائے۔دھوپ شائد اسے سکون بخش رہی تھی۔اس نے ایک لمبی سانس لی۔اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔اب کہ داؤد نے اس کا پیچھا نہیں کیا۔اس نے جو کچھ بھی اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھا

تھا یہ نارمل بالکل نہیں تھا۔اسے لگا جیسے اس نے کسی جادوئی فلم کا سین دیکھا ہو۔وہ عورت اب مضبوطی سے کھڑی تھی، کچھ دیر پہلے کمزوری کے اثرات اب غائب تھے ایسے لگتا تھا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔اس نے ایک دو تیز تیز قدم اٹھائے اور پھر وہاں سے پوری رفتار میں دوڑ لگا دی ۔یہ جانے بغیر کے دو کانچ سی سرمئی آنکھیں یہ منظر زہن میں محفوظ کر چکی ہیں۔

♦♦♦

شمس الدین کے کاٹیج کی مخروطی چھت رات بھر ہونے والی بارش کے باعث سرخ نظر آتی تھی ۔چھت پر پھیلے پھول مہک اٹھے تھے۔پتھروں کی روش کے ارد گرد مخملی گھاس اور پودے اپنے اوپر شبنم کے قطرے سجائے کھڑے تھے۔وہیں سے ایک راستہ شمس الدین کے گرین ہاؤس کی جانب جاتا تھا جسے چاروں طرف سے پھول پودوں نے گھیر رکھا تھا۔شمس الدین گہری سانسیں لیتے صبح کی تازگی کو اپنے اندر جزب کرنے لگے۔چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے انکے ایک ہاتھ میں رول کیا ہوا اخبار تھا۔آنے سے پہلے انہوں نے پریسا کے کمرے میں جھانکا تھا۔اسے وہاں نہ پا کر وہ گرین ہاوس کی طرف آگئے تھے۔ گرین ہاوس کی چاروں دیواریں اور بڑی سی مخروطی چھت شیشے کی تھی۔اوپر دیکھو تو شیشے کی چھت بارش کے قطروں سے گیلی تھی،آس پاس ہری بھری

بیلیں چھت کو خوبصورت ساڈیزائن دے رہی تھیں باقی چھت سے کھلا آسمان صاف دکھتا تھا۔ گرین ہاوس میں پھولوں کی قطاریں ہی قطاریں تھیں۔ باہر سے بوگن ویلیا کے سرخ اور گلابی پھولوں اور پودوں کی بیلوں نے آدھی چھت کو ڈھک دیا تھا۔ وہ دروازہ کی طرف آئے۔ جس پر دی فیمنٹیسیا فلورسٹ لکھا ہوا تھا اور دروازے پر دباؤ ڈال کر اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے ایک نظر چاروں اطراف ڈالی، شیشے کی دیواروں کے پاس رکھے پودے باہر کے منظر کو دیکھنے میں رکاوٹ کھڑی کرتے تھے۔ انہوں نے کاٹیج میں ایک طرف لکڑی کے فرش سے بنے سیٹنگ ایریا کو دیکھا۔ وہاں وسط میں پڑی لکڑی کی مضبوط بھوری ٹیبل کے قریب رکھی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر پریسا کو بیٹھی دکھائی دی۔ ہتھیلیوں پر چہرہ گرائے اس کی نظریں شیشے کی دیوار پر پر سوچ انداز میں جمی تھیں۔ وہ کھنکھارے تو پریسا جیسے چونکتے ہوئے ان کی طرف پلٹی۔ پریشان چہرے پر سادگی بھری مسکراہٹ سجائی۔ ”حیرت ہے میری بیٹی آج کل جلدی اٹھنے لگی ہے۔“ رول کیا ہوا اخبار اس کی جانب آتے لکڑی کی ٹیبل پر رکھا۔ وہیں میز پر آس پاس باغبانی کا کچھ سامان پھیلا تھا۔ وہ پھولوں کا جائیزہ لینے لگے۔ اب پریسہ کی جانب انکی پشت تھی۔

"اس موسم کی خوبصورت صبحیں بھلا کون نہیں دیکھنا چاہے گا۔ دیکھ لیں بارش کے لئے میری محبت، دیر دیر تک سونے والی سنڈریلا آپ سے بھی پہلے اٹھ جاتی ہے" ناک سے ایک گہری سانس اندر کھینچتے اس نے ایک گہری سانس خارج کی اور کھڑے ہو کے کمر پر دونوں ہاتھ جمائے ۔پھر جیسے اس کی مسکراہٹ سمٹنے لگی، کچھ دیر پہلے کی پریشانی پھر اس پر چھانے لگی۔ "دیدا!!!، عقب سے ان کی کمر کے گرد ہاتھ پھیلاتے اس نے ان کی پیٹھ پر سر رکھا۔ "میرا دل عجیب سا ہو رہا ہے، ایسا لگتا ہے کچھ برا ہونے جا رہا ہے" شمس الدین نے چھوٹی سی قینچی تھام رکھی تھی ۔انکا چشمہ ناک کی نوک پر تھا، وہ کوئی ٹہنی کاٹتے کاٹتے آہستگی سے سیدھے ہوئے۔ "کیوں ۔۔۔؟؟ کیا چیز تمہیں یہ سوچنے پر مجبور کر رہی ہے؟؟۔۔ قینچی پاس گملے میں ڈال کر انہوں نے اپنی کمر سے اس کے ٹھنڈے ہاتھ ہٹائے۔ اور اس کی جانب پلٹے، شہد رنگ بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنائے کچھ آوارہ الجھی لٹیں اس کے چہرے کے گرد جھول رہی تھی۔ بڑی آنکھوں کے پپوٹے سو کر اٹھنے کے باعث پھولے ہوئے تھے۔

"نہیں دیدا، آپ کو میں نے اپنے بیگ کے چوری ہونے کا بتایا تھا نا" ہاتھوں کی انگلیوں سے کھیلتے اس نے انکی آنکھوں میں جھانکا۔ شمس الدین اسکی جانب پوری طرح متوجہ تھے انہوں نے ناک

پر پھسلتا چشمہ ٹھیک کیا اور سر اثبات میں ہلایا۔وہ کل رات ٹیرس کی دیوڑھی پر رکھا تھا، شمس الدین چونکے۔اور اس میں میرا مینو سکرپٹ تھا، پر وہ ڈائیری،، وہ ڈائیری غائب تھی۔بیگ میں رکھے کچھ پیسے بھی ویسے کے ویسے رکھے ہیں۔"

ہوں۔۔۔ہنکارا بھرتے انہوں نے اب اپنا چشمہ اتارا، اور چھت کو دیکھتے جیسے کچھ سوچنے لگے۔

دیدا۔۔۔!! مجھے ڈر لگ رہا ہے، کوئی میرا پیچھا تو نہیں کر رہا"۔۔۔ان کا بازو ہلاتے وہ ہلکا آسمانی رنگ کا اون کا سیٹر اور نیوی بلو ٹراوزر میں پریشانی کی تصویر بنی کھڑی تھی۔

"اگر اس کا مقصد تمہارا پیچھا کرنا ہوتا تو وہ گھر تک تمہارے پیچھے آتا، کیا تم نے کسی کو محسوس کیا یہاں گھر تک پہنچنے تک، یاد کرو" پریسا نے ایک ہاتھ سینے پر باندھا اور دوسرے ہاتھ سے تھوڑی کھجائی۔"نہیں میں نے کسی کو اپنا پیچھا کرتے نہیں دیکھا، نا ہی بر تیج پر نہ ہی گھر تک۔"

اور نہ ہی تمہارے بیگ سے کسی نے پیسے لئے بس ڈائیری غائب ہوئی، چور کا ڈائیری سے کیا کام ہو سکتا ہے؟؟ایک گہری سانس لیتے وہ اس کے پہلو سے نکل کر آہستگی سے کرسی پر آبیٹھے۔آنکھیں الجھن لئے ہوئے تھیں۔"تم کہہ رہیں تھیں کہ وہ ڈائیری کھل نہیں رہی تھی۔

اب وہ میز پر رکھی پتیاں سمیٹنے لگے، ''یعنی تم اس کا پہلا صفحہ بھی نہیں دیکھ پائی۔۔بنا مڑے انہوں نے سوال کیا۔

اوں ہوں۔۔اور نفی میں سر ہلایا''اگر میں اسے زبردستی کھولنے کی کوشش کرتی تو اس کے صفحات پھٹ سکتے تھے، تبھی میں نے لائبریری کی بک ریکوری شاپ جانے کا سوچا۔اسی لمحے بھوک کے مارے اس کے پیٹ سے گرر کی آواز آئی۔شمس الدین چونکے اور پھر ہنسے۔''میں جلدی سے ناشتہ لے کر آتی ہوں، پھر یہیں پر ناشتہ کرتے ہیں۔'' پلٹتے پلٹتے اس نے نم ہوا سے ہلتے پودوں کو دیکھا۔''دیدا اف یہ موسم تو دیکھیں اس موسم میں بکلاوا کھائیں کیا،۔۔''پھر چونکی ان کے ذیابیطس کا خیال آیا۔''آپ کے لئے میں شوگر فری ڈونٹس لے آونگی،اس نے ان کے کندھے پر ہاتھ پھیلائے۔'' وہ جیسے ایک دم سب کچھ بھول بھال بیٹھی۔وہ ایسی ہی تھی ۔چھوٹی سے چھوٹی چیز اس کا موڈ بدل دیتی تھی۔انکے لئے اسے منانا، کسی بات کے لئے قائل کرنا کبھی مشکل نہ رہا تھا۔

"نہیں۔۔میرے لئے بھی بکلاوا ہی لانا۔دیکھا جائے گا شگر کو۔۔۔" بے نیازی سے کہتے انہوں نے ہوا میں ہاتھ جھلایا۔جیسے اپنی بیماری کو دفعان کہا ہو۔

پریسا نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا۔"جیسے میں آپکی یہ خواہش پوری کر دونگی،بس میں ایک منٹ ۔۔ہاتھ سے چٹکی بجاتے۔۔میں پاس والی بیکری سے لے آؤنگی۔اور تقریبا بھاگتے ہوئے کاؤنٹر کا رخ کیا۔میز کے قریب بیٹھے شمس الدین کی مسکراہٹ اس کے جانے پر ایک دم سمٹی۔اور وہ دور جاتی پریسہ کی پشت پر ایک محتاط نظر ڈالتے ہوئے سرعت سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ان کے چہرے پر ایک سایہ سا ٹھہر گیا تھا۔انہوں نے لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے گرین ہاؤس کے اندرونی حصے کی جانب کا رخ کیا۔یہ حصہ شیشے کے بجائے گول پتھروں کی دیواروں کا بنا تھا۔ دیوار پر لگے ہک میں سے انہوں نے چابی اٹھا کر دروازہ کھلا۔لکڑی کا بھورا دروازہ چرچراتا کھل گیا۔دیوار پر ہاتھ مارتے انہوں نے اس چھوٹے سے گھر کو روشن کیا۔کبھی کبھار جب ان کے کوئی مہمان آتے تو انہیں وہ یہیں ٹھہراتے تھے۔لاونج میں رکھے دو تین پرانے صوفوں اور دیوار میں بنے تش دان کے پاس سے گزرتے وہ وہیں دیوار کے پاس رکھی بھوری پرانی لکڑی کی الماری تک آئے۔اس الماری پر نارمل الماریوں والے لاک کے بجائے پاسورڈ لاک لگایا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

الماری پر جابجا موجود نشانات سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ پچھلے تالے کو توڑ کر یہ لاک بعد میں لگایا گیا ہے۔انہوں نے جلدی جلدی چار پانچ بٹن دبائے اور الماری کے دونوں پٹ کھولے۔ان کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں سفید بلب کی روشنی میں چمکنے لگی۔ جھریوں زدہ ہاتھوں میں لرزش تھی،ایک انجانے خوف کی لرزش،انہوں نے الماری کی ایک دراز کھولی اور اس میں سے ایک پرانی کتاب نکالی۔ایک ہاتھ سے کتاب تھامے دوسرے ہاتھ سے انہوں نے اس پر پتلی سی گرد کی تہہ جھاڑی،آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔ماضی کے کسی لمحے نے انہیں اپنی لپیٹ میں لیا۔یک لخت سینے کی بائیں جانب درد سا اٹھنے لگا۔انہوں نے فوراً اپنا سینہ مسلا،اور دو تین گہری سانسیں لی۔ایک سوگوار سے احساس نے ماحول کو بوجھل کر دیا۔ باہر لکڑی کی باڑ والا دروازہ زور سے بند ہوا تو انہوں نے عجلت میں الماری بند کی اور کتاب ہاتھ میں تھامے گیسٹ ہاؤس سے نکل کر دروازہ بند کر کے چابیاں وہیں لٹکائیں۔ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا پھولوں کی مہک لئے ان سے ٹکرا گیا۔وہ گرین ہاؤس میں رکھی میز تک آئے اور پنجوں کے بل بیٹھ کر میز کی موٹی لکڑی میں بنی درز میں کتاب رکھی۔ کھڑے ہو کر یا کرسی پر بیٹھ جانے پر یہ درز نہیں دکھتی تھی۔کتاب رکھ انہوں نے ہاتھ جھاڑے اور اسی کرسی پر آبیٹھے جہاں کچھ دیر پہلے بیٹھے تھے، گرین ہاؤس کی

شیشے کی چھت پر موٹی موٹی بوندیں گرنے کی آواز ماحول میں گونجنے لگی۔اندر ہی کچھ چڑیاں چہچاتی ادھر ادھر اڑ رہی تھیں۔ گرین ہاؤس کا دروازہ ہمہ وقت کھلا رہتا تھا۔ایک دیوار میں بڑی سی کھڑکی تھی۔ جس کے پاس اندر سے ماربل کی سلیب لگائی گئی تھی جو کاونٹر کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ پھول پودے خریدنے والے کسٹمرز کو اسی کھڑکی سے سنبھالا جاتا تھا۔ کھڑکی اتنی چوڑی تھی کے پانچ چھے لوگ ایک ساتھ وہاں کھل کے کھڑے ہو سکتے تھے۔ شمس الدین شاپ کے کاونٹر کے پاس آئے۔ڈوری کھینچ کر بلائنڈز اوپر چڑھائیں،اور کھڑکی کے دونوں پٹ کھول دئے۔ کسٹمرز کی آمد کا وقت تھا۔دفعتاان کی نظر کھڑکی کے اس پار ٹرے تھامے گرین ہاوس کی طرف آتی پریسہ پر پڑی۔انہوں نے جلدی سے چہرے پر چھائی پریشانی کو مسکراتے ہوئے غائب کیا۔پریسا کے ہاتھ میں ان کا فون تھا جو مسلسل بج رہا تھا۔وہ دروازے تک آئے اور اس سے ٹرے تھامی۔ ”واہ۔۔۔بڑی اچھی خوشبو آرہی ہے۔“

”دیدا۔۔آپ کی کال آرہی تھی۔“وہ ٹرے میز پر رکھ رہے تھے۔پریسا نے فون ان کو دیا۔وہ اب میز پر پلیٹیں سجانے لگی۔ شمس الدین نے کال لیس کی۔ ”جی جی میں وہی بات کر رہا ہوں“

"تو کب تک لے کر آنے والے ہو کاٹیج کے کاغذات۔۔" انہوں نے پریسہ کو دیکھا۔ جو چہرہ ان کی طرف موڑے ان کے آنے کی انتظار میں تھی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ انہوں نے لب بھینچے اور فون تھامے پریسہ سے کچھ قدم دور چلے آئے۔ "تم جانتے ہو نا۔۔ تمہارا ریکارڈ پورے ثبوت کے ساتھ میرے پاس محفوظ پڑا ہے، تو دیر مت کرنا" اور فون بند ہو گیا۔ شمس الدین کے ارد گرد کی دنیا جیسے سلو موشن میں حرکت کرنے لگیں۔ ان کے چہرے سے خون نچڑ چکا تھا۔ ان کا سر چکرانے لگا۔ وہ گرنے ہی لگے تھے کے پریسہ نے سرعت سے لپک کر ان کا بازو تھاما۔

"دیدا۔۔ آپ ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔" ان کے سرخ ہوتے چہرے کو تکتے وہ انہیں، کرسی تک لے کر آئی۔ ٹرے میں رکھے جگ سے انہیں پانی کا گلاس دیا۔ جسے ان کے لرزتے ہاتھوں نے تھاما۔ وہ اس کے لمحے بھر میں پریشان ہو جانے والے چہرے کو تک رہے تھے۔ "قسمت انہیں کس موڑ پر لے آئی تھی، لگتا تھا جیسے برے حالات نے اپنا رخ ان کی جانب موڑ دیا تھا۔ پریسہ انہیں تھامے کاٹیج کا رخ کرنے لگی۔ خوبصورت موسم پل بھر میں اداسی پھیلانے لگا۔

♦♦♦

www.novelsclubb.com

شمس الدین کی رہائش گاہ کی کے باہر ٹھیک سامنے کنعان شمس الدین کا چھوٹا سا گھر تھا۔ جہاں دار یا اور یاسمین کنعان رہتے تھے۔ بوندا باندی اب رک چکی تھی۔ موسم کبھی ابھر آلود ہوتا اور کبھی بادل چھٹ جاتے۔ موسم کی یہ آنکھ مچولی شہر میں سردی کی لہر بڑھا چکی تھی۔ اسی اثنا میں سفید اور سیاہ رنگ کی چمچاتی کاریں ٹھیک یاسمین کنعان کے گھر کے گیٹ کے پاس رکیں۔ آس پاس کے گھروں کی بالکنیوں میں اکا دکا لوگ جو موسم کا مزہ لے رہے تھے اس جانب متوجہ ہوئے ان کی آنکھوں میں مرعوبیت اتر آئی۔ گاڑیوں سے یونیفارم پہنے شوفر نکلے۔ اور مستعدی سے پیسینجر سیٹوں کا دروازہ کھولنے لگے۔ دروازہ کھلتے ہی اگلی گاڑی سے ایک مرد و عورت باہر آئے، جبکہ پچھلی گاڑی سے ایک خوش شکل سا نوجوان نکلا۔ تینوں کے ملبوسات انکی مالی حیثیت کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ شوفر گاڑی کے سامنے مستعد کھڑے ان کے اندر جانے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ تینوں اس خوبصورت محلے کا طائرانہ جائزہ لیتے ایک دوسرے سے مسکرا کر کچھ کہنے لگے۔ فرزین مرات نے اپنا پیروں تک آتا لباس ہاتھوں سے پکڑ کر تھوڑا اونچا کیا ہوا تھا۔ مبادا وہ گیلی زمین سے لگ کر گندا نہ ہو جائے۔ پھر پیچھے پلٹی اور رکی، اس کی نظریں اپنے شوہر مرات بیسیل کی جانب تھیں۔ جو کوٹ سوٹ پہنے آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہے تھے۔ وہ اپنے ہمراہ چلتے نوجوان

سے شمس الدین کے کاٹیج کی طرف ہاتھ اٹھائے کچھ کہ رہے تھے۔ایمران کی بات پر اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔

"یہ کتنا خوبصورت ہے، بالکل پریوں کے دیس جیسا، یہاں سے تو پورا شہر دیکھا جا سکتا ہے، لگتا ہے شمس صاحب کو پودوں سے بہت لگاؤ ہے" متاثر ہوتے ہوئے فرزین مرات نے شوہر اور بیٹے کو دیکھا۔وہ دونوں بھی ان کے پاس آکر کھڑے ہوئے، تبھی یاسمین کنعان نے گاڑیوں کے کھلتے بند ہوتے دروازوں کی آواز پر اپنے گھر کا دروازہ کھولا۔سرخی مائل بھورے بالوں کو کیچر میں لپیٹے انہوں نے بادامی رنگ کا سویٹر پہن رکھا تھا۔دار یا کی طرح انکی آنکھیں چھوٹی تھیں۔ان کا چہرہ بھائی کی آمد پر خوشی سے تمتما رہا تھا۔بھائی بھابی،،، پکارتے ہوئے وہ تیزی سے ان کی جانب آئی۔وہ تینوں ان کی جانب پلٹے اور اسی گرمجوشی سے مسکرائے۔پیچھے ایک شوفر گاڑی سے پھلوں کے ٹوکرے اٹھائے ان کے پیچھے پیچھے آیا، جسے یاسمین نے تھاما،اور انہیں اندر جانے کی دعوت دیتے ان کے ساتھ ساتھ اندر آئی۔کچھ ہی دیر میں سب لیونگ روم میں رکھے صوفوں پر براجمان چائے پی رہے تھے۔صوفوں کے وسط میں رکھی میز کئی اشیا سے سجی تھی۔ ایمر کی متلاشی نظریں بار بار لیونگ روم کے دروازے تک جا رہی تھیں۔چائے کا کپ لبوں

سے لگاتے ہوئے بے دھیانی میں اس نے داریا کو دیکھا، جو پوری فرصت سے اسی کا جائیزہ لے رہی تھی۔ دونوں کی نگاہیں ملی تو داریا مسکرائی، وہ بھی جواباً مسکرایا۔ پھر اس کی مصروفیات پوچھنے لگا۔ اس زرا سی توجہ پر اس چہرہ گلابی ہو کر تمتمایا۔ مسکرا کے وہ اسے جواب دینے لگی۔ اس نے گلابی رنگ کی فراک پہن رکھی تھی جس کے گلے پر سفید موتی لگے تھے۔ ہلکی سی گلابی لپ سٹک لگائے کانوں میں ویسے ہی سفید موتیوں والے ٹاپس تھے۔ نک سک سے تیار وہ ہمیشہ کی طرح خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کی ہر ادا میں نزاکت سی تھی۔

"ویسے پریسہ نظر نہیں آرہی" میز پر خالی کپ رکھتے اس نے داریا کے جواب پر پہلے سر کو خم دیا پھر پوچھا۔ داریا کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔ اس نے پہلو میں بیٹھی ماں کو دیکھا۔ جس کی آنکھوں میں پریسہ کے ذکر پر تلخی امڈ آئی۔

ہاں میں بھی یہی کہنے والا تھا۔ نظر نہیں آرہی؟؟ اب کے مرات صاحب بھی ادھر ادھر دیکھتے بول پڑے۔

www.novelsclubb.com

"وہ وہیں اپنے دادا کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔اس طرف کا رخ ہی نہیں کرتی۔اپنی ہی دنیا ہے اس کی،۔۔۔بھابھی لیں نہ کچھ،آپ تو کچھ کھا ہی نہیں رہیں۔" یاسمین نے بات گول مول کرتے میز پر رکھی پلیٹیں فرزین کے آگے رکھیں۔

"ارے نہیں،بس چائے کافی ہے۔ناشتہ بہت ہیوی کیا تھا۔ویسے آپا۔۔۔تمہارے سسر کا کاٹیج سنا ہے،بہت بڑے بڑے لوگ پوچھ رہے ہیں اس کا۔اور کافی اچھی قیمت دینے کا آفر کر رہے ہیں۔تو شمس صاحب کیا بیچ رہے ہیں اسے؟؟مرات صاحب کاٹیج کے ذکر پر صوفے پر سیدھے ہوئے۔

"نہیں۔۔وہ تو پریسا کے نام ہے،وہ کبھی اسے بیچنے کا سوچینگے بھی نہیں۔کچھ لوگ تو دگنی قیمت دینے کو تیار تھے لیکن بابا نے سختی سے منع کر رکھا ہے۔پتا نہیں کیا وجہ ہے جو سب اسے خریدنے کو بے تاب ہو رہے ہیں۔" یاسمین نے کہتے آنکھوں ہی آنکھوں میں داریا کو اشارہ دیا تو اس نے اپنا اترتا ہوا چہرہ ٹھیک کیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ جگہ کسی بھی بزنس کے لئے پورے شہر میں سب سے آئیڈیل جگہ ہے۔اگر یہاں کوئی بزنس شروع کرتا ہے تو ایک تو کاٹیج کا ڈیزائن ایسا ہے کہ وہ لوگوں کی توجہ کھینچتا ہے۔دوسرا اس کے پاس گارڈن جو اسے غیر معمولی طور پر حسین بناتا ہے۔کسی بھی ایسے بزنس کے لئے جہاں کسٹمرز کی آمد و رفت ہو یہ جگہ بہترین ہے۔" مرات صاحب نے چائے کا کپ لبوں سے لگانے سے پہلے بات مکمل کی۔یاسمین اور فرزین متاثر ہوتے ہوئے سر اثبات میں ہلانے لگی۔داریا اس بوریت بھرے ماحول سے نکلنے کے لئے پہلو بدل کر رہ گئی۔پھر آخر کار اٹھ کھڑی ہوئی۔

ایمرآؤ ہم انکل کے کاٹیج چلتے ہیں،انہوں نے گرین ہاؤس میں پھولوں کی شاپ کھولی ہے،بہت پیارے پیارے پھول ہیں۔"

www.novelsclubb.com

اوہاں۔۔۔کیوں نہیں۔۔وہ پریسا کو دیکھنے کی خواہش میں فورا اٹھ کھڑا ہوا۔وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے باہر نکلے۔یاسمین نے دل ہی دل میں انکی نظر اتاری۔جبکہ مرات اور فرزین کاٹیج کے بارے میں بات کر رہے تھے،یاسمین ان کی طرف متوجہ ہوئی اور مسکراتے ہوئے ان کی باتوں پر سر ہلا کر جواب دینے لگی۔چند قدم کی دوری پر گرین ہاؤس میں،پریسہ ہرے رنگ کا

گارڈننگ ایپرین پہنے، کاؤنٹر کے اس پار کھڑے کسٹمرز کے بکے بناتی جارہی تھی۔اس کے چہرے پر جابجا مٹی لگی تھی اور وہ کافی مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔تازہ پھولوں کی خوشبو نے گرین ہاؤس کو معطر کر رکھا تھا۔لکڑی کی میز پر لمبی لمبی ٹہنیوں سمیت مختلف رنگ کے بڑے بڑے مخملی پھول پڑے تھے۔جنہیں یہیں گرین ہاؤس سے توڑا گیا تھا۔

"شمس صاحب نظر نہیں آرہے؟۔۔"اپنا بکے لیتے اس کے دادا ہی کی عمر کے آدمی نے پوچھا،یہ کریم انکل تھے جو ان کے پڑوس میں ہی رہتے تھے۔پریسہ پھولوں کو سرخ رنگ کے ربنز سے باندھتی،ان کی بات پر رکی۔

"انکی طبیعت کچھ دیر پہلے خراب ہوگئی تھی۔وہ کاٹیج میں آرام کر رہے ہیں۔آپ کاٹیج جا کر ان سے مل لیں"وہ جانتی تھی کریم انکل ان کے قریبی دوست تھے اور دن میں ایک چکر ضرور لگاتے تھے۔اب بھی وہ ملے بغیر نہیں جائینگے۔اس نے چہرے پر گرتی بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کیا۔اور ایپرن کی جیب میں رکھی قینچی سے ربن کو کاٹا۔پھر مسکرا کر بکے ان کے حوالے کیا۔کریم صاحب نے ایک نظر بکے پر ڈالی دوسری پریسا پر۔اور سر کو زرا خم دیتے مسکرا کر کاؤنٹر

www.novelsclubb.com

پر پیسے رکھ دئے۔انہوں نے کاٹیج کی جانب قدم بڑھادیئے تھے۔وہ پیسے ایپرن کی جیب میں ڈال کے پلٹ رہی تھی جب داریا بمع ایمر گرین ہاؤس میں داخل ہوئی۔ایمر کی متاثر نظریں چاروں اطراف کا جائیزہ لے رہی تھیں۔

"ہیلو پریسہ۔۔۔"داریا کی کھنکتی آواز پر اس نے دونوں کو دیکھا۔اور ایپرن پر ہاتھ جھاڑتے تیزی سے ان کی جانب آئی۔ہائے۔۔۔خوش آمدید۔۔ایمر کی نگاہیں اس کے چہرے پر رکیں،پریسہ نے داریا کے چہرے سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ ٹھٹکی۔اس کے چہرے کے تاثرات نے اسے تعجب میں ڈالا،اس کی آنکھوں میں اپنے لئے پسندیدگی وہ صاف محسوس کر گئی۔

"مجھے معلوم ہوتا کہ آپ لوگ صبح آئیں گے تو میں ضرور گھر آتی۔آئیں بیٹھیں۔۔جلدی جلدی ان کے لئے میز کے قریب سے کرسیاں کھینچی۔پھر پلٹ کر سرعت سے شاپ کاؤنٹر کی کھڑکی کے قریب آئی۔ابھی تک آنے والے سارے کسٹمرز وہ نمٹا چکی تھی۔پیٹ پر ایمر کی نظریں محسوس کرتے اس نے لب بھینچ لئے۔کھڑکی کے پٹ بند کر کے اس نے کھڑکی کے وسط میں لٹکتے "شاپ اوپن" والے کارڈ کو الٹا کیا۔شیشے کے اس پار کچھ قدم دور سے آتے گاہک "شاپ

www.novelsclubb.com

کلوزڈ" کے کارڈ کو دیکھ کر رکے۔اس نے معذرت خوانہ انداز میں مسکرا کر ہاتھ ہلا دیا۔وہ اثبات میں سر ہلاتے جیسے سمجھتے وہیں سے پلٹ گئے۔

"آپ کے ورکنگ ہاؤرز ہماری وجہ سے ڈسٹرب ہو رہے ہیں تو ہم۔۔۔"

ارے نہیں نہیں!!! میں ویسے بھی بریک لینے والی تھی۔اس نے ایمر کو شرمندہ ہوتے دیکھ کر اس کی بات کو رد کیا۔اور ایک بار پھر عادت سے مجبور ہاتھ ایپرن پر پھیرتے ہوئے جیسے صاف کئے۔داریا میز پر پڑی ٹہنیوں میں سے ایک کو اٹھا کر اس سے جیسے کھیلنے لگی اور ادھر ادھر کا جائیزہ لینے لگی۔"آپ کے آسٹریلیا سے آنے کا سنا تھا میں نے، کیسے رہے آپ کے دن" پریسا کا لہجہ نارمل تھا۔جیسے کسی بھی مہمان سے بات کرتے وقت لوگوں کا ہوتا ہے۔ایمر سے اس کی بہت کم ہی ملاقات ہوتی تھی۔یہاں اکثر مرات صاحب اور فرزین ہی آتے جاتے تھے۔وہ یہ بھی جانتی تھی کہ داریا اسے پسند کرتی ہے۔اب ایمر کی نظروں کو محسوس کرتے اسے اپنا آپ مجرم سا لگنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"اچھے رہے۔۔اپنے ملک جیسا بحر حال مزہ پھر بھی نہیں،اور خاص کر موسٹر۔۔سر نفی میں ہلایا،،جیسا تو بالکل نہیں۔"

"انکل کہاں ہیں؟؟دار یاان کی غیر موجودگی محسوس کرتے ہتھیلی پر چہرہ گرا کے بولی۔وہ شمس الدین کو بچپن سے ہی انکل بولتی آئی تھی۔حالانکہ یاسمین نے اس بات پر اسے کئے دفعہ جھاڑا تھا۔تبھی باہر سے آتی ملی جلی آوازوں پر تینوں نے دروازے کی جانب دیکھا۔شمس الدین، مرات صاحب،انکی اہلیہ اور یاسمین کے ہمراہ اندر داخل ہو رہے تھے۔پریسا ایک دم اٹھی۔ابھی کچھ دیر پہلے دادا کی طبیعت نے اسے کافی پریشان کر دیا تھا۔فون پر بات کرنے کے بعد وہ نڈھال سے کرسی پر گرے تھے۔اسے معلوم تھا کہ وہ اس سے کچھ چھپائے ہوئے ہیں۔کوئی بات انہیں اندر ہی اندر پریشان کیئے ہوئی تھی۔لیکن ابھی وہ یہاں کھڑے تھے۔ان کا چہرہ اس وقت سرسوں کے پھول کی مانند زرد سا تھا۔اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچا۔پریسہ کے حلق میں گلٹی سی ابھری۔وہ اس کی ہدایات کو نظر انداز کیوں کر گئے تھے،یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس پر کیا گزرتی تھی جب وہ بیمار ہوتے تھے۔اس نے پہلے انکے ساتھ آنے والے نفوس کو پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ خوش آمدید کہا۔مرات بیسیل کی عمیق نظریں چاروں اطراف کا کسی

چالاک لومڑی کی طرح جانچ رہی تھیں۔"واؤ۔۔۔جسٹ امیزنگ۔۔"فرزین کا ہاتھ ستائش سے منہ تک گیا۔وہ فورا فون نکال کر تصاویر لینے لگیں۔

"دادا آپ کی طبیعت خراب تھی،آپ کو آرام کرنا تھا نا"وہ فکر بھری خفگی سے انکے قریب آکر بولی تو یاسمین ایک دم انکی جانب متوجہ ہوئی،رسما سا انکا حال احوال پوچھ ڈالا۔"شمس صاحب، خیال رکھیں اپنا،پچھلی بار بھی ہم آئے تھے تو آپکی طبیعت ناساز تھی،دیکھیں آپ کی پوتی کتنی پریشان لگ رہی ہے۔"مرات صاحب کی آنکھیں کچھ جتاتی کچھ خبردار کرتی ان پر جمیں۔ان کی آنکھوں میں باور کرتے اشارے شمس الدین ہی سمجھ پائے تھے۔انہوں نے چہرے پر کسی قسم کا تائثر ابھرنے سے روکا اور سختی سے مٹھیاں بھینچ ڈالیں۔پھر کچھ سنبھلے۔

www.novelsclubb.com

"میں بالکل فٹ ہوں،بس پریسہ بہت جلدی پریشان ہو جاتی ہے"انہوں نے پریسا کے کندھے پر ہاتھ پھیلا کر اسے محبت سے اپنے سے لگایا،عقب میں کرسی سے اٹھتی داریا نے اس محبت کے مظاہرے پر منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتے آنکھیں گھمائیں،اور اپنے سنہری بال جھٹکتے ایک

اکتاہٹ بھری سانس لی۔ ”آج ہم سب مل کر گرین ہاؤس میں کھانا کھائنگے، شمس صاحب کیا کہتے ہیں آپ؟؟“

ہاں۔۔ بالکل کیوں نہیں۔۔۔ وہ پہلے تو ہڑ بڑائے پھر خود کو نارمل کیا۔ ”مجھے بہت خوشی ہو گی۔۔ ویسے بھی پریسا کے کام کا آج پہلا دن ہے، ہمیں سیلیبریٹ کرنا چاہیئے،، کیوں پریسہ،،، “شمس الدین ایک دم بولے اور پریسا کو محبت سے دیکھا۔

”زبردست۔۔ پھر تو آپ کسی تحفے کی حقدار ہیں۔۔“ ایمر نے کہا تو داریا اور یاسمین کے علاوہ سب مسکرائے۔ البتہ اس کے کام کا سن کر یاسمین کا موڈ تھوڑا بہتر ہونے لگا۔ ”چلیں پھر ہم یہیں لے آئنگے کھانا“

www.novelsclubb.com

یاسمین گرمجوشی سے بولی۔ ”میں آتی ہوں“ پریسا ان سے معزرت کرتے ہوئے باہر جانے لگی تو یاسمین اسے پکار اٹھی۔ ”ارے پریسہ بیٹے۔۔۔ کہاں جا رہی ہو۔۔ بیٹھو۔ کچھ بنانے کی ضرورت نہیں سب کچھ تیار ہے۔ آجاؤ بیٹھو“

"تو پھر میں سوپ بنالو نگی،آپ لوگوں کو بہت پسند آئے،سچ میں،،آنکھیں پھیلاتے اس نے دونوں ہاتھوں سے تھمنب اپ کئے۔میں روٹا ٹیلیو کے فلن سے اچھا سوپ بنالیتی ہوں۔" پھر ہنسی۔۔ایمر دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ اب ایپرن اتار کر پاس ہی واش بیسن میں ہاتھ دھو رہی تھی۔داریا نے منہ بناتے ہوئے ایمر کو دیکھا،اور اس کی آنکھوں کو پریسا پر جما دیکھ کر رکی پھر پہلو بدلا۔

کیا واقعی۔۔۔؟؟فرزین نے متاثر ہوتے ہوئے ستائشی انداز میں بھنوئیں پھیلائیں۔دادا اب اس کے لذیذ سوپ کی تعریفیں گنوانے لگے۔انہیں وہیں باتیں کرتا چھوڑ کر وہ کاٹیج تک آئی۔

دروازے کھول کر اندر اس نے جوتے اتارے۔اور دائیں طرف جوتوں سے بھرے شیلف سے گھر کے سلیپرز نکال کر پیروں میں اڑسے۔تیز تیز چلتی وہ کچن تک آئی،پھر اپنی شرٹ کا جائیزہ لیا مبادا اس پر مٹی لگی ہو۔شرٹ صاف تھی۔اس نے عادتا ایک بار پھر سنک میں ہاتھ دھوئے ۔اسے OCD(obsessive compulsive disorder) تھا۔وہ کئی کئی بار اپنے کمرے کی صفائی کر لیتی تھی۔کبھی اپنی شرٹس کئی بار دھونے کے بعد بھی اسے سکون نہیں ملتا۔وہ خود اس عادت سے تنگ آگئی تھی۔فریج سے سبزیاں نکال کر کاونٹر پر رکھی ٹوکری میں

ڈالیں۔پھر لکڑی کا کیبنیٹ کھول کر فرائے پین نکال رہی تھی کہ ٹھٹکی۔لیونگ روم سے کسی کی باتوں کی آواز آرہی تھی۔دادا گرین ہاؤس میں تھے،گھر میں اس کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا ۔تو وہاں کون تھا۔زہن کے پردے پر اچانک سے دیوڑھی پر پڑا بیگ لہرایا۔اس کی گردن پر بال کھڑے ہوئے۔جسم کا ہر عضو کان بن گیا۔وہیں رکے رکے اس نے کچھ سننے کی کوشش کی۔

اب وہاں خاموشی بھرا سناٹا تھا شائد اسے غلط فہمی ہوئی ہو۔اپنی فکر خود رد کرتے اس نے ایک گہری سانس لی۔اور چولھے کی جانب پلٹ کر ایک ہاتھ سے کندھے کو دباتے اس نے کمر کے درد کو کم کرنا چاہا۔جو کئی گھنٹے شاپ میں کھڑے رہنے کے باعث اٹھ رہا تھا۔اور تبھی اسے لگا جیسے کوئی اس کے عقب میں آکھڑا ہوا تھا۔اس کی سانس رک گئی۔کاٹیج پر چھائے دبیز سناٹے میں اس کا دل گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ اسی لہ میں دھڑکنے لگا۔فرائنگ پین کے ہینڈل پر اس نے اپنی گرفت سخت کر دی اور جھٹکے سے پلٹی۔سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کے حلق سے چیخ نکلنے کو تھی۔جس کا ارادہ ترک کر کے اس نے ہونٹ بھینچ کر ایک دم فرائینگ پین سے اس پر وار کیا۔فرائنگ پین اس کے سر پر ٹھاہ کر کے لگا تھا۔وہ کراہتے ہوئے اپنا سر ہاتھوں میں تھامے بدک کر پیچھے ہوا۔اس سے پہلے کے وہ اگلا وار کرتی اس نے پریسہ کا بازو اپنی مضبوط گرفت میں

لیتے فرائنگ پین اس سے چھینا۔اب فرائنگ پین کا رخ اس کی جانب تھا۔اس کی آنکھیں حیرت اور تعجب کے ملے جلے اثرات سے پھیلی ہوئی تھی،

"تم۔۔۔!! تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔" پھولتی سانسوں کے درمیان اس نے اپنا جملہ مکمل کیا تھا۔

♦♦♦

کاٹیج کے لیونگ روم میں بڑی بڑی کھڑکیوں سے چھن کر کے روشنی اندر آرہی تھی۔وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔یہ وہی تھا، جسے اس نے بازار میں چور کہا تھا۔وہ شاک کے عالم میں اسے دیکھے جارہی تھی، پھر ایک دم جیسے اسے یاد آیا کہ وہ اس کے گھر میں کھڑا ہے۔

"وہ بیگ۔۔وہ بیگ تم نے ہی رکھا تھا، ہے نا۔۔۔میرے کمرے کی ٹیرس پر" اس نے انگلی اٹھا کر تصدیق کرنا چاہی۔

"کونسا خزانہ تھا اس بیگ میں جو آپ دوبارہ مجھے مجرم ٹھہرا رہی ہیں"۔۔۔

www.novelsclubb.com

"کسی اور کے گھر میں بنا پوچھے داخل ہونا چوروں کا ہی پیشہ ہے۔اور تم یقینا چور ہی ہو۔۔۔اور اس دفعہ میں واقعی میں پولیس کو کال کرونگی۔پلٹتے ہوئے کاونٹر پر رکھا اس نے اپنا سیل اٹھایا۔

"شوق سے کریں کال۔۔میں فی الحال اپنے ہی گھر میں کھڑا ہوں اور یہاں سے مجھے آپ کو نکالنا چاہیئے۔لیکن میں یہ نہیں کروں گا۔" جبکہ اس کے جانب پیٹھ کئے اس کی انگلیاں براق کا نمبر ملاتے ملاتے رکی تھیں۔وہ جھنجلاتے ہوئے پلٹی۔"تمہارا گھر۔۔۔؟؟؟یہ میرا گھر،،،"انگلی سے اپنی طرف اشارہ کرتے اس کی آنکھیں الجھن کا شکار ہوئیں۔

"میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی۔اس نے فرائنگ پین ہوا میں گھمایا۔"میں آپ کو یہاں سے نکلنے کے لئے وقت دوں گا کیونکہ میں آپ کی طرح بدتمیز اور بے عقل نہیں ہوں"

www.novelsclubb.com

"بھاڑ میں گئی تمہاری عقل۔۔۔!!نکلو میرے گھر سے۔۔!!!وہ اتنے زور سے چلائی تھی کہ ایڈم کے کان سن ہوئے۔"نکلو۔۔۔ابھی اسی وقت۔۔۔ورنہ میں دھکے مار مار کے نکالوں گی۔سرخ چہرہ لئے اس کے جیسے کان اور نتھنوں سے دھنوئیں نکلنے لگے۔پھر ادھر ادھر دیکھا۔اور بیلن اٹھایا۔وہ ہکا بکا اس لڑاکا لڑکی کو دیکھتا رہ گیا۔"شائد آپ کو معلوم نہیں لیکن یہ کاٹیج میں

خرید چکا ہوں" وہ مصالحت بھرے انداز میں ایک ہاتھ اٹھائے دوسرے ہاتھ میں پکڑا فرائنگ پین کاونٹر پر رکھتے جلدی جلدی کہتے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا۔ وہ اس کی طرف بڑھتی ایک دم رکی۔ بیلن والا ہاتھ نیچے گرا۔ بے یقینی سے اسے دیکھتے اس نے غصے سے بیلن کاونٹر پر پھینکا۔ یہ کاٹیج دادا کو بیچنا تھا تو اسی شخص کو۔ اسے لگا کوئی اثر و سروخ والے انکل ہوں گے جو اسے بیٹیوں کی طرح ٹریٹ کریں گے اور پھر اسکی اچھی عادتوں سے متاثر ہو کر دادا کو کاٹیج واپس کر دینگے ۔کیونکہ انہیں کسی کا دل دکھانا اچھا نہیں لگے گا۔ اس کا چہرہ غم و غصے سے سرخ ہوا۔ مٹھیاں بھینچ کر اس نے ایک گہری سانس لی، چہرے پر گرتی لٹ زور سے سانس لینے کے باعث اڑی۔ وہ ایک لمحے میں اس کے چہرے پر بدلتے کئی تاثرات کو دیکھ کر منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ دو تین قدم لیتے اس کے برابر آئی چہرے سے لٹیں سمیٹ کر کانوں کے پیچھے پھنسائیں۔ "میرے ساتھ چلو۔۔۔" اور کاٹیج کے داخلی دروازے کی جانب پلٹی۔ وہ جو وہیں کھڑا اس کی ایک ایک حرکت کا جائیزہ لے رہا تھا۔ اس کی بات پر چونکا۔ اور اس کے پیچھے آیا۔ وہ تیزی سے قدم اٹھاتی گرین ہاؤس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ایڈم لبوں کو مسکراہٹ میں پھیلنے سے روکنے کے لئے چہرہ جھکا کر لب دبا گیا۔ گرین ہاؤس کے دروازے کے سامنے رک کر وہ اس کی جانب پلٹی۔ اور انگلی

اٹھائے آنکھیں چھوٹی کیں۔وہ چونکتے ہوئے ڈر کر ذرا پیچھے کو ہوا"تم میرے دادا سے کاٹیج واپس کرنے کی بات کروگے۔کیونکہ میں اپنی عزیز از جان چیز تم جیسے۔۔چور اور بد تمیز انسان کے پاس نہیں دیکھ سکتی۔۔ سمجھ گئے!!۔۔۔

"نہیں۔۔"ایڈم نے سنجیدہ چہرہ لئے ڈھٹائی سے نفی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے تم نے یہ کاٹیج خرید لیا۔لیکن ابھی یہاں شفٹ تو نہیں ہوئے تھے ناں۔۔ تمہیں اس چیز کی اجازت کس نے دے دی کہ تم۔۔اس کی جانب شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔۔سینہ چوڑا کر کے ہمارے گھر میں چلتے پھرو"

ہوں۔۔۔ایڈم نے ہنکارا بھرتے ہوئے ایک ابرو اچکائی۔۔ٹھیک ہے آپ کی یہ بات ٹھیک ہے ۔۔لیکن میں کاٹیج واپس کیوں کرونگا۔میں چور بھی ہوں اور بد تمیز بھی،تو آپ مجھ سے ایسی بات کی توقع کیوں کرینگی۔"

کیونکہ اگر آپ ایسا نہیں کرینگے۔۔تو میں آپ کا یہاں جینا محال کر دونگی"اس نے چبا چبا کر ایک عزم سے کہتے اپنی سلگتی بڑی بڑی آنکھیں اس پر جمائیں۔ایڈم کے ارد گرد کی دنیا وہیں رک گئی۔

www.novelsclubb.com

درختوں سے گرتے پتے اور آسمان سے گرتی بوندیں جیسے اس سمیت فضا میں ساکت ہو گئیں ۔صرف حرکت میں تھی تو وہ۔اسے لگا اس کی بڑی غصیلی آنکھوں میں ابھرتی چنگاریوں نے اسے جلا کر راکھ کر دیا ہو۔وہیں اسی جگہ پر اسے لگا جیسے اس کے جلے ہوئے زرات انہیں پتوں اور بوندوں سمیت فضا میں پھیل گئے ہوں۔اس کی آنکھوں سے بمشکل نظریں ہٹا کر اس نے سر جھکایا اور اپنے جوتوں پر نظریں جمائی، پھر چہرہ اٹھا کر ادھر ادھر دیکھ کر اس نے اسے گرین ہاؤس کی طرف پلٹتے دیکھا۔ایڈم کا چہرہ لمحے بھر میں سنجیدہ ہوا تھا۔جس لمحے کی زد میں وہ آیا تھا،اسے اس میں نہیں آنا تھا۔یہ اس کے لئے ٹھیک نہیں تھا۔

"دیدا۔۔۔اس نے قریب جا کر شمس الدین پکارا۔وہاں بیٹھے نفوس کی گردنیں اس کی آواز پر گھومیں۔آپ ذرا اس طرف آئینگے۔ایک ضروری بات ہے"اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔کچھ دیر پہلے کی لڑاکا لڑکی کہیں غائب ہو چکی تھی۔اس کی گردن میں ایک گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔شمس الدین کی بات کرتے ہوئے مسکراہٹ سمٹی وہ میز کے گرد بیٹھے افراد سے معذرت کرتے اٹھ کر اس کی جانب آئے۔"آپ نے یہ کاٹیج اس شخص کو بیچا ہے،"۔انہیں اپنے ساتھ باہر لے کر آتے اس نے چہرے سے ایڈم کی طرف اشارہ کیا۔شمس الدین نے کچھ نہ سمجھی سے پہلے پریسا کو

دیکھااور پھر ایڈم کو۔پھر اچانک گرم جوشی سے وہاں سنجیدہ چہرہ لئے ایڈم کا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے تھاما۔"پریسہ یہ میری موجودگی میں آیا تھا گھر سوری میں تمہیں بتا نہیں سکا، کوئی پریشانی ہے کیا؟؟"۔پریسا کی طرف دیکھ کر وہ بولے۔"انکل۔۔وہ ان کے مقابل آکھڑا ہو کر کھنکارا"کہنا تو نہیں چاہئے لیکن۔۔اس نے ایک گہری سانس لی اور چہرے پر بلا کی معصومیت سجائی۔"آپ کی پوتی نے مجھے اپنے ہی گھر سے بری طرح بے عزت کر کے فرائنگ پین سے مارتے ہوئے نکالا ہے۔مجھ پر آج تک میرے والد نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔میں ایسے رویے کی امید نہیں کر رہا تھا۔میں چلتا ہوں"اس نے سر جھکایا اور سرخ چہرہ لئے پلٹنے لگا تھا۔پریسہ کا منہ اس کی ایکٹنگ پر حیرت سے کھلا رہ گیا۔"اتنی نزاکت۔۔۔"منہ بگاڑتے ہوئے وہ بڑبڑائی۔شمس الدین شرمندہ ہوتے ہوئے پلٹے آنکھوں ہی آنکھوں میں پریسا سے پوچھا جیسے (کیا یہ سچ ہے۔۔؟؟)اس نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے نظریں چرائیں۔انہوں نے خفگی سے اسے دیکھتے سر جھٹکا۔

"ایڈم۔۔بیٹا رکو۔۔۔،ضرور اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی پریسہ معافی مانگو اپنے رویے کی"دادا نے نرمی سے کہتے ہوئے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے آگے کیا۔اس نے بازو چھڑاتے ہوئے ایسا تاثر دیا جیسے وہاں کوئی کھڑا نہ ہو۔

"ارے نہیں انکل جانے دیں۔۔۔" ایڈم نے ہوا میں ہاتھ جھلایا۔ "اس بار معاف کر دیتا ہوں میں۔۔"

شمس الدین نے ملامتی نظریں پریسہ پر جمائیں۔

"دید آپ نے کہا تھا آپ کسی قابل اعتماد اور اچھے انسان کو یہ کاٹیج دے رہے ہیں جو ہمارے واپس لینے تک اس کی حفاظت کرے گا۔ مجھے تو یہ آدمی نہ اعتماد کے قابل لگتا ہے اور نہ ہی اچھا انسان۔۔ آپ ایک دفعہ مجھ سے بات تو کر لیتے" آہستگی سے انکے کان میں پریسا نے جھک کر بولا تو شمس الدین نے اسے نظر انداز کیا۔ "چلو ایڈم آج تم ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ گے۔"

نہیں انکل بس میں اپنے کام سے آیا تھا۔ جلدی میں ہوں۔"

www.novelsclubb.com

میں کچھ نہیں سنو نگا، چلو اندر" اس کی پیٹھ تھپک کر انہوں نے پریسہ کو دیکھا۔ "جس کا منہ اس طرح نظر انداز کئے جانے پر کھل گیا تھا۔ "بچے تمہیں سوپ تیار کرنا تھا۔ دیر نہیں ہو رہی" پھر کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھ کر سرگوشی کی "اندر مہمان بیٹھے ہیں" مبادا ایڈم نہ سن لے۔

اس نے بے یقینی سے دادا کو دیکھا۔جو ایڈم کو ساتھ لئے گرین ہاؤس میں داخل ہوئے اور پیر پٹختے ہوئے وہیں سے پلٹ گئی۔اندر میز کے گرد بیٹھے افراد ایمر کے مرات صاحب کے بزنس کو سنبھالنے کے موضوع کو زیر بحث لائے ہوئے تھے۔"آؤ ایڈم۔۔"ہمیں ایک اور مہمان نے جوائن کیا ہے۔

خوش آمدید۔۔ایمر اٹھ کر اس سے ملا،البتہ اس کی نظریں جانچتی ہوئی سی تھیں۔سب سے مل کر وہیں ان کے ساتھ وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔"کیا یہ آپ کے انہی عزیز دوست کا بیٹا ہے"مرات صاحب نے استفسار کیا۔

"بالکل۔۔جلدی پہچان لیا آپ نے"اور مسکراتے ہوئے اس کے مضبوط کندھے پر ہاتھ رکھا۔"اب سب بیٹھے ہی ہیں یہاں تو بتائے دیتا ہوں،"انہوں نے ایک نظر مرات صاحب کو دیکھا اور سب کو متوجہ پا کر آخر کار بول پڑے۔"میں نے کاٹیج ایڈم کو بیچ دیا ہے"مرات صاحب کے ہاتھ میں پانی کا گلاس لھڑ کھڑایا۔اور ایمر کے داریا سے بات کرتے ہوئے چہرے پر

www.novelsclubb.com

پھیلی مسکراہٹ سمٹی اس نے چونک کر ایک نظر مرات صاحب کو دیکھا۔جو اسی کی طرح اس نئی خبر پر چونک گئے تھے۔اور لب بھینچے ہوئے چہرے کے تاثرات کو قابو کیئے ہوئے تھے۔

"اچھا۔۔۔!!۔۔میں نے تو سنا تھا کہ آپ اسے نہیں بیچنے والے،پریسہ کے نام تھا نا اس لئے!!

اور پھر سرسری نگاہ ایمر پر ڈالی۔یاسمین بھی شاکڈ تھیں۔

ایڈم نے اچنبھے سے ایمر اور مرات صاحب کے بدلتے تاثرات کو دیکھا اور پھر سنبھل کر مسکرایا۔

اصل میں مجھے اپنے انٹیریئر ڈیزائن بزنس کے لئے ایک بہترین جگہ چاہیئے تھی۔اور اس سے بہترین جگہ کوئی نہیں تھی۔شائد قسمت میری اچھی تھی،ورنہ یہاں کے امیدوار بہت تھے۔ اس کے لئے میں شمس انکل کا پھر سے شکر گزار ہوں۔"ایڈم مسکرایا اور پھر ان کی طرف دیکھنے لگا۔شمس الدین نے اطمینان بھری ایک نظر اس پر ڈالی۔مرات صاحب نے پہلو بدلا اور اب ایڈم سے اس کی کمپنی کے بارے میں بات کرنے لگے تھے۔پریسہ ٹرالی میں رکھے سوپ کو سب کے سامنے سرو کرنے لگی۔دفعتاً اسے اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش کا احساس ہوا۔اور

اس کی نگاہیں اٹھیں۔دار یا کے پہلو میں بیٹھے ایمر کی نگاہیں اس پر جمی تھیں۔ہاتھ میں تھاما باؤل اس کے ہاتھ سے ذرا پھسلا لیکن اس نے سنبھال لیا۔اس کا وہاں ٹھہرنا محال ہو گیا تھا۔

♦♦♦

موسٹر شہر کے ایک پوش علاقے میں وسیع رقبے پر پھیلے محل نما hotel grand کی سفید اونچی عمارت پوری شان و شوکت سے کھڑی شہر میں آنے جانے والے امرا کے قیام کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ہوٹل کی عمارت کی بناوٹ کسی بھی آنے والے کو تحیر اور مرعوبیت سے منہ کھولنے پر مجبور ضرور کرتی تھی۔بڑی بڑی گاڑیوں کے ہمراہ باڈی گارڈز آتے اور اپنے مالکین کے آگے پیچھے چلتے ان کی سیکیورٹی کا خیال رکھتے انہیں اندر لے جاتے۔یہی مہنگی مہنگی گاڑیاں وہیں ہوٹل کے سامنے قطار در قطار کھڑی کی گئی تھیں۔ہوٹل کے داخلی محرابی دروازے سے اندر جاؤ تو وہیں ہوٹل کے ریسیپشن پر بیٹھے سٹاف میں سے ایک کے آگے زرد جیکٹ پہنے کھڑا نوجوان ریسیپشن پر بیٹھی کوٹ سوٹ میں ملبوس سرخ رنگ کی لپ سٹک لگائے لڑکی سے مخاطب تھا۔اس کا فیشن سینس عجیب سا تھا۔گلے میں چین لٹکائے اس کے کانوں میں بالیاں تھیں۔جبکہ وہ لڑکی شائد کافی وقت سے اسے برداشت کر رہی تھی۔چہرے پر بمشکل مسکراہٹ سجائے وہ ٹھنڈی ٹھنڈی

سانسیں لے رہی تھی۔"یہ میرے روم کا کارڈ ہے۔اور یہ میرے دوست ہیں، پھر موبائل اس کے سامنے کیا۔فوٹو میں دو نوجوان تھے۔ایک کا قد چھوٹا اور بال سرخی مائل تھے۔وہ صحت مند سا تھا جبکہ دوسرا،افریکی تھا۔اس کے بال گھنگریالے تھے۔gym freak لگتا تھا۔ٹی شرٹ پہنے وہ اپنے مسلز دکھانے کی کوشش میں ہاتھوں کی سخت مٹی بنائے کہنیاں اٹھائے ہوئے تھا۔ اگر یہ کسی شارلے میٹ کا پوچھیں تو انہیں"۔۔اس کی بات درمیان میں رہ گئی۔اسی وقت ایک دراز قد کے نوجوان نے عقب سے اس کے سر پر چپت رسید کی اور اسے ایک طرف دھکیلا۔ اس نے لمبا سیاہ کوٹ پہنا ہوا تھا۔سیاہ بال جیل سے سنوارے ہوئے تھے ایسے کہ وہ گیلے سے نظر آتے تھے۔ماتھے پر بالوں کی ایک لٹ سی گری ہوئی تھی۔"معذرت چاہتا ہوں یہ کافی وقت سے آپکو پریشان کئے ہوئے ہے۔اس ہوٹل میں یہ ہمارا پہلا سٹے ہے کیا آپ کلب میں آج رات کی ہماری ریزرویشن کروا سکتی ہیں۔"گھمبیر آواز لئے اس نے سرمئی آنکھوں سے اس لڑکی کو دیکھا تو وہ ایک دم سے الرٹ ہوئی۔کچھ دیر پہلے کی اکتاہٹ اس کے چہرے سے پل بھر میں غائب ہوئی۔اس نے اپنے سامنے پڑے لیپ ٹاپ میں سے دو تین کیز دبائی۔پھر اس نوجوان کو

دیکھا، جس کا لباس اور شکل اسے کسی شہزادے جیسا دکھاتے تھے۔وہ لمحے بھر کے لئے مرعوب ہوتے ہوئے اسے دیکھے گئی پھر ایک دم نوجوان کے اپنی طرف متوجہ ہونے پر بول پڑی۔

"آئم سوری سر وہاں آل ریڈی آج رات کسی اہم پارٹی کے لئے ریزرویشن ہو چکی ہے۔ مخصوص مہمانوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جا سکتا۔"

"مخصوص مہمان ہونہہ۔۔۔"کہ کر اس نے کوٹ کی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھا۔سیاہ یونیفارم میں ملبوس لڑکی نے کارڈ اٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا۔اور ایکدم کرسی دھکیلتی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔اس کا نام تو لسٹ میں سب سے اہم مہمانوں میں سر فہرست تھا۔

www.novelsclubb.com

"سوری سر میں۔۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ خاص مہمان ہیں۔"

"اٹس اوکے۔۔جانے دو۔۔اور پلٹ کر اپنے ہمراہ کھڑے ساتھی کو دیکھا جو منہ بنائے کھڑا تھا۔جس کی آنکھیں کالے چشموں کی بنا پر نہیں دکھ رہی تھیں۔اس کا ہیر کٹ تازہ تھا۔"اب میں جا سکتا ہوں یقینا۔کسی کو میرے بارے میں انفارم کرنے کی ضرورت نہیں"اس کی

نظروں میں تنبیہہ تھی۔لڑکی نے اثبات میں سر ہلایااور جلدی سے اسے کلب اینٹری کا کارڈ تھمایا۔وہ سر کو خم دے کر شکریہ ادا کرتاوہاں سے آگے بڑھا۔پاس کھڑا نوجوان تقریباًاس کے پیچھے بھاگا۔

آج تو تم نے ایسے میرے سر پر مارا ہے لیکن آئندہ ایسے کرنے کی تمہیں کوئی اجازت نہیں۔جیسے تم ٹیم لیڈر ہوایسے میں بھی ٹیم لیڈر ہوں اور میری اپنی ایک عزت ہے،تم مجھے اپنا ماتحت سمجھ کر اس طرح کارویہ رکھنے کی کوشش بھی مت کرنا۔"تیش کے مارے اس کے نتھنے پھولے۔

"مسٹر شارلے میٹ۔۔۔کہ کراس نے اس نوجوان کے کندھے سے نادیدہ گرد جھاڑی۔تم ٹیم لیڈر ہو نہیں تھے۔۔پاسٹ ٹینس۔۔داؤد نے ایک ابرو اچکائی۔۔اور اس وقت تم میرے انڈر کام کر رہے یعنی میرے ماتحت ہو۔میرا گردل کیا تو تم سے کوکنگ کلیننگ سب کروا سکتا ہوں ۔اس لئے آئندہ مجھ سے ایسے رویے میں بات نہ کرنا ورنہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو۔ There is no second chance in my dictionary۔۔۔جس طرح کی غلطی تم کر چکے اس کے بعد تم سے جیل میں قیدیوں

www.novelsclubb.com

کے کپڑے دھلوانے چاہیئے تھے۔شکر کرو میں تمہیں اپنی ٹیم میں لے رہا ہوں۔"اس کا لہجہ سرد تھا۔طارق نے انگارہ آنکھیں اس کی آنکھوں پر جمائی۔

"تم اب واپس سوئیٹ میں جاؤ شارلے اور۔۔۔"

"مجھے شارلے کہنا بند کرو۔۔۔"طارق نے دانت پیسے۔

"تو کیا تم شارلے میٹ نہیں ہو۔۔؟؟دو قدم اس کی طرف بڑھاتے اس کی آنکھوں میں سختی ابھری۔طارق نے ہوٹل کے داخلی دروازے کو دیکھ کر ایک گہری سانس لی جیسے ہار مانی ہو۔

"لیکن وہ محض ایک کور پروفائل ہے، تمہیں مجھے پرسنلی اس نام سے پکارنے کی ضرورت نہیں۔"

www.novelsclubb.com

"زیادہ سٹریس مت لو شارلے۔اوپر سوئیٹ میں جاؤ اور وہاں بیٹھے باقی ٹیم میمبرز کے لئے اچھی سی کافی بناؤ،تاکہ وہ فریش ہو کر اچھا کام کر سکیں۔"اس کا کندھا تپتپاتے وہ مسکرا کر نرمی سے بولا۔"سمجھ رہے ہو شارلے۔"اس کی یہ زہر خند مسکراہٹ،طارق بہریم کے تن بدن میں آگ لگا گئی۔وہ اس کی بات کو پوری طرح نظر انداز کر گیا تھا۔

"میں کک نہیں ہوں۔۔" طارق دانت کچکچا کر بولا۔

"فی الحال تم سب کچھ ہو سوائے ایک ایکٹیو مشن آپریٹیو کے۔ داؤد پلٹا پھر ایک دم رکا۔ "اور ہاں کافی آرڈر مت کرنا۔۔۔اپنے ہاتھوں سے خود بنانا" پھر کوٹ جھٹک کے وہ آگے بڑھ گیا۔

پھر ایکدم ٹیم ممبرز کے ذکر پر طارق چونکا۔اور دوبارہ اس کی طرف بھاگا تو داؤد اس کے قدموں کی آواز سن کر اس کی جان گھوما۔ "تم کہہ رہے تھے کہ ٹیم ممبرز مجھ سے خود ملنے آئینگے اسی لئے مجھے وہ تصویر ریسیپشن پر دکھا دینی چاہیئے۔۔" وہ الجھا ہوا سا لگتا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں تھا۔میں بس شارلے میٹ کے رول میں تمہیں دیکھنا چاہ رہا تھا۔وہ جان بوجھ کر بار بار یہ نام لے رہا تھا، جس پر اس کا خون مزید کھول جاتا۔ ٹیم میمبرز اوپر تمہاری کافی کے انتظار میں ہیں۔" انگلی چھت کی طرف اٹھا کر اس نے اسے دیکھا۔ "اور اب بچوں کی طرح میرے پیچھے دوڑتے ہوئے مت آنا۔" طارق کا منہ ہتک سے سرخ سا ہوا۔وہ اس کو لمبے لمبے ڈگ بھرتا لابی میں غائب ہوتے دیکھے گیا۔

www.novelsclubb.com

اس بندے کو کس چیز کا غرور تھا۔پوری دنیا جیسے اس کے جوتے کی نوک پر تھی۔"داؤد سلطان ۔۔!!"اس نے غصے سے اسی جگہ کو گھورتے سر اثبات میں ہلایا جہاں وہ کچھ دیر پہلے غائب ہوا تھا۔تم سے میں اس سب کا بدلا گن گن کر لونگا۔"اس کی آنکھوں میں انتقام کی چنگاریاں تھیں۔

پلٹ کر وہ لابی سے ہوتا ہوا لفٹ میں داخل ہوا۔چہرے پر چھائی سرخی اب تک برقرار تھی۔مطلوبہ منزل کا نمبر دباتے وہ اوپر اس سوئیٹ میں آیا،جو ان کے لئے بک کیا گیا تھا۔یہ تین کمروں اور ایک اوپن کچن پر مشتمل تھا۔کمرے اور کچن جو صوفوں اور مزید سامان سے مزین تھے سیٹنگ ایریا میں کھلتے تھے۔اس پر کسی اپارٹمنٹ کا گمان ہوتا تھا۔سیٹنگ ایریا کی ایک دیوار جو سڑک کا رخ کرتی تھی۔اسی کے پاس رکھے صوفوں میں دو نوجوان خوب پھیل کے لیٹے تھے۔دروازہ کھلنے پر ان دونوں نے گردنیں اٹھائیں۔انہیں دیکھنے پر اسے ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی کے ساتھ اپنی بحث یاد آئی،ایک دم اپنا آپ احمق سا لگنے لگا۔اس نے دروازہ بند کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی۔بگڑے ہوئے چہرے کو درست کرتے وہ ان کی طرف آیا۔"ہیلو میں طارق ہوں،اس ٹیم کا ممبر،انویسٹیگیشن ڈیپارٹمنٹ سے ہوں۔"اور ان میں سے ایک کے مقابل غیر آرامدہ سا بیٹھ گیا۔جو افریکا تھا جسامت صحت مند تھی،سیاہ رنگت

اور حد سے زیادہ گھنگریالے بال، عمر تقریبا انیتس تیس سال تھی۔ جبکہ دوسرا بھی اسی کا ہم عمر لگتا تھا لیکن اس کی رنگت صاف تھی۔ بال سرخی مائل بھورے تھے۔ پتا نہیں کہاں پھنس گیا تھا وہ، یہ لوگ ٹیم میمبرز کم اور غنڈے زیادہ لگتے تھے۔ یقینا بلیک مارکیٹ کے لوگ تھے۔ جہاں سے کرائے کے قاتل، چوروں اور اغواکاروں کو بھاری پیسے دے کر کام کروایا جاتا ہے۔

میں ڈینئیل ہوں، کام کے بندے لگتے ہو تم" افریکی نے اپنی بھاری آواز اور مخصوص افریکی لب ولہجے میں کہا تو طارق کے چہرے پر خوشی ابھری۔ جبکہ سرخ بالوں والے نے اپنا بھاری بھرکم ہاتھ مصافحے کے لئے آگے کیا۔ "میں جوزف۔۔۔"

"داؤد پہلے سے جانتا ہے تم لوگوں کو؟؟۔۔" طارق نے دونوں کو سوالیہ نظروں سے باری باری دیکھا۔ "ہوں،، یہی سمجھ لو۔۔۔ ایک دو بار ہمارے ساتھ کام کیا ہے اس نے۔" جوزف نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسی اثنا میں ڈینئیل کا فون بجنے لگا۔ اس نے طارق کو دیکھتے ہوئے فون کان سے لگایا۔ دوسری جانب سے کچھ سننے کے بعد اس نے فون کا سپیکر آن کیا۔ "سب کچھ ویسے ہی ہو گا جیسے پلین کیا گیا ہے۔ جوزف۔۔" داؤد پکارا

www.novelsclubb.com

یس باس۔۔!!جوزف صوفے پر سیدھا ہوتے ہوئے فون کی جانب جھکا۔جسے ڈینئیل ان کے سامنے تھامے ہوئے تھا۔تم فوراً ساری چیزیں آپر یٹیو روم میں سیٹ کرو،جوزف تم نے پروفائل تیار کر دی ہے،آئی ڈی کارڈ،بینک بیلینس۔۔ساری چیزیں۔"

"یس باس۔۔ایوری تھنگ از ریڈی۔۔بس سب کچھ سیٹ کر کے ہم اپنا کام شروع کر دینگے۔
"

کچھ ہی دیر میں روزی پہنچ جائے گی۔میرا اشارہ آتے ہی کام پر لگ جانا۔طارق۔۔۔تم اب کافی بنا سکتے ہو!!اور کال منقطع کر دی۔طارق لب بھینچتا اٹھ کھڑا ہوا،اور صاف ستھرے چمچماتے اوپن کچن کا رخ کیا۔ڈینئیل اور جوزف نے اس کے بدکتے موڈ کو نوٹ کیا اور کن اکھیوں سے ایک دوسرے کو دیکھا،پھر جیسے لاتعلقی کا تاثر دیتے اپنا سامان اٹھا کر آپر یٹیو روم میں چلے گئے۔

آپر یٹیو روم کے ساتھ والے کمرے میں ان تینوں کے بیڈر رکھے ہوئے تھے،جن پر سوٹ کیسز پھیلے تھے ادھر ادھر ان کا باقی سامان پڑا تھا۔جبکہ اس کے بعد والا کمرہ داؤد سلطان کا تھا۔نیوی بلو اور سفید رنگ کی تھیم لئے ہوئے یہ کمرہ اندر داخل ہونے والے کی طبیعت پر تازگی کا احساس

طاری کرتا تھا۔ باہر طارق کافی مشین سے کافی تیار کر کے آپریٹیو روم میں لے گیا۔ جوزف اور ڈینئیل اس کو تھینکس کہتے اپنے اپنے کام میں لگ چکے تھے۔ طارق کمرے سے باہر نکلا، اس نے ایک محتاط نظر دونوں پر ڈالی اور بنا آواز پیدا کئے داؤد کے کمرے میں آیا۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے دروازے سے ٹیک سی لگائی جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ پھر اپنے خیال رد کرتے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی جانب لپکا۔ اور پھر ٹھٹک گیا۔ ٹیبل پر سرمئی رنگ کے پرانے کور والی ایک ڈائیری رکھی تھی۔ ایک گھنٹہ پہلے جب وہ یہاں سے داؤد کا کارڈ اٹھا رہا تو ٹیبل خالی تھی۔ اس نے ڈائیری اٹھائی اور اس کے صفحات پلٹنے چاہے۔ مگر وہ سختی سے ایسے جڑے تھے جیسے ایلفی سے چپکائے گئے ہوں۔ اس نے ڈائیری کو الٹ پلٹ کر دیکھا پھر بے نیازی سے کندھے اچکاتے وہیں واپس رکھ دی۔ اور سائیڈ ٹیبل کی دراز کھول کر جائیزہ لینے لگا۔ اسے مارٹن کے غائب ہونے کی فائل چاہئے تھی۔ جو داؤد سلطان کو ہیڈ کوارٹرز سے بھیجی گئی تھی۔ کچھ دیر ادھر ادھر کا جائیزہ لے کر وہ وارڈروب تک آیا تو وہ لاکڈ تھا۔ شکستگی سے لب بھینچتے وہ اب کھڑکی کے مقابل آیا۔ وہاں سے دور تک پھیلا موسٹر شہر کا علاقہ صاف دکھائی دیتا تھا۔ یہاں وہ پہلی بار آیا تھا یہ شہر جنت کا ٹکڑا لگتا تھا۔ یہ قدیم شہر، 15 ویں صدی میں عثمانی سلطنت کے تحت وجود میں آیا

تھا۔اور جسے 1990 کی دہائی میں جنگ کے دوران ہنگامہ آرائی کا سامنا کرنا پڑا۔اس شہر کی ثقافت عثمانی، آسٹرو ہنگری اور یوگوسلاو کے اثرات کا ایک متحرک امتزاج ہے۔یہاں مسلمان ،کیتھولک،اور آرتھوڈوکس عیسائی کمیونٹیز پرامن طور پر ایک ساتھ رہتی ہیں،اور یہ شہر مساجد، گرجاگھروں اور خانقاہوں سے بھرا ہوا ہے۔کئی دہائیوں تک عثمانی سلطنت کے تحت رہتے اس ملک کے رہنے والوں میں ترکیوں کی ثقافت کا گہرا امتزاج تھا۔طارق نے بھیگی سڑک پر چلتی گاڑیاں کو ایک نظر دیکھا اور واپس پلٹ گیا۔یہ آنے والے دن اس کے لئے کافی مشکلات کھڑی کرنے والے تھے۔اسے شدت سے ہیڈ کوارٹر میں گزرے اپنے دن یاد آئے۔

♦♦♦

موسٹر کے کسی پوش علاقے میں بڑے بڑے وسیع گھروں میں سے ایک کے پاس دو گاڑیاں رکیں۔مرات صاحب بمع اپنی فیملی کے گاڑی سے نکلے، شوفران سے کچھ کہنے والا تھا،جب انہوں نے ہاتھ اٹھا کر سرخ انگارہ آنکھیں لئے اسے بولنے سے روکا اور تیز تیز قدم اٹھاتے، گھر کے داخلی دروازے سے جہاں مستعد گارڈز کھڑے تھے اندر داخل ہو گئے۔پیچھے کھڑی فرزین

نے گردن موڑ کر بیٹے کو دیکھا۔اس کے چہرے پر سایہ سا پھیلا تھا۔انہوں نے اس کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے تھاما،اور قدم قدم دروازے کی طرف اس کے ہمراہ بڑھنے لگیں۔

"ان کے سامنے کچھ بولنامت،بس جو بولیں خاموشی سے سنتے جانا۔تم اچھی طرح جانتے ہو تمہارے کچھ بھی بولنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔" پھر گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے انہوں نے اس کے کندھے کو محبت سے تھپکا۔اس کے اونچے قد کے باعث وہ چہرہ اس کی جانب اٹھائے ہوئے تھیں۔ایمر مرات نے سر جھٹک کر لب بھینچ لئے،پھر ایک افسردہ سی سانس خارج کرتے ہوئے اپنی ماں کی اداس آنکھوں میں جھانکا۔ڈھلتی شام کی طرح وہاں بھی روشنی کسی انجانے خوف کے باعث دم توڑ رہی تھی۔قیمتی فرنیچر سے فرنشڈ لیونگ روم میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے مرات صاحب کی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی تھی۔ان کا ایک ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیلا تھا جبکہ دوسرے میں سگار تھامے وہ سرخ آنکھوں سے سامنے دیوار پر لگی پینٹنگ کو دیکھ رہے تھے۔کالا کوٹ دوسرے صوفے پر بکھرا پڑا تھا۔انہوں نے اپنے کالر کے بٹن کھولے۔پھر دروازے میں ایمر اور فرزین کو ابھرتے دیکھا تو ٹانگ سیدھی کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"اسی لئے۔۔اسی لئے منع کر رہا تھا میں تمہیں کے آسٹریلیا جانے کی ضرورت نہیں۔اگر اس وقت میری بات مانی ہوتی تو کسی نہ کسی طرح کا ٹیچ لے لے سکتے تم، لیکن نہیں تم پر تو وہاں جانے کا بھوت سوار تھا۔خیر۔۔استہزایہ ہنسی ہنس کر پھر گویا ہوئے۔۔۔"نہ جاتے تو کون سا تیر مار لیتے، تم سے میں کسی کام کو ٹھیک سے کرنے کی امید کر سکتا ہوں بھلا؟؟؟"

آج تک تم نے میرے کسی کام کو ٹھیک سے نہیں کیا، میرے دوستوں کے کاروبار اب ان کے بچے سنبھال رہے ہیں، لیکن تم جیسی نکمی اولاد۔۔۔۔پاس ٹیبل پر رکھے گلدان کو غصے سے اٹھا کر انہوں نے ایمر کی جانب پٹخ دیا۔وہ سرخ چہرہ جھکائے یک لخت ایک طرف ہوا۔

مرات۔۔۔!!فرزین بوکھلاتے ہوئے آگے آئی۔"آپکی اپنی اولاد ہے یہ، تو پھر یہ سوتیلوں والا رویہ کیوں رکھ رہے ہیں"

"میں رکھ رہا ہوں سوتیلوں والا رویہ یا یہ رکھ رہا ہے، یہ مجھے باپ سمجھتا تو میری باتوں کو یوں ٹالتا ، کتنا بڑا نقصان ہوا ہے میرا۔۔!!کتنی شرمندگی اٹھانی پڑے گی مجھے باس کے سامنے۔اس کا ٹیچ کو ہمیں اپنے کاروبار کا مرکز بنانا تھا۔اسے اس بڈھے نے اس لڑکے کے حوالے کر دیا۔یہ ایک

www.novelsclubb.com

کام دیا تھا میں نے اس نالائق کو۔۔۔ لیکن غلطی میری ہے۔ میں نے زیادہ بڑی امید لگالی تھی۔"
سگار کو ایش ٹرے میں پھینکتے وہ صوفے پر نیم دراز ہو گئے۔ ایمر کا چہرہ مارے خفت اور شرمندگی
کے اوپر نہیں اٹھ سکا۔ فرزین نے اس کا بازو تھاما تو اس نے ہلکے سے خود کو چھڑوایا اور پلٹ گیا۔

"رکو۔۔۔" مرات صاحب گرجے۔ ایمر وہیں قدم اٹھاتے اٹھاتے رہ گیا۔ مگر ان کی جانب
دوبارہ پلٹا نہیں۔ باہر اپنے اپنے کاموں میں مگن ملازمین بھی سہم سے گئے۔ سرگوشیوں میں
بات کرتے وہ اپنے کام کر رہے تھے۔ ماحول میں تناؤ سا پھیل چکا تھا۔ اس خاموشی میں صرف
جھینگر تھے جو بنا کسی کی پرواہ کئے آوازیں دے رہے تھے۔

"تم سمجھتے ہو کہ تم اسی طرح میرے پیسے پر ہاتھ پر ہاتھ رکھے عیش کرتے رہو گے۔۔۔!!
"فرزین، کو لگا کسی نے ان کے کلیجے میں چھرا گھونپ دیا۔ "اسی وقت یہاں سے نکل جاؤ۔۔ اور
واپس تب آنا جب ہاتھ میں اس کا ٹیج کے کاغذات ہوں۔۔۔ ورنہ اپنی یہ شکل۔۔۔ اس کی پیٹھ کی
طرف اشارہ۔۔۔ مجھے مت دکھانا۔ ایمر نے آنکھوں میں ابھرتی نمی کو پلکیں جھپک کر باہر آنے

www.novelsclubb.com

سے روکا۔اگر واقعی میں تم کچھ کر سکتے ہو تو اس کا ثبوت دو۔۔۔مجھے ایسی اولاد نہیں چاہئے جسے بنا ہاتھ پیر چلائے پیٹ بھرنے کی عادت ہو۔جا سکتے ہو تم۔۔۔!!

مرات ایسے نہیں کریں۔۔۔ایسے اپنی اولاد کو بے گھر کیوں کرینگے آپ؟؟فرزین ایمر کو دیکھ کر پھر بھاگتے ہوئے مرات کے قدموں میں بیٹھ گئی۔جبکہ ایمر شکست خوردہ قدم اٹھاتا وہاں سے دور ہوتا چلا گیا۔"آپ اسے پیار سے بھی سمجھا سکتے ہیں۔ایسے مت کریں پلیز"اب کی بار روتے ہوئے فرزین نے مرات کا بازو ہلایا۔

"اگر وہ واقعی میں واپس آنا چاہتا ہے تو میری شرط کو پورا کرے،ایسی اولاد کو سیدھا کرنے کا بس یہی طریقہ ہے۔"

www.novelsclubb.com

میں مزید کچھ نہیں سنوں گا۔تم زیادہ سوچنے کے بجائے اپنے کمرے میں جاؤ،میں کچھ دیر یہیں رہوں گا۔"جزبات سے عاری لہجے میں کہہ کر انہوں نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔فرزین کی گرفت ان کے بازو پر ڈھیلی ہوئی۔وہ آہستگی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔آنسو روانی سے ان کے

چہرے سے بہنے لگے۔یہ پہلی بار نہیں تھا۔یہ کئی بار ہو چکا تھا لیکن اس بار انہوں نے جس سخت دلی کا مظاہرہ کیا، تھا۔اس نے انکو توڑ ڈالا تھا۔

♦♦♦

شام کا سرمئی آسمان اب سیاہی میں ڈھلنے لگا تھا۔یاسمین کنعان کے گھر کی کھڑکیوں میں سے ایک کھڑکی زرد روشنی سے منور تھی۔اندر کمرے میں جھولتی کرسی میں بیٹھی داریا، پاس پڑے ٹیبل پر رکھی پلیٹ میں سے سورج مکھی کے بیج اٹھاتی، ٹی وی سکرین پر نظریں جمائے بیٹھی تھی، اسکا ہاتھ منہ تک جاتے جاتے رک جاتا۔پھر بیج کترتے ہوئے وہ آنکھوں کی پتلیاں سکیڑتی جیسے ذہن میں اندر ہی اندر کوئی اہم چیز حل کر رہی ہو۔

"کیا سوچ رہی ہو تم۔۔کب سے دیکھ رہی ہوں میں تمہیں" بستر پر نیم دراز یاسمین نے وائس میسیجز سنتے سنتے اس کو ایک نظر دیکھا۔اور پھر اپنے بنائے ہوئے سویٹرز کی تصاویر، فون پر کھلے کانٹیکٹ چیٹ پر بھیج دیں۔

"کچھ خاص نہیں بس یونہی" اس نے اب ٹیبل سے پلیٹ اٹھا کر گود میں رکھی اور ٹانگوں کی قینچی بنا کر ٹیبل پر رکھی۔ راکنگ چیئر اب رک چکی تھی۔ پھر آہستگی سے بیٹھے بیٹھے وہ یاسمین کی جانب پلٹی۔ "مام کیا آپ کو لگتا ہے ایمر مجھ میں انٹرسٹڈ ہے"۔۔

یاسمین نے فون نیچے کیا، ایک دو سیکنڈ کے لئے اسے دیکھا اور پھر بیڈ پر سیدھی اٹھ بیٹھیں۔

"کیوں کیا اس نے کوئی ایسی ویسی بات کی ہے۔۔"

نہیں۔۔ بس۔۔ پلیٹ میں رکھے بیجوں کو وہ چھلکوں سے الگ کرنے لگی۔ "مجھے لگتا ہے وہ پریسا میں انٹرسٹڈ ہے"

"اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے" اب انہوں نے بیڈ سے پاؤں نیچے کئے۔ وہ چونک سی گئی تھیں۔

"کیونکہ وہ جس طرح بار بار اسے دیکھ رہا تھا۔ ان نظروں سے مجھے یہی اندازہ ہوا کہ وہ اس میں دلچسپی لے رہا ہے"

تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔ تم پریسا سے زیادہ خوبصورت ہو، تمہارے ہوتے ہوئے وہ اس میں دلچسپی لے، ایسا ممکن نہیں۔۔ مرد ہمیشہ آنکھوں کے زریعے محبت کرتا ہے، اسے خوبصورتی

متائثر کرتی ہے، جبکہ عورت کو محبت کرنے کے لئے احساس اور اس کا خیال رکھا جانا کافی ہوتا ہے ۔مانا کہ پریسا بھی پیاری ہے، لیکن تمہارے سامنے اس کا کوئی مقابلہ نہیں۔ایسی فضول باتیں نہ سوچو"کانوں میں پڑتی یاسمین کی آواز پر اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔اس کی پریشانی ہوا ہو چکی تھی اب اس کی توجہ پوری طرح ٹی وی کی جانب تھی جبکہ اس کے عقب میں بیٹھی یاسمین کے زہن میں نئے خدشات سر اٹھانے لگے۔کھڑکی کے اس پار پھولوں اور گیلی مٹی کی مہک میں لپٹا کاٹیج اپنے برسوں پرانے مالک کے بدلے جانے پر افسردہ سا دکھائی دیتا تھا۔اندر بالائی منزل کے اوپن کچن میں ہی رکھی ڈائننگ ٹیبل پر پریسا رات کا کھانا چن رہی تھی۔اس کے ایپرن پر جابجا تیل کے دھبے تھے،وہ مسلسل سوچے جا رہی تھی کہ یہ کاٹیج اس بدتمیز انسان سے واپس لینے کے لئے اسے کتنا کمانا پڑے گا۔دفعتا بریڈ اور کوفتوں کی پلیٹ ٹیبل پر رکھ کر اس نے کرسی پر بیٹھ کر گردن کھڑکی کی اور باہر لیونگ روم میں جیسے شمس الدین کو تلاشا۔

"دیدا۔۔۔۔کھانا کھانے آجائیں۔۔سب ریڈی ہے۔۔"بھوک سے پیٹ میں دوڑتے چوہے اسے مزید انتظار کرنے سے روک رہے تھے۔کوئی آواز نہ پا کر اس نے دوبارہ دیدا کو پکارنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ وہ اپنے کمرے سے باہر آتے دکھائی دیئے۔انہیں باہر

جانے کے لئے تیار دیکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کی آنکھوں میں الجھن اتر آئی۔"اس وقت کہاں جارہے ہیں آپ۔۔؟؟"

"ایک ضروری کام ہے بس کچھ دیر میں آجاونگا۔تم کھانا کھاؤاور وقت پر سو جانا۔۔ٹھیک ہے!!۔پریسانے جواباً اثبات میں سر ہلایا۔"اور ہاں شہر کے حالات ٹھیک نہیں ہیں اس لئے کل سے باہر نکلنا ہو تو اپنی دوست کے ساتھ نکلنا۔میں آکر اپنے لئے کھانا گرم کرلونگا۔"اب وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔ان کو دیکھتی وہ کچن کاونٹر سے فون اٹھا کر اسی کرسی پر واپس آبیٹھی۔"شہر کے حالات کب سے بگڑ گئے،سب ٹھیک ہی تو ہے۔۔"کندھے اچکا کر وہ اپنی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگی۔اس نے انسٹاگرام کھولا اور آج کی،پھولوں کے بکے والی تصاویر وہاں اپلوڈ کرنے لگی۔دفعتاً اس کا سکرین پر چلتا ہاتھ رکا۔دوسرے ہاتھ میں تھامے چمچ کو منہ تک لے جاتے وہیں پر روک دیا۔گارڈن کی جانب کھلنے والی کھڑکی سے اسے کوئی آواز سنائی دی کوئی اسے پکار رہا ہو جیسے۔اس نے ایک دو سیکنڈ کے لئے چہرہ اٹھا کر سننے کی کوشش کی لیکن اب وہاں سناٹا تھا۔آواز پھر سے آئی جیسے کوئی اسے پکار رہا ہو۔اب کہ آواز صاف تھی۔وہ کھانا وہیں چھوڑ کر فون ہاتھ میں لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کے شہد رنگ بال کھلے ہوئے تھے۔وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی

www.novelsclubb.com

کھڑکی تک آئی۔ کھڑکی کے دونوں پٹ کھولتے ہوئے اس نے تھوک نگلا اور پھر ہمت کر کے باہر جھانکا۔ سامنے بالکل سامنے گرین ہاؤس کے پاس کوئی کھڑا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے دونوں آنکھیں ملیں اور غور سے ایک بار پھر دیکھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا۔ آہستہ آہستہ کاٹیج کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں فون سختی سے تھاما اس پر خوف سا طاری ہونے لگا۔ وہ ہیولا جیسے ہی روشنی میں آیا وہ دھک سی رہ گئی۔ پرانے سے کپڑے پہنے وہ کوئی کمزور سی عورت تھی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ سردی سے ٹھٹھر رہی تھی۔ اس نے کھڑکی بند کی اور تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی نیچے آئی۔ دروازے کے پاس رکھے سٹینڈ پر لٹکا اپنا لانگ کریم کلر کا کوٹ اٹھا کر پہنا اور باہر آگئی۔ بھاگتے ہوئے وہ وہیں آئی جہاں وہ عورت کھڑی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کون ہیں۔۔۔!! یہاں اندر کیسے آگئیں آپ۔۔"

"پریسا۔۔۔" اس عورت نے ہاتھ اس کے چہرے کی جانب بڑھایا۔ جیسے اسے چھو کر یقین کرنا چاہتی ہو۔

"آپ میرا نام کیسے جانتی ہیں۔۔۔۔!!" وہ الجھتے ہوئے پوچھ بیٹھی۔اس نے اپنا کوٹ اتار کر اس عورت کے کندھوں پر پھیلایا۔آئیں اندر آجائیں یہاں بہت ٹھنڈ ہے۔اس کا بازو پکڑ کر پریسا اسے ساتھ لئے اندر آئی۔

"کیا شمس صاحب اندر ہیں۔۔۔!!"

نہیں وہ کسی کام سے باہر گئے ہیں، کچھ دیر میں آجائینگے۔" شائد یہ عورت دادا سے ملنے آئی تھی۔ لیکن گرین ہاؤس کی طرف اس کا کھڑا ہونا عجیب تھا۔وہ وہاں کیسے چلی گئی۔ سر جھٹک کر وہ انہیں سیڑھیوں سے اوپر لے آئی اور اپنے کمرے میں بٹھا دیا۔وہ پلٹنے لگی تھی جب اسے رکنا پڑا۔اس عورت کے بالوں پر خون لگا تھا۔جو کہ سوکھ کر اس کے بالوں کو سخت سا کر گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا آپ کو کہیں چوٹ لگی ہے۔۔؟؟ عورت کے چہرے کا جائیزہ لیتے اس نے استفسار کیا۔وہ عورت ویران آنکھوں سے اس کے کمرے کو غور غور سے دیکھ رہی تھی۔ کوئی جواب نہ پا کر وہ الماری تک آئی اور اپنے کپڑے ٹٹولنے لگی۔پھر ایک ڈھیلی ڈھالی سی شرٹ ٹراوزر نکال کر بیڈ پر رکھا۔اور واش روم جا کر ٹب میں گرم پانی کا نل کھول دیا۔اس عورت سے خون کی بو آرہی

تھی۔اس نے واش روم سے نکل کر کپڑے اس کے حوالے کئے پھر واشروم کا اشارہ کر کے اسے نہانے کا بولا تو وہ عورت پھیکا سا مسکرائی اور پھر واش روم میں غائب ہو گئی۔

ضرور یہ عورت دادا کی کوئی قریبی جاننے والی تھیں۔وہ جانتی تھی دادا اپنے مہمانوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔جب تک وہ آتے اسے اس عورت کا خیال رکھنا تھا،ورنہ شائد وہ پھر ناراض ہو جاتے۔زہن کے پردے پر ایڈم کے ہمراہ کھڑے دادا کا افسوس ظاہر کرتا چہرہ لہرایا۔جو اسے معافی مانگنے کا کہہ رہے تھے۔اپنے خیال جھٹک کر وہ تیزی سے کچن تک گئی اور اس نئی مہمان کے لئے کھانا گرم کرنے لگی۔لیونگ روم کی کھڑکی کے شیشے بوندوں سے تر ہونے لگے۔اس نے مسکرا کر آنکھیں بند کی اور پھر فضا میں پھیلتی مٹی کی خوشبو کو اندر کھینچا۔"اف یہ موسم کتنا پیارا لگتا تھا۔"اسے جیسے گدگدی ہوئی۔چھولے کی آنچ دھیمی کرتے اس نے علائیزہ کا نمبر ملایا جو کب سے بند جا رہا تھا۔کندھے اچکاتے وہ گنگنانے لگی۔بارش ہمیشہ اس کا موڈ تازہ کر دیتی تھی۔اس کے چہرے پر سکون بھری مسکراہٹ پھیلی تھی۔باہر بادلوں سے ڈھکے آسمان تلے اس محلے کے گھروں کی تکونی گلابی چھتیں بھیگنے سے سرخی مائل رنگ میں تبدیل ہو چکی تھیں۔

♦♦♦

سیاہ چمچماتی گاڑیوں میں سے چھتریوں تلے نکلتے، مہنگے لباسوں میں ملبوس لوگ مسکراتے ہوئے Hotel Grand میں داخل ہو رہے تھے۔ یہ سب آج رات ہونے والی پارٹی کے خاص مہمان تھے۔ بارش بدستور جاری تھی۔ ہوٹل کے تہہ خانے میں واقع اس مہنگے ترین کلب میں آج رات ایک بڑا جوا کھیلا جانا تھا۔ کلب میں چہل پہل بڑھ چکی تھی۔ میوزک کی لہ پر جھومتے نفوس، ہاتھ میں وائن کے گلاس تھامے نشے میں مست ہونے لگے۔ ایسے میں کلب کے داخلی دروازے سے دو باڈی گارڈز کے ہمراہ دراز قد کا خوبرو سا نوجوان داخل ہوا۔ اس نے سفید ٹرٹل نیک والی شرٹ اور سیاہ پینٹ پر سیاہ لمبا سا کوٹ اوڑھ رکھا تھا۔ سیاہ کوٹ جیسے ہی ہم رنگ سیاہ بال نفاست سے سیٹ کئے گئے تھے۔ دائیں جانب سوٹ کوٹ میں موجود باڈی گارڈ سے بات کرتے ہوئے جب وہ گردن ترچھی کرتا تو ماتھے پر دو تین لٹیں بکھر سی جاتیں۔ اس کی چال شاہانہ سی تھی۔ دفعتاً وہ مطلوبہ کمرے کے بڑے سے دروازے کے سامنے آ کھڑا ہوا، تو دروازے کے باہر کھڑے محافظوں نے ادب سے زرا جھک کر اس کے لئے دونوں دروازے کھولے۔ چہرے پر سنجیدگی لئے وہ اندر داخل ہوا۔ اس کے لباس سے اٹھتے مہنگے پرفیوم نے کمرے کو معطر سا کر دیا تھا۔ دفعتاً اس کی سرمئی کانچ سی آنکھیں، کمرے میں موجود صوفے پر پھیل کر بیٹھے ہوئے مرات

صاحب پر رکی،ان کے مقابل کھڑے شخص کی اس کی جانب پیٹھ تھی۔وہ قدم قدم چلتا ان تک آیا تو مرات صاحب ایک دم کھڑے ہوئے۔آس پاس بیٹھے مزید افراد بھی ان کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"خوش آمدید۔۔۔خوش آمدید۔۔۔مصافحے کے لئے ہاتھ پھیلائے مرات صاحب کا چہرہ اسے دیکھ کھل اٹھا،انکی آنکھوں میں مرعوبیت اتر آئی۔"ہوں۔۔شکریہ"مسکرا کے ان سے مصافحہ کرتے اس نے باقی افراد کو بھی دیکھا اور سر کو خم دے کر جیسے ان کے استقبال کا شکریہ ادا کیا۔ اسی وقت وہ آدمی بھی پلٹا جس کی داؤد سلطان کی جانب پیٹھ تھی۔داؤد کی نظریں مرات کے چہرے سے پھسلتی اس آدمی پر رکیں اور وہ ایک دم چونکا۔پھر کھنکھارتے ہوئے خود کو نارمل ظاہر کرتا صوفے پر بیٹھ گیا۔اس کے ہمراہ آئے باڈی گارڈز صوفے کے عقب میں دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔

"مسٹر سلطان۔۔جتنے میں نے آپ کے چرچے سنے ہیں میرا نہیں خیال تھا آپ میرے بیٹے کی عمر کے ہونگے۔"داؤد زیر لب مسکرایا۔

"کامیابی اگر عمر کی محتاج ہوتی تو آپ مجھ سے کہیں زیادہ کامیاب ہوتے" مسکرا کے کہہ کر اس نے دائیں جانب کھڑے شخص کو دیکھا۔اس کی نظریں بار بار پاس کھڑے اس ادھیڑ عمر آدمی کی جانب اٹھ رہی تھیں۔

"ہاہا۔۔۔سو فیصد درست کہا" پھر دور کھڑے کسی ماتحت کو اشارہ کیا۔اسے دوسرے کمرے میں لے جاؤ، وہیں بات کرتا ہوں میں۔" سلطان صاحب آپ برا نہ مانیں تو میں ذرا ایک ضروری بات نمٹا کر آتا ہوں، بس ایک دو منٹ لگیں گے۔"

"ہوں۔۔کوئی بات نہیں آپ جائیے۔اثبات میں سر کو خم دیتے، اس نے کوٹ کی جیب سے فون نکالا، اور اس میں مگن دکھائی دینے لگا۔آس پاس بیٹھے افراد اس کی بے نیازی دیکھ کر ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔دفعتا اس کے کان میں موجود آلے میں، مرات کی آواز گونجی۔وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا معزز مہمان مصافحے کے وقت انکی آستین پر تقریبانہ نظر آنے والی چپ چھپکا گیا ہے۔

www.novelsclubb.com

"شمس الدین۔۔تم نے جس چالاکی سے مجھے اندھیرے میں رکھ کر یہ کاٹیج بھیجا ہے اس کے نتائج تمہیں بڑے مہنگے پڑے گے۔"

کسی دوسرے کی چیز کو ایسے زبردستی لینا قانوناً جرم ہے۔تم مجھے کسی ایسی چیز کو دینے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے جو میری ہو۔اس شخص کی غصے سے کانپتی آواز ائیر پیس میں ابھری۔اس نے فون میں اب نیوز کی ہیڈ لائینز ایسے اوپر کی جیسے وہ پوری توجہ سے انہیں پڑھ رہا ہو۔

ہاہا۔۔قانوناً تو بہت ساری چیزیں جرم ہیں۔جیسے منی لانڈرنگ کرنا،ڈرگز ڈیلرز کو مہمان بنانا۔ اور مجبور تو میں تمہیں کر سکتا ہوں۔۔۔۔تمہاری پوتی نے جو سوپ بنایا تھا وہ واقعی میں بہت لذیذ تھا۔کیوں نہ اسے یہاں بطور شیف رکھ لیا جائے۔"

www.novelsclubb.com

"میری پوتی کا نام اپنی گندی زبان سے مت لینا۔۔۔!!"وہ تقریباً چلاتے ہوئے مرات کی جانب لپکے،جب ان کے کسی ماتحت نے انہیں پیچھے دھکیلا۔"اس کو بیچ میں لانے کی ضرورت نہیں۔۔۔!!"ان کی آواز غم و غصے سے کپکپا رہی تھی۔

داؤد سلطان نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی، پھر گردن گھما کر چاروں اور دیکھا۔وہاں معمول کے مطابق چہل پہل تھی۔کچھ لوگ پلٹ پلٹ کر اسے دیکھ رہے تھے۔

تم اپنی ضد پر اڑے رہو گے تو میں بھی اپنے طریقے سے کام کرونگا۔تمہارے پاس دو دن ہیں ،دو دن کے اندر اندر اس لڑکے سے کانٹیج لو اور میرے حوالے کر دو، منہ مانگی رقم مل جائے گی۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہوا تو تم زمین کھود ڈالو گے لیکن تمہیں پریسا کہیں نہیں دکھے گی۔۔۔"

"بے ہودہ انسان۔۔۔ تمہیں شرم۔۔ نہیں آتی۔۔"وہ غصے میں بپھرے شیر کی مانند مرات پر لپکے تھے، لیکن وہیں کھڑے ایک گارڈ نے ان کے چہرے پر پوری طاقت سے گھونسا مارا تھا۔اور وہ لڑکھڑا کر وہیں ڈھیر ہو گئے۔کچھ ہی دیر میں باہر بیٹھے صوفوں میں سے ایک پر براجمان داود سلطان نے مرات کو مسکراتے ہوئے اپنی جانب آتے دیکھا۔

معزرت چاہتا ہوں سلطان، کہتے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھے۔ان کے چہرے پر اندر ہونے والی بات چیت کا کوئی تاثر نہیں تھا۔"تو کتنے لگا رہے ہو آج،"ٹیبل پر رکھے گلاس میں سے ایک میں انہوں نے جامنی رنگ کا مشروب انڈیلا۔

www.novelsclubb.com

"زیادہ نہیں۔۔بس ون ففٹی۔۔۔"اس نے صوفے کی پشت پر ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔مرات صاحب کے گلاس تھامتے ہاتھ رکے۔

"ون ففٹی تھاوزینڈ؟؟؟"حیران ہو کر انہوں نے پوچھا تو اس نے ذرا ہنس کر نفی میں سر ہلایا۔پھر سیدھا ہوتے ہوئے ان کی جانب ہلکا سا جھکا۔

"مرات صاحب اتنے سستے جوئے نہیں کھیلتا میں" پاس رکھی میز پر اس کے سامنے انواع اقسام کے کھانے چنے گئے تھے۔اس نے کانٹا اٹھا کر اس میں چند فروٹس پھنسائے اور انہیں منہ میں ڈالا۔

تمہارا۔۔۔مطلب۔۔وہ حیرت و خوشی کے مل جلے اثرات میں جوش سے صوفے پر اس کی جانب آگے ہوئے۔تمہارا مطلب کہ۔۔۔"

"ون ففٹی ملین"اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس نے انکی بات مکمل کی۔ارگرد صوفوں پر بیٹھے افراد منہ کھولے اسے دیکھنے لگے۔مرات کا منہ مارے حیرت کے مزید کھل گیا۔"ون ففٹی ملین ۔۔۔کیا یہ اپنی جائداد لٹانے آیا ہے"ان میں سے ایک نے دوسرے کے کان میں سرگوشی کی۔

"ویسے مرات صاحب میں نے سنا ہے کہ جوئے میں بڑے بڑے تیس مار خان آپکے سامنے نہیں ٹکتے، اسی وجہ سے میں نے آپکی دعوت قبول کی۔ یہ ون ففٹی ملین آپکی مہارت کے بنا پر لگا رہا ہوں۔"

مرات اس کی بات پر کھل کر ہنسا۔آج کا دن واقعی ان کے لئے خوش قسمتی لے کر آیا تھا۔گھر سے نکلتے وقت جتنا ان کا موڈ آف تھا اس وقت اس سے کہیں زیادہ ٹھیک ہو گیا تھا۔دفعتاوی آئی پی روم کے باہر نوجوانوں کا شور سا بلند ہوا، اور پھر میوزک کی لہ بدلی اونچے قہقہے، نشے میں مست گرتے پڑتے لوگ وہاں دن کا سا سماں تھا۔ہوٹل کے باہر ہونے والی موسلا دھار بارش اب بوندا باندی کا روپ اختیار کر گئی تھیں۔وہیں لڑکھڑاتے قدموں اور رک رک کر آتی سانسوں کے درمیان، دور سے آتی زرد ٹیکسی کو شمس الدین نے رکنے کا اشارہ دیا۔ٹیکسی رکی تو وہ اندر جیسے گر پڑے۔خود کو سنبھالتے وہ سیٹھ پر بیٹھے، ان کی بگڑتی طبیعت کے باعث لڑھکڑاتی زبان نے بمشکل اپنے گھر کا ایڈریس دیا تھا۔سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے ان کے ذہن کے پردے پر پریسا کا کھلکھلاتا چہرہ لہرایا۔اور انکی بند ہوتی آنکھوں سے دو آنسو نکل کر انکے سویٹر میں جزب ہو گئے۔

♦♦♦

موسٹر کے پرانے برتیج کے پاس بنے لاکافیتا کیفے سے بیس کلو میٹر کی دوری پر جہاں دو تین سڑکیں آپس میں ملتی تھیں،اس یخ بستہ موسم میں بھی وہاں کی مین سٹریٹ روشن تھی۔اسی سٹریٹ کے ٹھیک وسط میں تینوں سڑکوں کو ملانے والی چورنگی کے مقابل تین منزلہ سرخ اور بھوری اینٹوں کی ایک عمارت تھی۔جس کی نچلی منزل پر بیکری تھی۔نچلی منزل پر صرف بیکری کی چورنگی کو رخ کرتی دیوار سیاہ رنگ کی تھی۔اس میں بنی بڑی سی شیشے کی محرابی کھڑکی سے اندر رکھے بیکری آئٹمز صاف دکھتے تھے۔جہاں بیکری کی سیاہ دیوار ختم ہوتی تھی وہیں سفید پھولوں کی گھنی بیل تھی۔جس کی ساری ٹہنیاں سفید پھولوں سے لدی ہوئی تھیں۔سنہری رنگ کے الفاظ سے اس پر Bake Boss لکھا ہوا تھا۔اوپر کی دو بالائی منزلوں کی دیواریں وہیں بھوری اور سرخ رنگ کی تھیں۔جس پر بنی تینوں کھڑکیوں کے فریم سفید تھے۔انہیں میں سے ایک کھڑکی کے شیشے سے اندر جھانکو تو ایک لڑکی قالین پر الماری سے ٹیک لگائے نیم دراز تھی۔کمرے میں اندھیرا تھا۔بیڈ خالی تھا۔لیکن یہ جگہ اس کی تھکن دور کرتی تھی۔اکثر وہ اپنی تھکن کی وجہ سے بے خبر ہوتی،جو بس محسوس ہوتی تھی،اور ہمیشہ ہوتی تھی۔اسے کچھ ہی دیر میں نیچے جاکر کسٹمرز سنبھالنے تھے۔جو اس موسم میں ان کی بیکری کبھی بند نہیں ہونے دیتے تھے۔اس

وقت ان کسٹمرز کو اس کی مام سنبھال رہی تھیں۔اس لڑکی کا چہرہ فون کی روشنی میں چمک رہا تھا۔

"یہ ساری لڑکیاں اتنی خوبصورت کیوں ہیں۔۔۔اس نے لیٹے لیٹے پیروں کو زمین پر مارا۔سکرین پر کسی خوبصورت لڑکی کی پوسٹس کو اوپر نیچے کرتے وہ روہانسی ہوئی۔پھر اٹھی اور کمرے کا بلب جلایا۔کمرا ایک دم سفید روشنی میں نہا گیا۔وہ کمرے میں ایک طرف موجود ڈریسنگ ٹیبل کے قریب آئی۔پھر ہر زاویے سے خود کو دیکھنے لگی۔خود سے نظریں ہٹا کر اس نے فون آنکھوں کے سامنے کیا۔سکرین پر موجود اس خوبصورت لڑکی دیکھا اور پھر دوبارہ خود کو، جیسے اپنا اس سے مقابلہ کر رہی ہو۔"اوں ہوں۔۔۔"بچوں کی طرح تقریبا رونے والے انداز میں اس نے پیر پٹخے۔اور اترا ہوا چہرہ لئے بیڈ پر ڈھے سی گئی۔اب سکرین پیچھے کرتے اس نے براق کا نام سرچ بار پر ٹائپ کیا۔اور پھر اس کی آئی ڈی کھولی۔اس کی تصاویر سے بھری پوسٹس پر ہزاروں لائیکس تھے۔ایک پوسٹ پر کلک کرتے وہ آنکھوں میں اپنائیت لئے اسے زوم کرنے لگی۔پھر میسیج کے آپشن پر کلک کر کے اس نے فون سینے پر رکھا۔اور کمرے کی چھت کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی کہ اسے کیا میسیج بھیجنا چاہئے۔(تمہاری پکچرز بہت پیاری ہیں، مجھے بہت پسند آئیں)۔۔ہاں یہ ٹھیک ہے۔فون اٹھا کر اس نے میسیج ٹائپ کیا۔ بھیجنے ہی لگی تھی پھر

رکی۔(نہیں یہ ایسے لگ رہا ہے جیسے میں اس سے بہت متاثر ہوں) میسیج مٹانے ہی لگی تھی کہ اس کی مام بادل نخواستہ پورا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئیں۔

"مجال ہے جو تھوڑی سی شرم کر کے تم نیچے آکر میری مدد کر دو۔۔ایک ہم تھے کبھی اپنی ماں کو خود پانی پینے نہیں دیا۔اور ایک آج کل کی نالائق اولاد ہے جنہیں صرف اس ڈبے میں گھسنا آتا ہے ۔"فون اس سے چھین کر انہوں نے دیکھا۔اف اتنی تیز روشنی اندھا ہونا ہے تم نے"انہوں آنکھیں میچیں۔علائیزہ کا سارا خون جیسے ان کے فون کی طرف دیکھنے پر نچڑ گیا۔وہ ان سے اپنا فون لینے کو لپکی لیکن انہوں نے بنا دیکھے اسے آف کرتے ہوئے اپنے ایپرن کی جیب میں ڈال دیا۔"مام ایسے فون نہیں چھینتے آپ کو معلوم ہے کتنا اہم کام کر رہی تھی میں،ایک بچے کی ویکلی رپورٹ سینڈ کر رہی تھی۔کوئی غلط رپورٹ سینڈ کرتی تو۔"ان کے فون کو نہ دیکھنے پر اس کی سانس بحال ہوئی۔اور فوراً اس نے ایک نیا جھوٹ گھڑا۔

www.novelsclubb.com

"دن رات فون میں لگی رہو گی تو یہی ہو گا۔ایک منٹ میں نیچے آؤ ورنہ تمہارے بابا کو کال کر کے بتاؤ نگی کہ تم نے کیسے مجھے ماسی سمجھ لیا ہے۔" سارا الزام حسب عادت اس کے فون کو دیتے انہوں نے نے اسے وارن کیا۔

وہ پیر گھسیٹتے ان کے پیچھے پیچھے آئی۔"اچھا میرا فون تو واپس کریں" منہ بگاڑتے ہوئے اب وہ سست روی سے سیڑھیاں اترتے اترتے وہیں بیٹھ گئی۔اور پیر وہیں پسار لئے۔فردوس نے پیچھے مڑ کر اپنی نکمی اولاد کو دیکھا۔جو بمطابق دوسروں کے کافی باصلاحیت تھی۔"تم آؤ گی یا بالوں سے گھسیٹ کر تمہیں نیچے لاؤں۔۔"ان کی آنکھیں ڈراؤنے انداز میں پھیلی۔علائیزہ نے اپنے گھنگریالے بالوں پر ہاتھ پھیرتے یک لخت اس خوبصورت انسٹا گرامر لڑکی کے بارے میں سوچا،اور پھر ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ کہیں وہ ان بالوں سے بھی ہاتھ نہ دھو ڈالے۔اٹھ کر وہ سرعت سے نیچے بیکری میں آئی۔وہاں اب بھی کچھ کسٹمرز بچے تھے۔وہ منہ بناتے ہوئے پلاسٹک کے دستانے پہننے لگی۔یہ جانے بغیر کے اس کا میسج براق کے پاس پہنچ چکا تھا۔نہ صرف پہنچ چکا تھا،بلکہ اس کا جوابی پیغام بھی آچکا تھا۔اگر اسے ابھی یہ پتہ ہوتا تو وہ اپنا چہرہ زور سے دیوار پر مارتی

اس بات کی پرواہ کئے بغیر کے ایسے کرنے پر اس کا چہرہ اپنی انسٹا پروفائل پر لگانے کے قابل نہیں رہتا۔

♦♦♦

یہ صبح صادق کا وقت تھا۔ سورج کی کرنیں بادلوں کے جمگھٹوں کی پرواہ کئے بغیر زمین پر اترنے کو بے تاب تھیں۔ موسٹر اولڈ بریج پر کھڑے کسی شوقین فوٹو گرافر نے اس خوبصورت صبح کو اپنے کیمرے میں قید کرنے کے لئے ہاتھ میں تھاما کیمرہ اٹھایا۔ دو تین تصاویر لینے کے بعد اس کی نظریں کچھ ہی دور پودوں کے بیچ کھڑے کاٹیج پر جمیں، اس نے فورا کیمرے کا رخ اس جانب کیا اور ٹھیک اینگل تلاشنے لگا۔ اسی لمحے میں کاٹیج کے پچھلی جانب کھلنے والی کھڑکی ایک دم کھلی ہوا کے زور سے کھلی۔ جو موسٹر بریج سے نظر نہیں آتی تھیں۔ کھڑکی کے عقب میں پھیلے پردے ہوا سے لہرا سے گئے۔ ایک بھٹکی ہوئی چڑیا نے اندر کا رخ کیا۔ اور اندر کی حالت دیکھ کر جیسے گھر کے مالکین کو جگانے کے لئے شور مچایا۔ شمس الدین کا بستر خون سے بھیگا ہوا تھا۔ کمرے میں کرسیاں اور باقی سامان بکھرا پڑا تھا۔ وہیں زمین، پر خون کے نشانات تھے ایسے جیسے انہیں دروازے کی جانب گھسیٹا گیا ہو۔ بستر کے پاس گری کلہاڑی خون سے بھیگی ہوئی تھی۔ اس سب

سے بے خبر اگلے کمرے میں لحاف سر تک اوڑھے دو نفوس گہری نیند میں تھے۔دفعتاً پریسہ کے فون کے الارم نے پر سکون فضا میں ارتعاش پیدا کیا۔وہ ذرا سا کسمسائی پھر ایک انگڑائی لیتے ہوئے سر سے لحاف ہٹایا، گردن گھما کر اس نے پاس پڑے بستر پر لیٹی عورت کو کچھ نا سمجھی سے دیکھا۔پھر جیسے اسے رات کو اس کی آمد کا خیال آیا۔وہ لحاف پیروں سے ہٹاتی بیڈ سے اتری ۔سلیپرز میں پیر اڑستے اس نے شمس الدین کی رات دیر سے آمد کا سوچا۔اس نے گھڑی دیکھی ۔(وہ اب تک اٹھ چکے ہونگے)سوچتے ہوئے وہ بال کیچر میں سمیٹتی کمرے سے باہر آئی۔جمائی لیتے وہ دیدا کے کمرے کی جانب بڑھی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔وہ مسکراتی ہوئی ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔اور اس کے چہرے نے لمحے کے ہزارویں حصے میں اتنے رنگ بدلے کہ کوئی ماہر مصور بھی انہیں پہچان نہ پاتا۔

www.novelsclubb.com

"دیدا۔۔۔"وہ لرزی۔منہ پر دونوں ہاتھ رکھتے اس کی آنکھیں ویرانی اور خوف کے ملے جلے تاثر سے پھٹ پڑی۔فرش پر تقریباً گرتے اور سینے کو تھامتے جیسے اسنے اپنے دل کے ہزار ٹکڑے ہوتے محسوس کئے۔"دیدا۔۔۔۔۔!!!"اب کی بار اس کی دلدوز چیخ نے گہری نیند میں سوئے پورے شہر موسٹر کو تہس نہس کر ڈالا تھا۔ایسے کہ کوئی اس کی عمارتیں پھر نہ اٹھا پاتا۔

(جاری ہے۔ باقی آئندہ ماہ)

www.novelsclubb.com

تیسرا باب:

"تعاقب کار"

"ہم روٹی کے ٹکڑوں کا پیچھا کریں گے...اور وہ ہمیں دوبارہ گھر کا راستہ دکھائیں گے۔"

.....

ایک دن قبل۔۔۔۔

یہ ہوٹل گرینڈ کی بالائی منزل کے سوئیٹ کا منظر تھا۔شام کا وقت تھا، کھڑکیوں سے آتی روشنی کا عکس سوئیٹ کے سیٹنگ روم میں موجود میز کے گرد کچھ ہی فاصلے پر رکھے صوفوں میں بیٹھے چاروں نفوس پر پڑ رہا تھا۔ایک صوفے پر ڈیئل پیر لمبے کئے لیٹا تھا، دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اس کی نظریں داؤد پر تھیں، داؤد کے سامنے میز پر رکھے لیپ ٹاپ کی سکرین روشن تھی، طارق نے میز پر رکھا اپنا کافی کا کپ اٹھایا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا ہم اس شخص کی مدد کیوں کر رہے ہیں، ہمارا اس سے کیا لینا دینا ہے، ہمیں سیدھا سیدھا اپنے کام سے کام رکھنا چاہیئے،" پھر اس نے دھواں اڑاتی کافی کو دیکھتے ہوئے پھونک ماری، نظر اٹھائی تو داؤد کی نظریں خود پر جمی دیکھیں، پھر بے نیازی سے شانے اچکائے۔ "یعنی میں غلط نہیں کہ رہا، وہ الگ بات ہے کہ تمہیں میری ہر بات زہر لگتی ہے" جوزف جو گھونٹ گھونٹ کافی پی رہی تھا، دونوں کو دیکھ کر خفیف سا مسکرایا، جبکہ داؤد کچھ بھی کہنے سے خود کو روکتے ہوئے ڈینئیل اور جوزف کی جانب متوجہ ہوا، وہ دونوں پوری توجہ سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ہم اس شخص کی مدد اس لئے کر رہے ہیں کیونکہ اس کا ہمارے ٹارگٹ مشن سے گہرا تعلق ہے، یہ ہمیں اپنی شناخت استعمال کرنے دے گا اور بدلے میں ہم اسے اس کی وراثت کا حصہ دینگے، سلطان اپنے چچا کے برعکس نہایت ہی شریف نوجوان ہے، دماغی طور پر کمزور بھی ہے، اس چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حسن المغربی باقی جرائم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی حصے کی جائداد پر پھن پھیلائے بیٹھا ہے۔ اتنی جائداد کا مالک ہونے کے باوجود بھی سلطان کسی مڈل کلاس شہری کی طرح زندگی گزار رہا ہے، اسے جو چاہیئے وہ ہم اسے دینگے، بدلے میں وہ ہمیں اپنی شناخت

www.novelsclubb.com

دے گا۔کیونکہ اپنے چچا سے مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں، مغربی کے لئے اسے خاموش کروانا چیونٹی کو خاموشی سے پیر تلے کچلنے جیسا ہے۔"

"تو تم یہ کہ رہے ہو کہ تم سلطان بن کر حسن المغربی کے قریب رہنے کی کوشش کروگے، تو کیا وہ اپنے بھتیجے کو پہچان نہیں پائے گا" طارق میز پر کپ رکھتا سنجیدہ نظر آنے لگا۔

"بالکل نہیں، کیونکہ وہ آج تک اپنے یتیم بھتیجے سے ملا ہی نہیں، اور نہ ہی کبھی اپنے آبائی گاؤں جا کر اس کی خبر لی ہے۔اسے بس یہ معلوم ہے کہ اس کا بھتیجا دماغی طور پر کمزور ہے، اور وہ اپنی نانی کے ساتھ رہتا ہے۔" جوزف نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے اعتماد سے کہا۔

"انٹرسٹنگ۔۔" طارق نے متاثر ہوتے ہوئے بھنوئیں پھیلائیں۔

"اور اس کام میں سب سے زیادہ مددگار مرات بیسیل رہے گا، کیونکہ وہ مغربی کا رائٹ ہینڈ ہے" داؤد نے لیپ ٹاپ سکرین انکی طرف موڑی، سکرین پر کھلی مرات بیسیل کی تصویر فخر سے مسکرا رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں شیطانوں سی چمک تھی۔

www.novelsclubb.com

سیٹنگ روم کی کھڑکی کے باہر ہوٹل کے عین سامنے ایک چمچماتی گاڑی آکر رک گئی، شوفر نے جلدی سے آگے بڑھ کر پیسینجر سیٹ کا دروازہ کھول دیا تھا۔ مرات بیسیل اپنا کوٹ ٹھیک کرتے چہرے پر مسکراہٹ سجائے باہر نکل رہے تھا۔

"اس بگڑے ہوئے بیل کی ناک میں رسی تم کیسے ڈالو گے۔۔؟؟ طارق استہزایہ ہنسا۔

"دیکھتے جاؤ۔۔۔" داؤد نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے لیپ ٹاپ کی سکرین بند کی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

کچھ گھنٹوں بعد۔۔۔(ہوٹل گرینڈ کے کلب کا منظر)

تیز موسیقی پر جھومتے، نشے سے چور مرد و زن کے مجمعے کو چیرتے، کلب کے وی آئی پی کسینو میں آؤ تو شیشے کی چمچماتی میز کے گرد پانچ افراد بیٹھے تھے، کسینو کے ہر دروازے پر مسلح باڈی گارڈز تھے، داؤد سلطان کے عقب میں دائیں طرف کھڑے باڈی مین اور بائیں طرف کھڑے باڈی گارڈ کے چہرے سنجیدہ کسی بھی احساس سے عاری تھے۔ گویا پتھر کی مورتیاں ہو۔ پوکر گیم کا یہ تیسرا راؤنڈ چل رہا تھا۔ میز پر بیٹھے افراد میں سے صرف داؤد اور مرات بیسیل کے ہاتھوں میں

کارڈز تھے، باقی افراد محض کھیل دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔ میز کے وسط میں کارڈ شفلنگ مشین رکھی تھی، مرات بیسیل کے دائیں جانب سرخ رنگ کی گول گول گوٹیاں سی تھیں جو پوکر گیم میں کرنسی کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ یہ وہ کرنسی تھی جو مرات بیسیل نے داؤد سے جیتی تھیں۔ داؤد پہلے تین راؤنڈز ہار چکا تھا، ہار جانے کے باوجود اس کے خوبرو چہرے پر بے نیازی سی تھی۔ مرات بیسیل کی باتوں اور تاثرات میں زعم سا اتر آیا تھا۔ گردن لگاتار جیت جانے پر اکڑ گئی تھی، ون ففٹی ملین جیتنے کے بعد اس سے اپنی خوشی قابو نہیں کی جا رہی تھی۔ آخری راؤنڈ پر داؤد سلطان نے مزید ففٹی ملین کی آفر کی تو مرات بیسیل مسکرا اٹھا۔

"سلطان۔۔۔ میری توقع کے برعکس تمہیں ہرانا کافی آسان رہا ہے، تمہارے ڈٹے رہنے پر سلام ہے" ماتھے تک ہاتھ لے جاتے مرات کی مسکراہٹ ہنسی میں تبدیل ہوئی، پھر کارڈز کو شفل کرتے وہ دوبارہ گویا ہوا۔

"ون ففٹی کے بعد ففٹی کچھ زیادہ کم نہیں ہو جائینگے۔۔!!" ابرو اچکاتے ہوئے اس کے چہرے پر خباثت سی اتر آئی۔ "تمہارے کھیل میں مہارت نہیں ہے، کئی دفعہ تم نے غلط جگہ پہل کی ہے،

www.novelsclubb.com

برامت ماننا۔۔۔نقصان میں جارہے ہو مسلسل۔۔"داؤد نے اطمینان سے اسے دیکھا۔۔"
ٹھیک ہے میں ففٹی سے بڑھا کر سیونٹی کر دیتا ہوں، لیکن آپ کتنے کی بیٹ لگائینگے۔۔"اپنے ہاتھ میں پھیلے کارڈز کو ترتیب دیتے داؤد نے ایک نگاہ اس کی جانب اٹھائی، اطراف میں بیٹھے افراد کو اس پر حیرت ہوئی، اتنی رقم وہ ہار چکے ہوتے تو غم سے خودکشی کر لیتے، لیکن یہ بھی شائد عام پوکر پلیئرز کی طرح، کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کی امید میں سب کچھ لٹانے آیا تھا۔ایک تو اس کی بے وقوفی پر ماتھا چھوتے ہوئے سر جھٹک گیا۔

"ہاہا۔۔۔بچے تمہیں یہاں کا رخ نہیں کرنا چاہئے تھا، اتنی خوداعتمادی نقصان پہنچاتی ہے، چلو تمہیں خوش کرنے کے لئے میں، تھری ملین کی بیٹ لگا رہا ہوں، تم بس یہ نام سن کر خوش ہوتے رہنا کہ کبھی تھری ملین ہارے تھے۔شکل جیسی عقل بھی ہوتی تو باس کے کام آسکتے تھے۔۔انہیں غیروں کی ضرورت نہ پڑتی"

داؤد سے کچھ دور نیم نشے میں بیٹھا شخص اٹھ کے تھوڑا اس کے قریب بیٹھا، پھر زور سے اس کے کندھے پر دھموکا سا رسید کیا۔"ایسا کم عقل تو میں ملازم بھی نہ رکھوں۔۔"داؤد کے عقب میں

کھڑا باڈی گارڈ اس آدمی کی طرف تیزی سے لپکا تو داؤد نے ہاتھ اٹھا کر اسے رک جانے کا اشارہ کیا۔

"تھری ملین۔۔۔۔ لیکن کہیں میں جیت گیا تو آپ دیوالیہ ہو جائنگے۔۔!! داؤد کے چہرے پر سادگی بھری فکر دیکھ کر میز کے گرد بیٹھے افراد کا ایک ساتھ زوردار قہقہہ بلند ہوا۔"مذاق بہت اچھا کر رہے ہو تم۔۔۔میں۔۔۔!!"مرات بیسیل میز پر آگے کو اس کی جانب جھکا،"کھیلنے والے کی ہاتھوں کی حرکت سے اسے پہچان جاتا ہوں، کہ آیا وہ لٹے گا یا لوٹے گا۔۔۔تم پھر سے ہار جاؤ گے سلطان۔۔۔۔ویسے۔۔"وہ لحضے بھر کو کھٹکا۔

"تمہارے پاس اتنے پیسے آئے کہاں سے۔۔تم تو کسی گاؤں میں نہیں رہتے تھے،۔۔۔؟؟ جس طرح تم اعتماد سے بیٹ لگا رہے ہو، تمہاری جیبیں بھاری لگتی ہے، پھر ایک نظر اس کے عقب میں باڈی گارڈز پر ڈالی،اور ہونٹوں کو مرعوبیت سے اوپر کیا، پھر ہاتھ میں پھیلے کارڈز میں سے ایک چن کر میز پر رکھ دیا،اس کی نظریں سوالیہ تھی، گویا اسے جاننے کی جلدی ہو۔

www.novelsclubb.com

"یہ راز آپ کو کھیل کے بعد معلوم ہو گا، آپ کے جیت جانے کی خوشی میں۔۔۔" وہ اتنی دیر میں پہلی دفعہ مسکرایا تھا۔ آخری راؤنڈ شروع ہو چکا تھا، سب کی نظریں ان دونوں کے کارڈز پر تھیں، داؤد اب بے نیازی سے پتے پھینکتا جا رہا تھا۔ اس کے پاس ہی سرخ رنگ کی پوکر چپس رکھی تھی ہر ایک پر ۱۰۰۰ ڈالر کے ہندسے تھے۔ مگر اس کے ہاتھوں کی حرکت اس بار کسی ماہر پوکر پلیئر میں بدل چکی تھی، اب وہ نہایت صفائی سے میز پر کارڈز رکھتا جا رہا تھا مرات صاحب کی پوری توجہ اپنے کارڈز پر تھی، ان کے سامنے رکھیں پوکر چپس کی تعداد داؤد سے تین راؤنڈز جیت جانے کے باعث زیادہ تھی، آخر کار مرات کی باری کے جواب میں اس نے آخری پتہ پھینکا اور پاس پڑا ایکشن بٹن سکون سے دبایا، اور مسکرا دیا۔ اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی، سینے پر ہاتھ باندھے اب وہ چمکتی آنکھوں سے سب کے چہرے پڑھ رہا تھا۔ وہ سب یک لخت شاکڈ سے ہوئے تھے۔ مرات صاحب نے شل سا چہرہ اٹھایا، وہ اس غیر متوقع زلزلے کی زد میں تھے، ان کی آنکھیں تحیر لئے کبھی داؤد کو دیکھتیں کبھی اپنے ہاتھ میں تھامے کارڈز کو۔۔

"اپنی دولت کا راز مجھے آپ کے جیت جانے پر بتانا تھا، لیکن خیر اب بتائے دیتا ہوں۔۔ وہ اب صوفے کی پشت سے ٹیک ہٹا کر سیدھا ہوا۔ "مجھے جیتنے سے پہلے حقیقتاً کھیلنا پسند ہے، میں اندر

سے ابھی بھی بچہ ہی ہوں!!" پھر شانے بے نیازی سے اچکائے۔"میرے بینک بیلینس پر ون ففٹی ملین کھونے سے فرق اسی لئے نہیں پڑتا کیونکہ مجھے اس سے ڈبل مل جاتے ہیں۔۔۔اور یہی کھیل۔۔اب کے اس نے سیاہ کوٹ کی جیبیں تھپتھپائیں۔۔میری جیبیں بھاری رکھتے ہیں۔"

اس نے باڈی مین کو آواز دی، داؤد کی آواز پر وہ فوراً اس کے عقب سے آگے آیا۔"مسٹر مرات کو میرا اکاؤنٹ نمبر اور ڈیٹیلز دو۔۔!!"

"میرے خیال میں ہمیں اور کھیلنا چاہئے۔۔۔تین سو ملین سے زیادہ لگا سکتا ہوں" زرد چہرہ لئے مرات بیسیل خوش آمدانہ لہجہ اپناتے ہوئے کسی زخمی چڑیا کی مانند پھڑ پھڑایا۔اس کا چہرہ خفت سے گلابی پڑنے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اوں ہوں۔۔۔میں چلو نگا اب، اپنے باس کو خبر کر دینا۔۔اس کا بد دماغ بھتیجا اس سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔!!!" اٹھتے ہوئے اس نے باڈی مین کو دیکھا، جو مرات صاحب کے اسسٹنٹ سے معاملات طے کرنے کے بعد اس کی طرف آرہا تھا۔داؤد نے اسے چلنے کا اشارہ دیا تو وہ اس سے آگے چلنے لگا۔پاس بیٹھا ایک شخص مرات کے قریب آکر کان میں بولا۔۔"مرات تم تو واقعی

دیوالیہ ہو چکے ہو۔۔"مرات جو شل سا بیٹھا تھا اس کی آواز سننے پر جیسے ہوش میں آیا۔اس شخص نے مرات کی آنکھوں میں دیکھا جو سلطان کے عقب میں بند ہوتے دروازے پر جمیں تھیں، زیر لب کچھ بڑبڑاتے مرات نے جبڑا بھینچا اور سرخ انگارہ آنکھیں اب اپنے قریب اس شخص پر جمائیں۔پھر اپنی طرف متوجہ منہ کھولے لوگوں کو دیکھ کر اس نے ٹیبل،پر رکھی پوکر گیم کی ٹرے تیش سے الٹ ڈالی۔مرمریں شیشے نما فرش پر تاش کے پتے اور رنگ برنگی پوکر چپس دور دور تک بکھر گئیں۔

کلب سے باہر نکل کر باڈی مین داؤد کی جانب مڑا،۔۔"مجھے ایک لمحے کو لگا تھا،آپ ہار جائنگے۔۔؟؟"

ہونہہ۔۔وہ استہزایہ ہنسا۔۔اور آنکھوں پر پڑتی دھوپ کے باعث پتلیاں سکیڑ سی لیں۔"مرغی کو جتنی اچھی خوراک ڈالو،اتنی وہ صحت مند ہوتی جاتی ہے،اور کھانے والے کو فائدہ دیتی ہے، گیمبلرز کی مثال بھی کچھ ایسی ہے،جتنے پیسوں کی آفر دو اتنا ان کا لالچ منہ زور ہوتا جاتا ہے،جیتنے میں ایک یہی مزا ہے انسان مزید کھیلنے کے لئے پہلے سے زیادہ پر جوش ہوتا ہے،مجھے اسے بس یہ

خوشی دینی تھی باقی کا کام آسان تھا۔۔۔"اس کے جیل لگے بال اب خشک ہو کر ماتھے پر بکھر سے گئے تھے۔"اور تم اتنے ادب سے پیش آؤ گے تو مجھے تم پر ترس آنے لگے گا،"اس نے باڈی مین کے حلیے میں کھڑے طارق کو گھورا تو وہ چونک کر واپس اپنی ٹون میں لوٹا۔

"فی الحال میرے پاس ادب سے پیش آنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں" گرد و پیش پر ایک خفیف سی نظر ڈال کر ادب سے کھڑے کھڑے اس نے دانت پیستے ہوئے دبی آواز میں کہا۔"ہوں۔۔۔!!"۔داؤد سنجیدگی سے سر ہلانے لگا گویا اسے سمجھ رہا ہو۔

♦♦♦

کئی دنوں سے مسلسل ہونے والی بارشوں نے موسٹر شہر کو پوری طرح دھو ڈالا تھا۔آج کی صبح پچھلی صبحوں کی بنسبت شفاف آسمان لئے ہوئے تھی۔پودے ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے جھوم سے جاتے۔سورج کی روشنی ابھی پوری طرح اس سرسبز شہر پر پھیل نہیں پائی تھی۔کچھ صبح خیز لوگ،اس وقت کا بھرپور فائدہ اٹھائے جاگنگ ٹریکس پر پھولتی سانسوں کے ساتھ دوڑتے چلے جا رہے تھے۔بیکریوں اور کیفیز سے کافی اور خستہ ڈبل روٹیوں کے دھوئیں چمنیوں سے نکل کر فضا میں پھیلتے لوگوں کے نتھنوں سے ٹکراتے،اور انہیں مجبورا بیکریوں اور کیفیز میں

کھینچ لاتے۔ایسے میں اس دن موسٹر اولڈ بر تیج سے کچھ ہی فاصلے پر واقع اس پر امن محلے پر ایک ناگہانی آفت ٹوٹ پڑی تھی۔اسی محلے کی گلیوں میں گلابی چھتوں والے، تکونی گھروں کے درمیان گول پتھروں سے بنے راستوں پر تیز تیز چلتے جاؤ تو یاسمین کنعان کا گھر اور شمس الدین کے کاٹیج کی حدود آتی ہیں۔جس کے ارد گرد پولیس کی تین چار سفید گاڑیاں کھڑی تھیں۔ان کی چھتوں پر نصب روشنیاں کبھی نیلی کبھی سرخ ہوتی جاتیں تھیں۔کاٹیج کے داخلی حصے کو زرد پٹیوں کی رکاوٹ دے دی گئی تھی۔ان زرد پٹیوں پر کالے رنگ سے crime scene do not enter لکھا ہوا تھا۔محلے کے لوگ شش و پنج میں مبتلا، پریشان چہرے لئے ایک دوسرے سے کچھ پوچھتے، کاٹیج کی لکڑی کی باڑ کے اس طرف جمگھٹا بنائے کھڑے تھے۔کچھ عورتیں بالکنیوں سے ہی جھانک رہی تھیں۔دفعتا براق سنجیدہ چہرہ لئے ایک فائل ہاتھ میں تھامے کاٹیج میں داخل ہوا اندر ہر کمرے میں جا بجا پولیس آفیسرز کھڑے تھے۔کچھ کرائم سین ڈسکس کر رہے تھے۔جبکہ کچھ چیزوں کو الٹ پلٹ کر باریک بینی سے ہر چیز کا جائیزہ لے رہے تھے۔وہ شمس الدین کے کمرے میں داخل ہوا اور ایک ہاتھ کی انگلیوں سے کھلے دروازے پر دستک دی۔اندر مصروف آفیسرز نے دروازے کی جانب گردنیں گھمائیں۔براق اس وقت

انہیں کی طرح سیاہ پولیس وردی میں تھا، جسکی شرٹ پر سفید الفاظ میں Police لکھا ہوا تھا، شانے پر بوسنین بیج تھا۔زمین پر جہاں خون پھیلا ہوا تھا اس کے گرد سفید چاک سے نشاندہی کی گئی تھی۔ایک لیب ورکر دستانے پہنے کرائم سین سے مختلف چیزیں اٹھا کر انہیں چشمے کے پیچھے سے غور سے دیکھتا،اور پھر پلاسٹک کے پیکٹس میں انہیں ڈالتا جاتا۔وہاں کھڑے سینئر انسپیکٹر نے براق کو سوالیہ نظروں سے دیکھا،"کیا رپورٹ ہے؟؟کوئی ایویڈینس ملا؟؟"ان کے سوال پر براق چند قدم بڑھاتا ان کے مقابل آیا،اور فائل ان کی جانب بڑھائی۔

"یس سر جس کلہاڑی سے ان پر حملہ کیا گیا ہے یہ اس کی رپورٹ ہے،فنگر پرنٹس مل چکے ہیں، باقی انہیں بائیو میٹرک ٹیسٹنگ کے لئے بھیج دیا گیا ہے"

www.novelsclubb.com

"ہوں ٹھیک ہے۔۔۔"آفیسر نے فائل ہاتھ میں لے کر رول کی۔

"ویسے سر۔۔بظاہر تکیے اور بیڈ پر پھیلے خون سے یہی واضح ہے کہ حملہ ان پر لیٹے وقت کیا گیا تھا، خود کو بچانے کی کوشش میں یا تڑپتے ہوئے وہ بیڈ کے پاس یہاں گر گئے تھے۔۔"براق نے بیڈ

کے قریب جمے ہوئے سیاہی مائل خون کے پاس پنجوں کے بل بیٹھتے ہوئے کہا۔انسپیکٹر الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا، پھر چند قدم پیچھے ہٹا۔

"وہ بات تو ٹھیک ہے براق۔۔لیکن یہاں بیڈ کے پاس سے ان کو کھینچ کر دروازے تک لایا گیا ہے۔۔اور اس کے بعد خون کا کوئی۔۔کسی قسم کا نشان نہیں ہے۔۔۔"انسپکٹر پتلیاں سکیڑے تھوڑی کھجاتا دروازے کے قریب اشارہ کر رہا تھا۔پھر اس نے پنجوں کے بل بیٹھے براق کو دیکھا، جو ایک گہری سانس لیتا اٹھ گیا۔

"فرش لکڑی کا ہے۔۔۔اگر خون کے نشانات کو مٹایا گیا ہوتا تو صاف پتہ چل جاتا۔۔لیکن ۔۔اس نے انسپیکٹر کی آنکھوں میں جھانکا۔۔"اس قسم کا بھی نشان نہیں ہے۔۔کافی پیچیدہ معاملہ ہے۔۔"

انسپیکٹر اس کی بات سنتے ہوئے نظریں بیڈ پر جمائے کچھ سوچتے ہوئے، شمس صاحب کے بیڈ کے قریب پنجوں کے بل بیٹھا،اور بیڈ سے نیچے جھانکا، براق زمین پر پھیلے خون کو افسوس سے دیکھ رہا تھا(پتا نہیں پریسانے یہ سب کیسے برداشت کیا ہو گا)وہ بچپن سے اسے دیکھتا آیا تھا۔کنعان

www.novelsclubb.com

صاحب حیات تھے توتب بھی وہ شمس صاحب کے پاس ہی پائی جاتی تھی،اسکول بھی اسے لینے، چھوڑنے وہی آتے تھے۔حقیقتاآج وہ پوری طرح بے آسرا ہو گئی تھی۔انسپیکٹر بیڈ کے نیچے تھوڑا جھکااور پھر سیدھے ہو کر پیچھے براق کی طرف پلٹاتواس کے دستانے پہنے ہوئے ہاتھوں میں شمس صاحب کا فون تھا۔براق چونک کر تھوڑاآگے کو ہوا۔آفیسر نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے لیب ورکر کے سامان سے پلاسٹک کا پیکٹ اٹھایااور فون اس میں ڈال کر براق کے حوالے کیا۔

"کچھ نہ کچھ ایویڈنس اس میں بھی چھپا ہو گا۔تم شمس صاحب کے گھر والوں کوانفارم کر دو،کچھ دنوں تک انویسٹیگیشن چلے گی،توضرورت پڑنے پرانہیں پولیس اسٹیشن آنا ہو گا۔بیان ویسے بھی سب کالیا جاچکا ہے،البتہ وہ عورت۔۔کیانام ہے اس کا،جس کو گرفتار کیا ہے،"ماتھے کو چھوتے انہوں نے فائل والا ہاتھ پہلو پر جمایا۔۔

"ایلیف۔۔"براق جلدی سے بولا۔

"پریسا کے بیان کے مطابق وہ شمس صاحب کے گھر سے چلے جانے کے بعد،آئی تھی۔اس کے بالوں پر خون لگا ہوا تھا۔۔لیکن وہ زخمی نہیں تھی۔پریسانے اس کے لئے کھانا گرم کیا،اس

www.novelsclubb.com

دوران وہ کمرے میں تھی، جب وہ باہر آئی تو اس نے اسے کھانے کی دعوت دی اور وہ دونوں باہر رکھی ٹیبل پر بیٹھ گئی۔۔۔انسپیکٹر بولتے ہوئے کھوجتی نگاہوں سے براق کو دیکھتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف آہستگی سے بڑھا۔ پیچھے کھڑے لیب ورکر نے پلاسٹک کے پیکٹس جس میں اس نے مختلف اشیا ڈالی تھیں ایک ایک کر کے سیاہ بیگ میں ڈالنا شروع کئے۔ کمرے کی کھڑکی اب بند تھی، پردے ساکت تھے، اور صبح کی روشنی ان میں سے نکل کر کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ براق انسپکٹر کے پیچھے پیچھے باہر آگیا۔

"ایلیف نے کھانا کھانے سے منع کیا تو اس دوران وہ اٹھ کر اس کے لئے فروٹس لینے کچن میں گئی ۔۔پھر انسپیکٹر نے پلٹ کر براق کی طرف دیکھا، جس کی نظریں چمکنے سی لگی تھیں گویا اسے کوئی جواب مل گیا ہو اور تیزی سے بولا۔

"تب ایلیف نے۔۔۔اس کے کھانے میں وہ sedative ملائی ہو گی، اور وہ اتنی گہری نیند سوئی کہ کسی قسم کی کوئی آواز نہ سن پائی۔" وہ بولتے بولتے رکا آنکھوں میں ابھرتی چمک جھج سی گئی "لیکن یہاں پھر بھی کچھ مسنگ ہے۔ جس کلہاڑی سے ضرب لگائی گئی ہے، اور جتنی گہری

www.novelsclubb.com

چوٹ لگتی ہے،دیکھا جائے تو وہ ایلیف جیسی کمزور عورت کا کام نہیں لگتا۔۔۔اور اگر یہ کام اس نے کیا ہے تو وہ بھاگی کیوں نہیں۔۔اس کے پاس قتل کے بعد سے صبح تک اچھا خاصا وقت تھا!!!"

"ہوں۔۔۔!!"انسپیکٹر نے سر ہلایا۔دفعتا اس کا فون بجنے لگا،پینٹ کی جیب سے فون نکال کر اس نے کان سے لگایا۔"ہاں۔۔۔بولو۔۔۔!!!"

"سر کلہاڑی سے جو فنگر پرنٹس ملے ہیں۔۔۔بائیو میٹرک ٹیسٹنگ کے بعد ایڈم نامی شخص سے میچ ہو رہے ہیں،جس نے کچھ دن پہلے ہی شمس صاحب سے ان کا کاٹیج خریدا ہے،کیمرے کی ریکارڈنگ میں۔۔۔یہ شخص رات ۸ بجے کے قریب کاٹیج میں داخل ہوا تھا۔ٹھیک اس وقت جب پریسا کھڑکی کی طرف ایلیف کو دیکھنے گئی تھی،دونوں طرف کی کیمرا ریکارڈنگ چیک کی جا چکی ہیں۔۔"

www.novelsclubb.com

"۔۔۔میں کچھ ہی دیر میں پراسیکیوشن آفس پہنچ رہا ہوں۔۔یہاں پر ویسے بھی کام ہو چکا ہے۔۔ تم کسی کو ایڈم پر نظر رکھنے کے لئے کہو۔۔لیکن اسے بھنک نہیں پڑنی چاہیئے"فون بند کر کے انسپیکٹر نے براق کو مخاطب کیا۔

جب تک انویسٹیگیشن پوری نہیں ہو جاتی، کاٹیج میں کسی بھی طرح کا آنا جانا مکمل بند کر دو"

"یس سر۔۔میں انفارم کر دیتا ہوں"،، براق تیزی سے سیڑھیاں اترتا کاٹیج سے باہر آیا۔

پھر اس نے یاسمین کنعان کے گھر کی جانب قدم بڑھائے جو کاٹیج کے عین مقابل کچھ ہی قدم کی دوری پر تھا۔باہر پھیلی نرم نرم دھوپ بھلی سی لگتی تھی۔

یاسمین کنعان کے گھر کی نچلی منزل کی کھڑکی سے اندر جھانکو تو، کمرے میں موجود نفوس غم سے بھاری دل لئے ارد گرد بیٹھے تھے۔کھڑکی کے پاس رکھے بستر پر داریا اور یاسمین شب خوابی کے لباس میں بیٹھی تھیں،ان کے چہرے رونے کے باعث سرخ تھے۔داریا ٹشو سے ناک پونچھتی ہاتھوں پر چہرہ گرا کے ہچکیاں لینے لگی، تو یاسمین نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر اسے ساتھ لگایا۔ پھر داریا سے نظریں ہٹا کر پریسہ کو دیکھا۔آدھے بالوں کو پیچھے چھوٹے سے کیچر میں سمیٹے، باقی

بال اس کے کندھوں پر پیچھے پھیلے تھے۔شرٹ ٹراؤزر پر اس نے ڈھیلا ڈھالا سا آگے سے کھلا آسمانی رنگ کا سویٹر پہن رکھا تھا۔اس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری ساکت تھا،حزن و ملال کی تصویر بنی وہ کرسی پر دو گھنٹوں سے اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔اس کی آنکھیں سوج کر سرخی مائل تھیں۔جن میں ویرانیوں کا عکس صاف دکھ رہا تھا۔وہ شمس صاحب کے کمرے کا حال دیکھنے کے بعد یاسمین کے گھر دوڑ کر آئی تھی۔انہوں نے ہی پھر پولیس کو اطلاع دی تھی۔ مسلسل روتے رہنے کے باعث اس کی آنکھوں کی سطح خشک ہو چکی تھی۔یاسمین اٹھ کر اس کے قریب آئی،

"پریسہ۔۔۔۔۔وہ عورت۔۔شائد اس کے بیان سے کچھ معلوم ہو جائے۔۔۔مجھے لگتا ہے انہیں زخمی کر کے اغوا کیا گیا ہے"انہوں نے اس کا ساکت چہرہ تکتے ہوئے کندھا ہلایا،"دیکھنا پولیس انہیں کچھ ہی دنوں میں ڈھونڈ نکالے گی۔۔تم کب سے ایسی بیٹھی ہو کچھ تو بولو۔۔۔"

دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی تو یاسمین چونکیں،انہوں نے پہلے پریسہ کو دیکھا اور پھر پلٹ کر دار یا کو،جواب سیدھی بیٹھی چہرہ اٹھائے آنکھیں پونچ رہی تھی۔یاسمین پریسہ کے پہلو سے اٹھ کر

،کمرے سے نکل گئیں،ان کا رخ دروازے کی جانب تھا۔گلا کھنکھار کر انہوں نے سرخ ہوتے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کیا اور ہینڈل پر ہاتھ جما کر دروازہ کھول دیا۔سامنے براق کھڑا تھا۔اس نے سلام کیا تو یاسمین نے نا سمجھی بھرے انداز میں سر کو خم دے کر جواب دیا۔

"اللہ آپ کو اس مشکل گھڑی میں ہمت دے،اس ناگہانی موت پر ہم سب آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔۔نہایت ہی افسوسناک حادثہ ہے،ہم قاتل کو ڈھونڈنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں"

"براق۔۔۔"یاسمین نے دونوں ہاتھ پریشانی میں مسلتے ہوئے اسے پکارا"ہو سکتا ہے وہ اغوا ہوئے ہوں،کسی نے ان کی لاش نہیں دیکھی۔۔"ان کی آنکھیں نم ہوئیں تو انہوں نے چہرہ جھکا کر آنکھیں مسلیں۔پھر چہرہ اٹھایا تو آواز ناہموار تھی۔"انہیں زخمی کر کے اغوا کیا گیا ہو گا"اور منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے خود کو ہچکی لینے سے روکا۔

www.novelsclubb.com

"آنٹی۔۔!!ان کی موت ہو چکی ہے، جس اوزار سے ان پر وار کیا گیا ہے،اس پر انکے سر کے بال ہیں،اور وہ آدھا خون آلودہ تھا،ایسے حملے کے بعد زندہ رہنا ممکن نہیں، باقی جتنا ان کا خون بہہ چکا ہے اس کے بعد شائد موقع پر نہیں لیکن، کچھ ہی دیر میں وہ چل بسے ہونگے۔۔۔۔۔پھر ایک گہری سانس لی۔۔"البتہ ان کی لاش غائب ہونے کی وجہ جاننے کی ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔"۔اللہ آپ کو صبر دے، ہم اندر آنا چاہتے ہیں، کاٹیج میں آنے والی کل رات کی مہمان کے بال بھی شمس صاحب کے کمرے سے ملے ہیں۔بظاہر لگتا ہے کہ ان کا قتل سے کوئی تعلق ہو" یاسمین چونکتے ہوئے ایک دم ایک طرف کو ہوئیں۔ان کی آنکھیں پھیل سی گئی، حیرت سے کھلتے منہ پر ہاتھ رکھتے،انہوں نے جلدی اپنی بھیگی آنکھیں صاف کیں اور ان کے پیچھے اندر لپکیں۔

www.novelsclubb.com

"ابھی ان کے خلاف کچھ ثابت نہیں ہوا۔۔۔۔لیکن بحر حال مرڈر کی سسپیکٹ ہیں وہ،" پھر وہیں رک کر ان کی طرف پیچھے پلٹ کر وہ بولا "کاٹیج پولیس کی کسٹڈی میں ہے،اس طرف کوئی نہ جائے تو بہتر ہے۔۔" یاسمین نے اثبات میں سر ہلایا تو براق پلٹ کے آگے بڑھ گیا۔وہ اب اسی کمرے کی چوکھٹ میں کھڑا تھا، جس میں داریا اور پریسا تھیں۔وہ اندر کمرے میں آیا اور کرسی میں

بیٹھ گیا،ان سے تعزیت کرنے کے بعد اس نے پریسہ کو دیکھا،کچھ دیر وہی کھڑا رہا،اس نے اس کی کسی بات پر جواب نہیں دیا تھا،بس خالی نظروں سے اسے دیکھ کر دوبارہ کھڑکی پر نظریں جمادی تھیں،وہ دکھ بھری سانس بھرتا اٹھ کر باہر آگیا۔

"چلو داریا،تم باہر آجاؤ،پریسہ کو آرام کرنے دو،اس کی طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہے،میں ناشتہ بنالیتی ہوں۔ان کی آواز زبھاری سی تھی۔داریا اٹھ کر کمرے سے باہر چلی آئی تو یاسمین نے اس کے پیچھے دروازہ بند کر دیا،پریسا کی نظریں کھڑکی پر جمی تھیں،کھڑکی یادوں کے دھوئیں میں غائب ہوتی گئی،اس کی جگہ شمس صاحب کے کمرے نے لے لی۔

"دیدا آپ تو کہیں نہیں جائیں گے نا۔۔!!!" کمرے میں اس کی اپنی آواز گونجی تھی۔

www.novelsclubb.com

میں بھلا اس عمر میں کہاں جاؤنگا۔۔ان کی آواز پر اس کے لب کانپے اور اس جملے کی بازگشت دور دور تک پھیلنے لگی،اس نے پیر اٹھا کر کرسی میں رکھے اور گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔اس کی آنکھوں سے آنسو پھسل کر گالوں پر پھیلنے لگے۔پھر اس نے چہرہ اٹھا کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی،اس کی نظریں چھت پر جمیں،آنسو سے تر چہرے پر ایک اداس مسکراہٹ پھیلی،پھر کمرے میں اس

کی کانچ کی ٹوٹی، کرچیوں سی ہنسی گونجی،(توثابت ہوا پریسہ کنعان۔۔۔کہ تم انتہائی بد قسمت ہو۔۔تمہاری دوستی انہی آنسوؤں سے ہے، تمہیں خوش رہنے کا کوئی حق نہیں ہے)اس نے سختی سے لب بھینچ ڈالے اور آنسو کے ریلے تیزی سے اس کے گال بھگونے لگے ایسے جیسے اس کا چین ،سکون سب ساتھ لئے جارہے ہوں،اس نے درد سے دکھتے سر کو تھاما اور اس کا جسم باآواز بلند ہچکیوں سے لرزنے لگا۔

♦♦♦

بیک باس بیکری میں معمول کے مطابق گاہک آجارہے تھے۔فردوس خاتون گھنگریالے بالوں کو تکونی رومال میں لپیٹے، سیڑھیوں میں نمودار ہوئیں تو کسی کسٹمر کو کوکیز کا لفافہ دیتی علائیزہ کی نیند سے بوجھل آنکھیں ان کی جانب اٹھی۔اور اس کے چہرے پر چھائی بے زاری ایک دم غائب ہو گئی۔اس نے اپنا ایپرن اتار کر دیوار پر لگے ہینگر میں ٹانگا اور کاونٹر پر پڑے چارج ہوتے فون کو اٹھالیا۔کچھ عورتیں وہیں کرسیوں پر اپنے آرڈر کے انتظار میں بیٹھیں گپیں لگا رہی تھیں۔اس نے ایک بیزار سی نظر ان پر ڈالی اور سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی۔کمرے میں آکر اس نے پردے کھینچ کے برابر کئے۔یہ اس کے آرام کرنے کا وقت تھا۔کھڑکی سے آتی ہلکی پھلکی دھوپ بارش

کے باعث پھیلی ٹھنڈ کو کم کرنے سے قاصر تھی۔بستر پر پھیل کر لیٹتے ہی اس نے فون کی سکرین روشن کی،پریسہ کی رات کو دو مسڈ کالز آئی ہوئی تھی،اس کے نیچے ہی انسٹا گرام کے میسیج کا نوٹیفیکیشن تھا۔اس نے پریسہ کو بعد میں کال کرنے کا سوچ کر انسٹا گرام کا انباکس کھولا اور اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی، براق کی چیٹ میں نیا میسیج اس کا منہ چڑا رہا تھا۔وہ چونک کر اٹھ بیٹھی۔اس نے تیزی سے چیٹ کھولی اور وہ دھک سے رہ گئی،رات والا اس کا میسیج اسے جا چکا تھا۔اس نے خفت سے چہرے پر ہاتھ پھیرا،اس میسیج کو دیکھنے کی ہمت اس میں نہیں تھی، آنکھوں سے ڈرتے ڈرتے انگلیاں ہٹا کر اس نے چوروں سے انداز میں فون سکرین کو دیکھا۔

"تو تمہیں میرا اکاؤنٹ کیسے ملا، کیا تم مجھے stalk کر رہی تھیں"۔۔۔علائیزہ نے تکیہ اٹھا کر زمین پر دے مارا(اسے لگا جیسے براق کو اس کے دل کا حال معلوم ہو چکا ہو)۔"اف ما م۔۔!!!!!!کیا ضرورت تھی میرا فون چھیننے کی" سر ہاتھوں میں تھامے وہ فون کو تک رہی تھی۔اب وہ اسے کیا جواب دے،اس کے زہن میں کچھ نہیں آرہا تھا۔۔۔کچھ سوچتے ہوئے اس نے ایک الجھن بھری سانس خارج کی اور میسیج باکس میں میسیج ٹائپ کیا۔"آپ کا اکاؤنٹ

suggestion میں آرہا تھا، تو میں نے سوچا چیک کرلوں" پھر کچھ دیر میسیج کو تین چار بار پڑھا (کتنا بے تکا میسیج لگ رہا ہے یہ۔۔) منہ بگاڑتے ہوئے اس نے سینڈ کا بٹن دبا دیا۔

(کسی قسم کی کوئی پرائیوسی ہی نہیں ہے اس گھر میں، مجھے اس گھر میں پیدا ہی نہیں ہونا چاہئے تھا۔۔) اترا ہوا منہ لئے اٹھ کر اس نے تکیے کو دو تین لاتیں رسید کی اور ایک ہاتھ کمر پر رکھتے پریسا کا نمبر ملایا۔ فون کان سے لگائے وہ گھنٹی سن رہی تھی، اس کا فون بند نہیں تھا، (مگر وہ اٹھا کیوں نہیں رہی) اس نے ایک دو مرتبہ پھر کوشش کی۔ (یقینا یہ مجھ سے رات فون نہ اٹھانے کا بدلہ لے رہی ہے) پریسہ اور اس کا غصہ ہمیشہ اسے ہار ماننے پر مجبور کرتا تھا۔ "۔ مجھے شام میں ملنے ہی جانا پڑے گا" خود سے ہمکلام ہو کر فون سائڈ ٹیبل پر رکھ کے اس نے نیچے پڑا تکیہ اٹھایا جس کی شکل اس کے کئے جانے والے تشدد پر بگڑ چکی تھی۔ تکئے پر ایک دو دھموکے رسید کرتے اس کا حلیہ درست کر کے بستر پر رکھ کر وہ لیٹ گئی۔ آج اتوار تھا اسکول کی ویسے بھی چھٹی تھی اسے کچھ دیر آرام کر کے پریسہ کے گھر جانا تھا۔ اس نے بلینکٹ اوڑھ کر سکون سے آنکھیں موند لیں۔ اگر صرف وہ یہ جان جاتی کہ اس کی دوست اس وقت کس حالت میں تھی تو کبھی ایسے سکون سے سو نہیں پاتی۔

♦♦♦

یہ دوپہر کا وقت تھا، شفاف نیلے آسمان سے زمین پر اترتی سورج کی نرم نرم سنہری کرنیں شہر موسٹر کے اس علاقے کو سینک رہی تھیں۔یورو سیل فون سٹور کے سامنے کھڑی بھاری بھر کم جسامت کی ایک لڑکی ہاتھ میں ڈونٹس کے ڈبے کا شاپر تھامے فون پر بات کرتے وقت بولتے بولتے شاپر والا ہاتھ بھی ہلاتی جا رہی تھی۔وہ تھکی ہوئی اکتائی ہوئی سی لگتی تھی۔"میرا دل چاہ رہا ہے میں یہ جاب چھوڑ دوں مریم۔۔!!"بولتے بولتے اس نے ایک لحظے کو ان صاف شفاف سیاہ ڈبل سڑکوں کو دیکھا جس کے اس پار قطار در قطار ہر قسم کی شاپس تھیں۔کچھ بچے اپنی سائیکلوں کے ہم رنگ ہیلمیٹ پہنے، سڑک کی سائڈ پہ بنے سائیکل ٹریک پر کھڑے تھے،اس نے الجھتے ہوئے فون پر دوسری طرف سے کوئی بات سنی اور سر جھٹکتے ہوئے بول اٹھی "تم مجھے کبھی نہیں سمجھو گی، میں آ رہی ہوں کچھ ہی دیر میں"۔بے بس سی سانس لے کر،اس نے اپنی دائیں جانب نظر ڈالی،ابھی اسے تقریبا پانچ منٹ اور چلنا تھا،اگر اسے کہیں اور جاب مل جائے تو وہ ضرور یہ جاب **چھوڑ** دے گی،کال ڈسکنکٹ کرتے اس نے ایک گہری سانس اندر اتاری اور فون جیب میں ڈال کر قدم آگے بڑھا دئے۔۔کچھ ہی دیر بعد وہ Inner Space کمپنی میں اپنی

ڈیسک کے پیچھے رکھی ریوالونگ چیئر میں بیٹھی گھونٹ گھونٹ پانی پی رہی تھی۔اس کے گردوپیش میں اسی طرح کے ڈیسکوں کے پیچھے کھڑے افراد کارٹنز میں اپنا سامان آفس ڈیسکس سے اٹھا اٹھا کر ڈال رہے تھے ان کے ہاتھ میں اس کے لائے ہوئے ڈونٹس تھے جن کو وہ مزے لے لے کر کھا رہے تھے۔چہرے اس لڑکی کے برعکس، پرجوش دکھائی دیتے تھے۔ڈیسک پر رکھا ڈونٹس کا ڈبہ آدھا خالی ہو چکا تھا۔اس لڑکی نے بوتل پر ڈھکن بند کر کے ڈبے سے ایک ڈونٹ نکال کر اسے بند کیا، اور دونوالوں میں ہی ڈونٹ نگل گئی۔

"تم لوگوں کو نہیں لگتا، یہ کمپنی یہاں سے شفٹ کر کے باس بے وقوفی کر رہے ہیں۔۔؟؟انگلی پر لگا چاکلیٹ چاٹتے اس نے اپنے کولیگز کو دیکھا۔کچھ گردن موڑ کر اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"ماریا لگتا ہے تم نے وہاں کی تصویریں نہیں دیکھی، کتنا پیارا علاقہ ہے، مجھے تو جاگنگ کے لئے کسی پارک جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، وہیں کر لونگی۔اس سے چند قدم کی دوری پر زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی مریم جو دیوار کے پاس رکھے شیلف سے سامان نکال رہی تھی نے بنا

www.novelsclubb.com

اس کی طرف دیکھے پر جوش ہوتے ہوئے کہا۔ کل رات باس نے انہیں اطلاع دے دی تھی کہ وہ اپنا سامان پیک کر سکتے ہیں، پھر شفٹنگ کے باعث ان کی چند دن کی چھٹیاں ہو نگی۔

"لیکن میرے گھر سے کتنا دور پڑھ رہا ہے وہ ایریا، مجھے تو ایک گھنٹہ لگ جائے گا پہنچتے پہنچتے، میں تو تیز تیز چل بھی نہیں سکتی"

"تم اپنا وزن تھوڑا کم کیوں نہیں کر لیتیں ماریا" احمد نے اپنے کارٹن پر ٹیپ لگا کر، ٹیپ کو قینچی سے کاٹتے ہوئے کہا پھر مریم کی جانب دیکھ کر ٹھٹکا، جو ماریا کے عقب میں ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید ایسا کچھ بولنے سے منع کرنے لگی۔ اس نے نا سمجھنے والے انداز میں بے نیازی سے کندھے اچکائے۔ اس کی بات سنتے ہی ماریا کرسی سے اٹھی اور انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں لگتا ہے میں موٹی ہوں، تو اس لئے کہ میں ایسا چاہتی ہوں؟؟ یعنی تمہارے خیال میں میں نے کبھی کوشش نہیں کی ہو گی یہ موٹاپا کم کرنے کی۔۔۔ ابھی بھی میں ڈائٹ پر ہوں" آفس میں موجود افراد سر جھٹک کر زیر لب مسکراتے اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے، وہ ہمیشہ ڈائٹ پر ہی ہوتی تھی۔ ایسی ڈائٹ جو انہیں کبھی دکھائی نہ دی تھی۔ اس موضوع پر اس سے بات کرنا

شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے جیسا تھا۔دفعتاً آفس روم میں ایڈم داخل ہوا،اس نے سفید شرٹ اور نیوی بلیو پینٹ پہن رکھی تھی۔پیروں میں سفید سنیکرز تھے،سفید شرٹ میں اس کی گندمی رنگت دب رہی تھی۔"تم ڈائٹ پر ہو ماریا۔۔؟؟؟۔۔۔تو یہ ڈونٹس۔۔؟؟اس نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھے،پھر جیسے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔اوہ رائٹ۔۔یقیناً یہ تمہاری cheat meal ہے۔۔لیکن ڈائٹ کے ساتھ ساتھ ایکسر سائیز بھی لازمی ہونی چاہیئے،"وہ قدم قدم چلتا آفس کے وسط میں آکھڑا ہوا،اور ان کے کارٹنز کو جائیزہ لیتی نظروں سے دیکھتا،ایک ورکر کی ڈیسک سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔"اب جبکہ کمپنی شفٹ ہو رہی ہے تو تمہاری بس میں چڑھتے اترتے ،وقت پر پہنچنے کے لئے تیز تیز چلتے اور،جہاں بس نہیں چلتی وہاں سے پیدل کمپنی تک جاتے جاتے کافی اچھی ایکسر سائیز ہو جائے گی۔میرے خیال میں یہاں سے شفٹ ہونے کا اتنا فائدہ کمپنی کو بھی نہیں ہو گا،جتنا تمہیں ہونے والا ہے۔"پھر مسکرا کر ایک گہری سانس اندر اتارتے اس نے دونوں ہاتھ آپس میں رگڑے،"تو اپنا یہ موڈ ٹھیک کرو اور پاس والے کیفے سے میرے لئے کافی لے کر آؤ،میں آفس میں انتظار کر رہا ہوں۔۔"ماریا کا منہ حیرت کے مارے کھل گیا۔

"لیکن۔۔۔لیکن۔۔سر یہ کام تو ابراہیم کا ہے"اس نے ڈرتے ڈرتے اپنی موٹی موٹی انگلیاں مروڑیں۔

"تو کیا یہ بات مجھے نہیں معلوم۔۔"اس نے چہرے پر غصیلا تاثر پھیلاتے ہوئے بھنوئیں اکھٹی کیں،"یہ تمہاری سزا ہے،کیوں کے تم صبح آفس آتے ہوئے ریزائن دینے کا سوچ رہی تھیں" پھر اس نے اس کے ہڑبڑاتے چہرے کے سامنے چھٹکی بجائی،" Coffee in my office..۔۔۔برزو(جلدی)۔۔!!!۔ان کا باس آفس سے باہر نکل چکا تھا۔ماریا کہ علاوہ سب ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔جبکہ اپنی ڈیسک کے پیچھے کھڑی ماریا جھٹکے سے مریم کی جانب مڑی۔اس کے براؤن ڈائے کئے ہوئے بال جو مسلسل آئرن ہونے کے باعث روکھے سے ہو چکے تھے،لہرا کر اس کے دائیں کندھے پر گرے،آنکھیں چھوٹی کئے وہ کسی خونخوار بلی کی طرح مریم پر جھپٹی۔

"تم نے بتایا ہے نا باس کو۔۔۔۔!!!کہ میں ریزائن دینے کا سوچ رہی تھی،کتنی پیٹ کی ہلکی ہو!!!،تم کیسے کولیگز کے درمیان کی پرائیوسی violate کر سکتی ہو"اس کا ہاتھ مریم کے

گریبان پر تھا۔ مریم نے اس کے موٹے بھاری ہاتھ پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنا چاہا۔ ”نہیں واللہ میں نے کوئی بات نہیں کی، باس نے یہ بات خود سے کہی ہے، میں بھلا یہ بات باس سے کیوں کرونگی، اور وہ بھی تب جب مجھے معلوم ہو کہ تمہارے لئے ریزائن دینا ممکن نہیں، تم نے کمپنی کے شفٹ ہونے کی نیوز پر جوری ایکشن دیا تھا، انہیں اس سے لگا ہوگا“

ماریا نے چھبتی آنکھوں سے اسے گھورا اور اس کی گردن چھوڑی۔ مریم گردن مسلتی ہوئی منہ پھلا کے بیٹھ گئی۔ ماریہ آفس سے نکل کر باہر آئی اور سامنے ایڈم کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے منہ چڑایا، پھر ایک دم بھاری بھرکم جسم لئے وہاں سے بمشکل بھاگی، مبادا اسے معلوم نہ ہو جائے کہ وہ اسے دروازے کے اس پار سے منہ چڑا رہی ہے۔ اندر لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا ایڈم کا ٹیچ کا نقشہ کھولے ہوئے تھا۔ وہ ہر کمرے کے نقشے کے اوپر نیلے ٹیکسٹ سے آفس ڈیپارٹمنٹس مختص کئے جا رہا تھا۔ دفعتاً اس کی لیپ ٹاپ کو دیکھتی نظریں کسی سوچ میں الجھیں۔ پریسا کا غصے سے تمتماتا سرخ چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا، اور اس کے لبوں پر ایک شیطانی سی مسکراہٹ پھیلی۔ اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

"ضرور اسے اپنا کمرہ سب سے زیادہ عزیز ہو گا، جتنی اس نے میری بے عزتی کی ہے، اس کا بدلہ لینے کے لئے یہ صحیح رہے گا۔ سیدھا ہوتے ہوئے پریسہ کے کمرے کے نقشے پر اس نے " to be renovated" لکھا۔ اس کمرے کا نقشہ وہ پوری طرح بدل دے گا۔ یہ کمرہ اب اس کا تھا۔ وہاں کسی پریسہ کنعان کو نہیں رہنا تھا۔ اب وہ اسے یہ نہیں کہ سکتی تھی کہ میرے گھر سے باہر نکلو۔ دروازے پر ہونے والی دستک پر اس نے چہرے پر سنجیدگی پھیلائی، اور "یس کم ان" کہتا دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا، چہرہ ایسے ہوا جیسے وہ کبھی زندگی میں مسکرایا تک نہ ہو۔

♦♦♦

موسٹر شہر کے کسی علاقے میں لوگ اپنے معمول کے کاموں میں مصروف تھے، یہ علاقہ موسٹر کے باقی علاقوں سے کچھ مختلف تھا۔ یہاں پر گھروں کی تعمیر کئی منزلہ تھی، تکونی چھتیں سرمئی اینٹوں کی تھی جبکہ گھروں کی بقیہ دیواریں بھوری اینٹوں سے بنی تھیں، کھڑکیوں کے فریمز اور گھروں کے دروازے سفید تھے۔ ایسے میں اس چوڑی سی پتھروں کی روش پر ہوا سے پتے بکھرتے دور تک پھیلے، دونوں اطراف پر بنے ان اونچے گھروں میں سے ایک، کی تیسری منزل کی کھڑکی کے اس طرف، کھڑا شخص باہر کے منظر پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کے عقب

میں کمرے کے سادہ فرنیچر کو نفاست سے ترتیب دیا گیا تھا، کمرے کی ترتیب کے برعکس اس کے ذہن میں انتشار پھیلا ہوا تھا چہرے پر افسوس بھری شرمندگی تھی۔اس کے آسٹریلیا جانے کے شوق نے اس کے باپ کا کافی نقصان کر ڈالا تھا۔اگر وہ نہ جاتا تو چیزیں ویسی نہیں ہوتیں جیسے اب تھیں،اسے پھر سے ڈیڈ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑتا۔وہ کھڑکی سے پلٹ کر کمرے کے وسط میں رکھے بے شکن بستر پر بیٹھا،اور گھٹنوں پر کہنیاں ٹکا کر سر ہاتھوں پر گرا دیا۔جو سزا ڈیڈ نے اسے دی تھی وہ اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔اسے ایک ہی شہر میں گھر سے دور رہنے پر وحشت ہوتی تھی،ڈیڈ اور مام کی موجودگی ہی اسے گھر کا احساس دلاتی تھی،اس کا کوئی فرینڈ سرکل نہیں تھا جن کے ساتھ وہ گھر سے باہر وقت گزارتا،اس نے ہمیشہ خود کو لوگوں سے الگ تھلگ محسوس کیا تھا، جیسے وہ کسی اور ہی دنیا کی مخلوق ہو۔اس نے بستر کی سائیڈ ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے سنہری باریک فریم کے چشمے نکال کر پہنے، پھر ڈریسنگ ٹیبل کے مقابل کھڑے ہو کر ہیر جیل کی بوتل اٹھائی،ہاتھ میں کچھ جیل لینے کے بعد اب وہ اپنے بھورے بالوں پر لگا رہا تھا،اس نے ڈھیلی سی سفید لائننگ والی سرمئی شرٹ پہن رکھی تھی۔(وہ گھر سے دور نہیں رہ سکتا تھا،اسے جلد از جلد ڈیڈ کے لئے کچھ کرد کھانا تھا۔جس سے اسے گھر جانے کی

اجازت مل جاتی۔تاکہ وہ ڈیڈ کو ثابت کر سکے کہ وہ ان کی طرف سے بے فکر نہیں تھا،وہ ان سے محبت کرتا تھا،اور اپنے آسٹریلیا جانے پر پچھتا رہا تھا)اس نے جیل لگے بالوں میں احتیاط سے برش پھیر کر بالوں کو پیچھے جمایا،اس کے سفید چہرے کے پھیکے نقوش اب پہلے کی طرح تنے ہوئے نہیں تھے۔

"میں روٹا ٹیلیو کے فلن سے بھی اچھا سوپ بنا لیتی ہوں۔۔!!"

پریسہ کی کھنکھتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں گونجی،اور مسکراتا ہوا چہرہ اس کے ذہن کے پردے پر لہرا سا گیا۔وہ بے اختیار ہنس دیا۔پھر اس کی نگاہ شیشے میں اپنے مسکراتے عکس پر پڑی، اور اس نے اپنی ہی آنکھوں میں جھانکا۔(اگر وہ ڈیڈ سے پریسہ کے لئے بات کر لے۔۔۔)پھر مڑ کے ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگا کر وہ کسی گہری سوچ میں گم دکھائی دینے لگا۔(لیکن اس سے پہلے مجھے ڈیڈ کو منانا پڑے گا۔۔۔)لب کاٹتے اس کی آنکھوں میں کشمکش سی تھی۔دونوں ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل پر جمائے اس کا رخ کھڑکی کی جانب تھا۔کھڑکی سے ہلکی ہلکی ہوا اندر آ رہی تھی۔ دفعتاً اس کا فون بجنے لگا تو ہیئر برش واپس اپنی جگہ رکھ کر اس نے،سفید پینٹ کی جیب سے فون

www.novelsclubb.com

نکالا۔فون کی سکرین پر داریا کا نام جگمگا رہا تھا اس نے پر سوچ نظروں سے سکرین کو دیکھا جیسے زہن میں کچھ حساب کتاب کر رہا ہو، پھر کال لیں کی تو دوسری طرف سے داریا کی روتی آواز پر چونکا۔

داریا۔۔۔!!! تم رو رہی ہو۔۔۔ خیریت ہے۔۔ کیا ہوا ہے۔۔؟؟اس کے چہرے پر پریشانی سی پھیلی۔

ایمر۔۔۔ایمر۔۔۔وہ ہچکیاں لیتی رو رہی تھی،۔۔انکل کا مرڈر ہو گیا ہے۔!!!

اوہ!!!،وہ ایک دم سیدھا کھڑا ہوا۔یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔؟؟۔۔جلدی سے سائیڈ ٹیبل سے چابیاں اٹھاتا،کان سے فون لگائے۔۔زینوں کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

"تم رومت میں آرہا ہوں بس دو منٹ میں۔۔۔"گھر کا داخلی دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا۔کال کاٹ کر اس نے فون واپس جیب میں ڈالا اور دائیں جانب کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے پہلا خیال اسے پریسہ کا آیا،اس کے چہرے پر ایک سایہ سا پھیلا،ہونٹ بھینچتے ہوئے اس نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔

♦♦♦

ٹھنڈی ہوا سے Hotel Grand کے پس منظر میں کھڑے تناور گھنے درختوں کے پتے لہرا رہے تھے۔آسمان سے آتی دھوپ کو بادل کبھی روکے رکھتے تو کبھی زمین پر پہنچنے دیتے۔ایسے میں ہوٹل کی نچلی منزل پر اس طویل راہداری میں ایک فیشن ایبل سی لڑکی، تیز تیز چلتی لفٹ کے دروازے کے مقابل آکھڑی ہوئی، دروازہ کھلا تو لفٹ سے چند افراد نکلے۔ان کے نکلتے ہی وہ لفٹ میں آکھڑی ہوئی،اس کے سیاہ کندھوں تک آتے سلکی بال،اس کی ہر ہر حرکت پر لہرا سے جاتے تھے۔اس نے سفید رنگ کا بلاوز اور سیاہ لیدر سکرٹ پہن رکھی تھی۔دونوں ہاتھوں میں تھامے سکرٹ سے ہم رنگ لیدر بیگ کو ایک ہاتھ میں منتقل کرتے دوسرے ہاتھ سے اس نے لفٹ کی دیوار میں نصب ہندسوں میں سے دو کا ہندسہ دبایا۔اس کے سیاہ جوتوں پر لفٹ کے بلب کا عکس پڑتا انہیں چمکا رہا تھا۔دروازہ بند ہوا تو وہ لفٹ کے دروازے کو دیکھتے ہوئے اپنی منزل کا انتظار کرنے لگی۔چند منٹ بعد وہ داؤد سلطان کے سوئیٹ میں میز کے گرد رکھے صوفوں میں سے جوزف اور طارق کے مقابل بیٹھی تھی، جبکہ ڈینئیل کچن میں کھڑا آرڈر کئے جانے والے کھانے کو پلیٹس میں سجا رہا تھا۔

"داؤد کہاں ہے۔۔۔!!" گردوپیش کا جائیزہ لینے پر ڈینئیل کی طرف گردن گھما کر روزی بولی ،ٹرے اٹھائے ان کی طرف آتے ڈینئیل نے چہرے سے اس کے کمرے کی طرف اشارہ کیا، پھر ٹرے شیشے کی میز پر رکھتے ہوئے بولا۔

"ہمارے مسٹر باس رات کو مشن پر اور دن کو اپنے کمرے میں پائے جاتے ہیں، دن کے وقت انہیں کوئی ڈسٹرب نہیں کر سکتا۔۔ حتی کے۔۔۔!! لہجے کو سرگوشی میں بدل کر۔۔۔ دستک دینے کی اجازت بھی نہیں۔۔ پھر کھل کر مسکرایا، اس کی سیاہ رنگت پر سفید دانت موتیوں سے چمک اٹھے۔ "اوہہہہ۔۔۔ ہونٹ گول کرتے روزی نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے ٹرے میں سے پلیٹیں نکالیں۔ "تو یعنی ہمیں سب کچھ خود ہی ڈسکس کرنا پڑے گا۔۔۔!! روزی نے بھی سرگوشی میں جواب دیتے ہوئے آہستگی سے پلیٹس سب کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے رکھیں۔ جوزف جمائیاں لیتے ہوئے اپنے سرخ بالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ جبکہ پانی پیتے طارق نے دونوں کو چھبتی نظروں سے دیکھا اور گلاس میز پر رکھا۔ "۔۔۔ کوئی آواز نہیں جا رہی اندر ۔۔۔ پھر چہرہ کمرے کی طرف اونچا کر کے تقریبا چلاتے ہوئے بولا۔۔ "بادشاہ سلامت کی نیند میں خلل نہیں آئے گا، اور پھر ان دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے جھڑکا۔

"ٹھیک سے باتیں کرو۔۔۔!!اونچی آواز میں۔۔۔۔ڈرپوک۔!!"زیر لب ان دونوں کو کوستے وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔اندر کمرے میں داؤد نے جو شاور لینے باتھ روم جا رہا تھا باہر سے آتی طارق کی آواز پر بھنوئیں پھیلائیں۔دفعتا اس کا فون بجنے لگا۔سکرین پر عالیجا لکھا ہوا چمک رہا تھا ۔اس نے فون کان سے لگایا،اور چلتے چلتے بیڈ تک آیا۔

"تمہارے پکڑے گئے ہرن نے فرار ہو کر ساری دعوت کا ستیاناس کر دیا۔۔۔!!!!"

"کوئی شکار کا سارا کریڈٹ خود کو جو دے رہا تھا،نیت میں فتور ہو تو ایسا ہی ہوتا ہے، بائے داوے تم نے کیا کیا،چوزے کھلائے دوستوں کو۔۔"داؤد زیر لب مسکرایا۔

"اوں ہوں۔۔اپنی عزت رکھنی تھی یار۔۔۔بڑی مشکل سے دوسرے ہرن کا بندوبست کیا۔۔ویسے تمہیں کیا لگتا ہے وہ کوئی جن زاد تھی۔۔؟؟"اسماعیل کی آواز میں پراسرار ہوئی۔

"تم نے کیمرا ریکارڈنگ ڈیلیٹ کیں۔۔؟؟"اس کی نگاہ سائیڈ ٹیبل پر رکھی ڈائیری پر پڑی وہ ٹھٹک کر رکا کچھ قدم سائڈ ٹیبل کی طرف اٹھا کر وہ ڈائیری کو بنا اٹھائے فون کان سے لگائے دیکھے گیا۔

"سچ پوچھو تو مجھے فارم ہاؤس جانے سے خوف آرہا ہے۔۔۔ کہیں وہ جن زادی مجھ پر مر مٹی ۔۔۔"

"تم نے ڈیلیٹ کی کہ نہیں۔۔۔؟؟" وہ پھر سے اپنی تحکم بھری ٹون میں لوٹا۔

"کر دی ہیں یار۔۔۔۔ اتنا ڈرپوک سمجھ رکھا ہے، اپنے دوست کو۔۔" پھر اس نے ایک گہری سانس لی۔۔

"چار پانچ دوست لے گیا تھا ساتھ، انہیں باہر کھڑا کر کے ڈیلیٹ کر دیں۔۔"

"ہوں۔۔!! داؤد نے مسکرا کے فون بند کر دیا، اسماعیل کی کال پھر آنے لگی، اس نے بٹن دبا کر فون سائلنٹ پر کیا۔

www.novelsclubb.com

پھر فریش ہونے کے لئے باتھ روم کا رخ کیا۔ کمرے سے باہر ٹیبل کے گرد وہ چاروں کسی بات پر بری طرح ہنس رہے تھے۔ "یہ سب چھوڑو اچھی خبر یہ ہے کہ مجھے اس آدمی کا سراغ مل گیا ہے جس کا کارڈ باس کو ملا تھا۔۔۔!!" جوزف الفریڈو پاستا چمچ میں بھرتا گویا ہوا۔

"کونسا کارڈ۔۔؟؟۔" روزی نے چونک کر سنجیدہ ہوتے ہوئے نوالا حلق سے اتارا اور جوزف کو دیکھا۔

"جہاں سے مارٹن غائب ہوا تھا وہیں سے باس کو ایک کارڈ ملا تھا، وہ کارڈ کسی بیچ کے آدمی کا ہے جو کسی پیغام رساں کا کام کر رہا ہے، سیل پر حملہ ہونے سے پہلے مارٹن کسی طرح مرات کے آفس میں موجود ایک اہم لسٹ کی تصاویر لے چکا تھا۔ پھر پلٹ کر اس نے داؤد کے کمرے کے دروازے کو دیکھا۔ وہ تینوں آنکھوں میں تجسس لئے ٹیبل پر آگے کو بیٹھے اسے سانس روکے سن رہے تھے۔ "اصل میں مارٹن باس کے لئے وہ تصاویر وہاں سے نکال رہا تھا۔ باس کے کہنے پر وہ مرات کے کلب کا سرسری میمبر بنا تھا۔ اس نے اپنی گھڑی سے، اس لسٹ کی تصاویر لی تھی۔ بدقسمتی سے کسی غلطی کی وجہ سے انہیں بھنک پڑ گئی اور انہوں نے اس کا پیچھا کر کے سیل پر حملہ کر دیا۔ جب تک باس وہاں پہنچتا، مارٹن کو وہ لوگ اغوا کر چکے تھے اور وہیں اپنا شخص بٹھا دیا جسے باس کو مارنا تھا۔ لیکن باس نے الٹا اسے ہسپتال پہنچا دیا ہے۔۔۔۔"

واؤ۔۔!! روزی نے ستائش سے ابرو پھیلائے۔

www.novelsclubb.com

"اب پلین یہ ہے۔۔۔"جوزف نے میز کے وسط میں ہاتھ رکھا،اور سنجیدہ نظروں سے باری باری ان کے چہروں کو دیکھا۔"ہمیں نہ صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ پیغام رساں کس کا آدمی ہے اور مارٹن کے غائب ہو جانے میں اس کا ہاتھ ہے کہ نہیں۔۔بلکہ ہمیں وہ گھڑی بھی ڈھونڈنی ہے جس سے مارٹن نے تصاویر لی ہیں۔"ان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تو پلان کیا ہے۔۔۔۔!!!"روزی بولی تو جوزف اور طارق نے اسے دیکھا اور پھر ڈینئل کو۔

"لیکن پہلے باس سے ہمیں ڈسکس کرنا پڑے گا۔۔۔۔ڈینئل بولنے ہی لگا تھا کہ طارق نے زور سے اپنا چمچ پلیٹ میں پٹخا۔"بس کرو تم لوگ کیا باس باس لگا رکھا ہے۔۔بس ٹیم لیڈر ہے وہ اور ۔۔۔اس کا نام داؤد ہے۔!!"ہونٹ بھینچتے ہوئے اس نے گھور کر جوزف اور ڈینیئل کو دیکھا۔۔"اسے داؤد کہنا ہی بہتر ہے اوکے۔۔"

وہ تینوں ہکا بکا اس کے غصے سے لال ہوتے چہرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

"تم آخر باس سے اتنا چڑتے کیوں ہو۔۔جب سے میں آیا ہوں یہ بات محسوس کر رہا ہوں۔۔!!ڈینئیل نے آخر دل کی بات کہہ ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔" طارق نظریں چراتا اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔

"تو پھر تمہیں کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔ باس بولنے میں "آخری بات پر زور دیتے جوزف نے ڈینئل اور روزی کو ہنسی دباتے ہوئے دیکھا۔ کچھ ہی منٹ بعد داؤد سفید شرٹ کے آستین لپیٹتا، اندر کمرے میں سیاہ پینٹ کی جیب میں فون ڈال رہا تھا، اس کے کندھے پر سفید ٹاول تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے قریب آکر اس نے نے دراز سے ہیر ڈرائیر نکالا اور اپنے سیاہ گیلے بال خشک کرنے لگا، اس کی گرے آنکھیں پانی کے باعث ہلکی گلابی پڑ رہی تھی، اپنے نکھرے نکھرے چہرے کو شیشے میں دیکھتے ہوئے اس کی نظر سائیڈ ٹیبل کے عکس پر پڑی، اس نے ہیر ڈرائیر کا بٹن دبا کر اسے آف کر کے وہیں رکھ دیا اور ماتھے پر پھیلے بالوں کو بگاڑتے جیسے انہیں خشک کرنا چاہا۔ ڈائیری ٹیبل سے اٹھا کر اس نے الٹ پلٹ کر دیکھی، اور ایک دم اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھایا، اسے چکر سا آیا تھا، اس نے جھٹکے سے ڈائیری پھینکنے سے انداز میں ٹیبل پر رکھی۔۔ آنکھوں میں تحیر اور الجھن در آئی۔ نظریں اب بھی ڈائیری پر جمی تھی، پھر سر جھٹکتے ہوئے اپنی گردن دائیں بائیں گھما کر اپنی تھکن کم کرنے کی کوشش کی، یہ سوچ کر کہ شائد تھکن سے وہ لڑکھڑایا ہو۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے ڈائیری دوبارہ اٹھائی اس بار وہ لڑکھڑایا نہیں بس

www.novelsclubb.com

آنکھوں کے سامنے چھاجانے والے اندھیرے میں یکے بعد دیگرے کئی چہرے تصویروں کی مانند اس کی آنکھوں کے سامنے گزرے، پہلا چہرہ کسی لڑکی کا تھا، اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور بال شہد رنگ تھے، دوسرا چہرہ اس بوڑھے آدمی کا تھا، جس کو مرات دھمکی دے رہا تھا، اور تیسرا چہرہ۔۔ تیسرا چہرہ کسی عورت کا تھا، اس کے بال اس بڑی آنکھوں والی لڑکی کے جیسے تھے، شہد رنگ، چہرے کے نقوش میں بھی مماثلت تھی۔۔ پلکیں جھپک کر اس نے خود کو جیسے اس لمحے سے آزاد کیا۔ (یہ کیا ماجرا تھا۔۔ وہ سمجھ نہیں پایا) اس نے ڈائری کا پہلا صفحہ کھولا، وہ بالکل خالی تھا ، پھر باقی صفحات دیکھے وہ بھی خالی تھے، اب کھڑے ہو کر ڈائری کھڑکی کے مقابل کی، جاننے کے لئے مبادا کچھ چھپا ہوا لکھا ہو اور روشنی میں دکھ جائے لیکن اس کے پیلے صفحات بالکل خالی تھے، وہ ایک گہری سانس لے کر ڈائری بند کرنے ہی لگا تھا کہ اس کے ہلکے نم بالوں سے پانی کا قطرہ گر کر ڈائری کے پیلے صفحے میں جذب ہوتا نشان چھوڑ گیا اور اگلے ہی لمحے صفحے پر ایک سطر ابھری۔۔ تازہ سیاہی سے لکھی گئی سطر۔۔ اس کی گرے آنکھوں میں بے یقینی اتر آئی، سطر تھوڑی واضح ہوئی۔۔ اور وہ شاکڈ ہوا۔

"خوش آمدید داؤد سلطان۔۔!! برسوں کا انتظار تمام ہوا۔۔"اس نے سطر پڑھ کر عجلت سے اگلا صفحہ پلٹا مبادا وہاں کچھ اور لکھا ہو، لیکن خالی صفحات اس کا منہ چڑا رہے تھے۔۔۔بس پہلے صفحے پر یہ ایک ہی سطر لکھی تھی۔

"پہلے وہ ہرن اور اب یہ ڈائیری۔۔"وہ سوچ میں پڑ گیا۔اچانک سے اس کے دائیں کان میں ایک تیز چھبتی ہوئی آواز ابھرنے لگی،آواز لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی۔گویا کوئی تیز مشین سے لوہا کاٹ رہا ہو، تیزی سے دائیں ہاتھ کان پر رکھ کر اس نے کان میں آواز کے باعث اٹھتے درد کو روکنا چاہا۔لب بھینچ ڈالے،اس کا جبڑا تن سا گیا، چہرہ گلابی پڑ گیا،اور اگلے لمحے آنکھوں کے سامنے پھیلتی تاریکی نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

اندھیرے کمرے میں بستر پر لیٹی پریسہ چھت کو تک رہی تھی،اس کی آنکھیں بند تھیں، شہد رنگ کھلے بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے، لٹیں پسینے کے باعث گالوں سے چپک سی گئی تھیں۔ کھلی کھڑکی سے آتی روشنی کمرے کے اندھیرے کو کم کرتی، ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں سے اس کا چہرہ سہلا رہی تھی۔اس کی آنکھوں کے بھاری پپوٹوں میں لرزش ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول

دیں، کچھ دیر چھت کو ویران آنکھوں سے تکتے ہوئے اس نے گردن گھما کر کھڑکی کو دیکھا۔دن کی یہ روشنی اس کی آنکھوں میں چبھ سی گئی، وہ پلکیں جھپکا کر رہ گئی۔دفعتاً اسے گھٹن کا احساس ہوا، شدید گرمی کا، وہ جھٹکے سے اٹھ کر سویٹر کو خود سے عجلت میں نوچنے لگی، مبادا اس گرمی، اس گھٹن سے اس کی سانس بند نہ ہو جائے، اسے لگا جیسے اس کی سانس اٹک سی گئی ہو، بخار سے تپتے کانپتے ہاتھوں سے سویٹر کے بٹن کھولنے میں اسے دیر سی لگنے لگی، بستر سے تقریباً گرتے گرتے وہ کھڑی ہوئی اور آخر سویٹر اتار کر پھینک ڈالا، (مجھے کہیں جانا ہے۔۔، جہاں میں اکیلی ہوں، کوئی انسان نہ ہو، بس ٹھنڈ ہو۔۔۔اور تازگی ہو، ورنہ میں۔۔۔میں اس گھٹن سے مر جاؤنگی۔۔میرا دل بند ہو جائے گا) چہرے پر پھیلتے آنسوؤں کے ریلے کو دونوں ہاتھوں کی پشت سے صاف کرتے اس نے اپنے بخار سے تپتے چہرے کو محسوس کیا پھر کمرے کے دروازے سے نکل کر سیٹنگ روم سے گزرتے گھر کے داخلی دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ تبھی عقب سے آتی یاسمین کی آواز نے اس کے قدم روکے۔

"کہاں جا رہی ہو تم۔۔۔؟؟؟، ان کے آستین اوپر کو چڑھے ہوئے تھے، ایک ہاتھ میں دھلی ہوئی سبزیوں کی ٹوکری تھی۔کچن میں کھڑے کھڑے ان کا رخ اس کی جانب تھا۔

وہ وہیں کھڑے کھڑے ان کی جانب پلٹی،اس کی آواز حلق میں پھنس سی گئی تھی،وہ کچھ بولی تو محض اس کے لب پھڑ پھڑائے،یاسمین اس کی بکھری سی حالت دیکھتے ہوئے قدم قدم چلتے ہوئے اس کے مقابل آئیں۔

پریسا تم کہاں جارہی ہو۔۔؟؟ باہر کچھ نہیں ہے،کاٹیج میں جانے سے پولیس نے منع کیا ہے،تم جاؤاندر کمرے میں۔۔!!ان کا لہجہ نرم،مگر تنبیہ کرتا ہوا تھا۔

"میں۔۔۔"بمشکل حلق سے آواز نکالتے ہوئے وہ کھنکاری۔۔بس کھلی ہوا میں بیٹھ رہی ہوں۔۔مجھے اندر گھٹن ہورہی ہے۔۔"اس نے انہیں دیکھنے سے گریز کیا۔انہوں نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا،وہ پلٹی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔پیچھے کھڑی یاسمین کی پرسوچ نگاہیں کچھ دیر تک دروازے پر جمی رہیں،پھر وہ پلٹیں اور ان کے قدموں نے واپس کچن کا رخ کیا۔یاسمین کنعان کے گھر کے سامنے کھڑی پریسہ نے اپنے دادا کے خوبصورت کاٹیج کو دیکھا، جس کی چھت پر پھیلے پھول آج مرجھائے ہوئے دکھائی دیتے تھے،اس کے کمرے کا ٹیرس جو اس کے سکون کا گوشہ تھا ویران سا ماتم کررہا تھا۔اس نے حلق میں ابھرتی گلٹی کو بمشکل پلکیں

www.novelsclubb.com

جھپکتے ہوئے پیچھے دھکیلا اور سینے پر ہاتھ رکھا، وہاں نہ دکھائی دینے والا خنجر سا پیوست تھا، یہاں سے رستے اپنے ہی خون کے تالاب میں وہ لمحہ بہ لمحہ جیسے ڈوبتی جا رہی تھی، سست روی سے قدم اٹھاتے اس نے کاٹیج اور گرین ہاؤس کے گرد لگی لکڑی کی باڑ کا دروازہ پار کیا، اس نے پودوں اور پھولوں کی ملی جلی خوشبو سے اٹی فضا میں آنکھیں بند کرتے ہوئے ایک گہری سانس لی، مگر وہ سانس گھٹن اختیار کرتی سینے میں پھنس سی گئی۔ اس نے ٹرٹل نیک کا گلا کھینچ سا ڈالا، اور وہیں رکھے بھوری لکڑی کے پرانے بینچ پر بیٹھ گئی، جس پر گھنے نیم کے درخت کا سایہ تھا۔

"کیا زندگی اسی کا نام ہے، کہ انسان کا اس میں کوئی عمل دخل نہ رہے، جیسے میرے نام ایک کتاب لکھ دی گئی ہے، برے واقعات سے بھرے لمبے طویل ابواب کی کتاب،" اس نے بیٹھے بیٹھے ذہن میں ابھرتی اپنی آواز سنی اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھے۔ کچھ ہی قدم کی دوری پر یاسمین کے گھر کی طرف کا، تیز تیز قدموں سے رخ کرتا ایمراسے کاٹیج کے قریب بینچ پر اکیلے بیٹھے دیکھ کر ٹھٹکا، یاسمین کی طرف جانے کا ارادہ ترک کرتے وہ اس کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ پریسہ کا سر جھکا ہوا تھا، جیسے زمین کو تک رہی ہو، اس کے کندھوں سے تھوڑا نیچے تک آتے بال کسی پردے

کی طرح اس کے چہرے کا رخ چھپا رہے تھے۔پریسہ نے جوتے کی نوک سے زمین پر اگی گھاس کے پاس کی مٹی کھرچ ڈالی۔

"کیا دشمنی ہے اس زندگی کو مجھ سے، کیوں مجھے خوش ہونے نہیں دیتی۔۔ٹھیک سے جینے نہیں دیتی۔اگر ایسی ہی زندگی ملنی تھی تو مجھے پیدا ہی نہیں ہونا چاہئے تھا۔۔"اس نے اپنی تیز ہوتی آواز سے پیچھا چڑھانے کے لئے سر جھٹک کر اپنے بال پیچھے کئے،سیدھی ہوتے ہوئے اس کی نگاہ یونہی اوپر کو اٹھی تو ٹھٹک کر سامنے کھڑے ایمر پر رک گئی۔اسے اپنی موجودگی پر ٹھٹکتا دیکھ کر وہ افسردہ سا اس سے کچھ فاصلے پر بینچ پر بیٹھ گیا اور گلہ کھنکھار کر گویا ہوا۔

"مجھے ابھی داریا کے ذریعے معلوم ہوا ہے،یقین نہیں آرہا ہے کہ۔۔

www.novelsclubb.com

"ایمر۔۔۔کیا ہر انسان اتنا بے بس ہوتا ہے۔۔۔"پریسا نے سپاٹ چہرہ لئے اس کی بات کاٹی، وہ اس کے یوں اچانک بولنے پر کاٹیج سے نظریں ہٹا کر چونکا پھر آہستگی سے بیٹھے بیٹھے اس کی جانب گھوما۔

"ایسا کہ مسلسل اس کی زندگی سے خوشیاں ختم ہوتی رہے۔۔اور وہ بے بس ہو، کچھ نہ کر پائے۔۔"اس کی آواز رندھ سی گئی۔۔"قریبی لوگ باری باری آپ کو چھوڑتے چلے جائیں ۔۔۔اکیلا کرتے جائیں۔۔۔۔۔۔"پھر وہ ذرا دیر سانس لینے کو رکی اور دوبارہ گویا ہوئی۔۔۔"اور جو چیزیں خوشیاں دیتی ہیں وہ ہاتھ سے نکلتی چلی جائیں۔۔۔"اس کی آواز شکست خوردہ تھی جیسے اس نے حالات کے آگے گھٹنے ٹیک دئے تھے، بے بسی سے اس نے ایڈم کے کاٹیج کو دیکھا۔ایمر کی نظریں اس کے بکھرے لہجے پر فکر اور افسوس سے بھر گئیں۔

"ہر انسان کی زندگی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے پریسہ۔۔۔۔میں تمہیں لمبے چوڑے دلاسے تو نہیں دے سکتا بس یہ کہونگا کہ کچھ لوگوں کی زندگیوں میں آزمائیشیں باقی لوگوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتیں ہیں۔۔ابھی جس غم کے زیر اثر تم ہو وہ بہت بڑا ہے ایسے غم سے نکلنا ناممکن ہے، جو کوئی بھی تمہیں دلاسہ دے گا اس سے تم مطمئن نہیں ہو پاؤ گی، کیونکہ جو تم محسوس کر رہی ہو وہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔۔۔ایمر نے کاٹیج کے پاس لگے گملوں میں سر اٹھائے رنگ برنگی پھولوں کو دیکھا، اور ایک گہری سانس اندر اتاری۔۔جو لوگ ہم سے کھو جاتے ہیں ان کو ان چیزوں میں ڈھونڈنا چاہیئے جو انہیں پسند تھیں، یہ تمہیں ان کی موجودگی کا احساس دلاتی

ہیں، مرنے والے جب مرتے ہیں تو پوری طرح نہیں مر جاتے، اپنا ایک حصہ ایک احساس دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں، ان کے لئے جو ان کی جدائی پر بکھرنے لگیں گے۔۔۔وہ لوگ تمہیں اس احساس میں زندہ ملیں گے۔۔۔اس نے نرم آنکھوں سے پریسا کو دیکھا، وہ اب چہرہ اٹھا کر خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

تمہارے دادا ابھی بھی زندہ ہیں وہاں۔۔۔!! ہاتھ اٹھا کر انگلی سے گرین ہاؤس کا اشارہ کیا۔پریسا نے اس کے ہاتھ کے تعاقب میں گرین ہاؤس کو دیکھا۔"اس فلورسٹ شاپ میں،" پھر ہاتھ نیچے کیا۔۔"ان کا احساس وہاں زندہ ہے، جہاں وہ بیٹھتے تھے، ان پھولوں میں جو انہیں پسند تھے۔۔ان کھانوں میں جو تم ان کے لئے بناتی تھی۔۔ تمہیں اس غم کی لپیٹ میں اتنا نہیں آنا کہ تمہیں پتہ ہی نہ چلے اور یہ احساس مر جائے۔اب اس کے چہرے پر ایک سادہ سی مسکراہٹ تھی ،اس نے پریسہ کو دیکھا جو گم صم سی خاموش بیٹھی، گود میں رکھے اپنے ہاتھ تک رہی تھی۔پھر جیسے اسے احساس ہوا کہ شائد وہ اس وقت اکیلے رہنا چاہتی ہو۔وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"میں چلتا ہوں۔۔!!۔۔ کھڑے کھڑے ایمر نے اس کے جھکے ہوئے سر کو کچھ لمحوں کے لئے، دیکھا،،اس کی طرف سے کوئی رد عمل نہ پا کر وہ پلٹ گیا،اس کا رخ اب یاسمین کے گھر کی طرف تھا،اس کی نظر بالائی منزل کی کھڑکی پر پڑی، جس کا پردہ ایسے سرکا ہوا تھا گویا کسی نے تھام رکھا ہو،اس کی نظریں محسوس کرنے پر پردہ لہرا کر واپس اپنی جگہ آ گرا۔ پیچھے بیٹھی پریسہ نے نظریں اٹھا کر کاٹیج کے داخلی دروازے کو دیکھا، جس کے آگے زرد پٹیوں پر do not enter لکھا تھا۔وہ کھڑی ہوئی اور آہستگی سے قدم اٹھاتے کاٹیج کی جانب بڑھ گئی۔

♦♦♦

شمس الدین کا کمرہ صاف کر دیا گیا تھا،بیڈ کے قریب اور جہاں ان کو گھسیٹا گیا تھا،وہاں زمین پر سفید چاک کے نشانات اب بھی تھے،جب تک کیس پورا نہیں ہوتا تب تک ان نشانات کو ایسے ہی رہنا تھا۔وہ نم آنکھیں لئے دروازے کا ہینڈل تھامے کمرے کو سوگوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔(کیا آپ کو مجھے ایسے چھوڑ کر جانا تھا دیدا۔۔میں کیوں کوئی آواز نہیں سن پائی اس رات ۔۔اف کاش میں سوتی ہی نا، جاگی رہتی۔۔شائد تب یہ سب نہ ہوتا۔)۔۔۔اس نے اپنا سرخ لانگ کوٹ پہن رکھا تھا، بال اب اونچی پونی میں بندھے ہوئے تھے۔اس کے بال نہ تو پورے

سیدھے تھے نہ ہی پورے گھنگریالی۔ان میں نیچرل لہریں سی تھی، جیسے کرلر سے انہیں بڑے بڑے ڈھیلے کرلز دئے گئے ہوں۔اب بھی اس کے شہد رنگ بالوں کی اونچی پونی پھولی ہوئی سی تھی، جن میں ڈھیلے wavy curls تھے۔چہرے کے دونوں اطراف میں ویسے ہی لٹیں تھی جو پونی سے ہمیشہ پھسل کر اس کے چہرے کے گرد رہتیں۔ہینڈل گھما کر اس نے دروازہ واپس بند کیا اور کوٹ کی آستین سے آنکھیں صاف کیں، بائیں ہاتھ میں تھامی ٹوکری میں ڈبل روٹی کا پیکٹ اور اس کے ناول کا مینیو سکرپٹ تھا،اس نے کوٹ کی جیب سے اپنا فون نکالا ۔فون کی سکرین ہاتھ کے لمس سے روشن ہوئی، سامنے نوٹیفیکیشنز کی بھرمار تھی، فون کا لاک کھولے بنا ہی ان پر سرسری نظر ڈالی اور پاور آف کا بٹن دبا دیا، سکرین تاریک ہو چکی تھی،اسے کچھ دیر ان سب سے دور رہنا تھا، زینوں کی طرف آہستگی سے قدم بڑھاتے اس نے پلٹ کر ایک نظر اپنے کمرے پر ڈالی اور پھر شمس الدین کے کمرے پر۔ایک گہری بے بس سی سانس اندر اتار کر وہ قدم قدم نیچے اتر آئی،اسے جھیل جانا تھا، جہاں شمس الدین روز جا کر بطخوں کو روٹی ڈالتے تھے، وہ ان بطخوں کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ اب نہیں آئینگے،، وہ ان کی کمی پورا کرنے جا رہی تھی۔خود کو کچھ دیر یہاں سے دور لے جانا چاہ رہی تھی،اس کی بڑھتی گھٹن ناقابل برداشت

تھی، لکڑی کے باڑ والا دروازہ جو کسی چھوٹے بچے کے قد کے برابر تھا پار کیا، داریا نے اوپر کھڑکی سے اس سرخ کوٹ والی لڑکی کو دیکھا جو ایک ہاتھ میں ٹوکری تھامے لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی جا رہی تھی۔

♦♦♦

وہاں گھپ اندھیرا تھا۔۔سیاہی کی مانند گہرا خوفناک۔۔۔جوارد گرد کی ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا، آوازیں گڈمڈ ہونے لگی، مکھیوں کی بھنبھناہٹوں کی مانند، نہ سمجھ میں آنے والی۔، اس گھپ اندھیرے میں دھندلا سا منظر ابھرنے لگا، نہ دکھائی دینے والا۔۔ گرد سے اٹے شیشے کی طرح۔۔کوئی اسے جھنجھوڑ رہا تھا، اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔۔۔

”اس نے مارا ہے اسے۔۔۔اس نے قتل کیا ہے۔۔۔ہم نے خود دیکھا ہے۔۔اپنی آنکھوں سے۔۔!!“

www.novelsclubb.com

اسکول یونیفارم میں ملبوس وہ آٹھ سال کا بچہ سہما سا کھڑا تھا،اس کی آنکھوں میں خوف کے سائے تھے،۔پھر کسی عورت نے چلاتے ہوئے اسے دھکا دیا،وہ ماربل کے فرش پر گرااور اس عورت سے پیچھا چھڑانے کے لیئے پیچھے کھسکنے لگا،وہ مسلسل نفی میں سر ہلائے جا رہا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔!میں نے اسے مارا نہیں ہے۔۔!!۔وہ مجھے مار رہا تھا۔۔۔!!اس کے ہاتھ میں چھری تھی وہ مجھے۔۔۔

وہ مجھے کب سے تنگ کر رہا تھا۔۔۔۔!!"بولتے بولتے وہ کپکپاتا ہوا کھڑا ہوا پھر اسکول آفس میں کھڑے اپنے اساتذہ کو اور ان کے درمیان کرسی پر بیٹھے اپنے بابا دیکھا۔۔ان سب کے چہرے بے یقین تھے،،آنکھیں غصہ اگل رہی تھی۔صوفے پر بیٹھی وہ عورت غم و غصے سے بے حال تھی،اس کے پہلو میں بیٹھا آدمی اسے اس کی طرف جھپٹنے سے روک رہا تھا۔

"اس نے۔۔چھری سے میری پیٹ پر مارا تھا۔۔پہلے یہ دونوں۔۔!!"اب ہاتھ اٹھا کر اپنے ہی ہم عمر لڑکوں کی طرف اشارہ کیا۔"یہ دونوں بھی مجھے تنگ کر رہے تھے۔۔۔لیکن وہ مجھے مار بھی رہا تھا!!"

www.novelsclubb.com

"کہاں چھری سے مارا تھا اوزان نے تمہیں۔۔۔!!!"اس کے باباجوان کے اسکول میں انگلیش کے پروفیسر تھے بازو سے اسے تھام کر اس کا رخ اپنی جانب موڑتے ہوئے پوچھ اٹھے، ان کی آواز اور گرفت دونوں سخت تھی۔

"میری پیٹھ پر۔۔۔"اس نے فورا بایاں ہاتھ دائیں کندھے پر رکھ کر پیٹھ کی طرف اشارہ کیا۔پروفیسر نے اس کا رخ موڑا تو اس کی سفید اسکول شرٹ پر خون کے بڑے بڑے دھبے تھے،اور قمیض وہاں سے پھٹی ہوئی سی تھی،وہ تھوڑا کھٹکے اور اس کی شرٹ اوپر کی لیکن اس کی پیٹھ صاف تھی، کسی بھی نشان اور زخم سے عاری، حتی کہ اس کی پیٹھ پر شرٹ پر لگے ہوئے خون کے نشان کا اثر تک نہ تھا۔ان کا چہرہ شرمندگی اور ملامت سے سرخ ہو گیا۔ایک زناٹے دار تھپڑ نے اس کے گال پر اپنا نشان چھوڑا،اور پھر کالر سے کھینچتے ہوئے وہ اسے گھسیٹتے ہوئے اسکول کے گیراج میں لے آئے جہاں ان کی گاڑی کھڑی تھی۔پورے اسکول نے یہ منظر بے یقینی سے دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اس عمر میں اس نے قتل کر ڈالا۔۔ایسے بچوں کو تو پیدا ہی نہیں ہونا چاہیئے"۔۔۔۔۔"پتا نہیں بڑے ہو کر کیا کیا کرے گا"۔۔۔۔"کیا کوئی سزا ملے گی اسے۔۔"۔۔"مجھے تو شروع ہی سے کچھ مسئلہ لگتا تھا اس کے ساتھ۔۔اتنی سی عمر میں اس کی ذہانت بڑوں کی طرح تھی۔۔ایسے بچے ۔۔اپنی عمر سے پہلے ہی۔۔ایسے کام کر ڈالتے ہیں۔۔"فرش پر گھسٹتے ہوئے اس کے معصوم کانوں نے یہ سرگوشیاں سنیں تھیں۔۔۔

"بابا میں نے اسے نہیں مارا۔۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔میں خود کو بچا رہا تھا"۔بیلٹ سے پڑنے والی ضربوں کی تاب نہ لیتے ہوئے وہ لہولہو چہرہ لئے رونے کے باعث ناہموار ہوتی آواز میں، ہچکیا ں لیتے ہوئے زور زور سے اپنا دفاع کر رہا تھا۔"بابا۔۔۔میں ایسا نہیں ہوں۔۔۔۔!!!"بیلٹ کی ہر ضرب اس کے جسم کو نیلو نیل کر چکی تھی۔۔۔۔۔بابا۔۔میں۔۔بابا!!!!وہ ایک آخری بار چلایا تھا اور اس کے بعد ماحول پر سکوت سا چھا گیا تھا۔بستر پر لیٹے داؤد سلطان کی بھیگی پلکیں لرزیں۔۔اس کی گردن ٹھنڈے موسم کے باوجود پسینے سے تر تھی،اگلے لمحے اس نے جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھول دیں،آنسو کا ایک قطرہ اس کی آنکھ سے نکل کر تکیے میں جذب ہوا۔دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اس نے اپنی آنکھیں مسلیں،کچھ دیر چھت کی سیلنگ کے ڈیزائن کو تکنے

کے بعد وہ بستر پر جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔اس کی نگاہ بستر پر رکھی اس ڈائری پر پڑی اور اس کے ذہن میں وہی تین چہرے لہرائے، کھڑے ہوتے ہوئے اس نے جیب سے فون نکالا، فون پر آئے میسیج نے اسے چونکا دیا کچھ دیر میسیج کو دیکھتے وہ کسی سوچ میں پڑ گیا، پھر اس نے جوزف کو کال ملائی۔آپریٹیو روم میں بیٹھا جوزف جو ہیڈ فونز لگائے سکرین پر کسی کیمرے کی ریکارڈنگ چیک کر رہا تھا، وائیبریٹ ہوتے فون کی جانب متوجہ ہوا۔داؤد کا نام دیکھ کر وہ چونکا(وہ کمرے سے اسے کیوں کال کر رہا تھا)اور کال پیس کی۔

"کل رات کلب میں مرات کی جو ریکارڈنگ ہوئی تھی، اس میں موجود شمس الدین کا ڈیٹا نکالو، اسے اپنے کمرے میں قتل کر دیا گیا ہے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اوہ۔۔!!!جوزف کو افسوس سا ہوا۔۔پھر ایک دم الرٹ ہوتے ہوئے بولا۔"اوکے۔۔میں نکالتا ہوں۔۔اس کا ایک ہاتھ تیزی سے کی بورڈ پر چلنے لگا۔کمرے کے سامنے کی دیوار جس پر بڑا سا بورڈ تھا، اس پر کئی تصاویر فاصلے فاصلے سے چسپاں تھیں۔جنہیں کالے مارکر کی لکیروں سے ایک دوسرے سے جوڑا گیا تھا۔وہ ایک نقشہ سا تھا، جس کے وسط میں سب سے بڑی تصویر

حسن المغربی کی تھی۔ عقب میں طارق اور روزی۔۔ڈینئیل کی کسی بات پر سر ہلاتے ہوئے مصروف سے دکھائی دیتے تھے۔ جبکہ ڈینئیل سنجیدگی سے ایک تصویر سے دوسری تصویر کی طرف ہاتھ میں لئے مارکر سے اشارہ کرتا انہیں کچھ سمجھا رہا تھا۔اندر کمرے میں داؤد سلطان سنجیدہ کسی بھی احساس سے عاری چہرہ لئے کھڑکی کے پار دیکھ رہا تھا،اس کی آنکھیں دماغ کے اندر تک الجھی ہوئی تھیں۔ چہرے کے تاثرات کے برعکس اس کی آنکھوں میں کرچیاں سی پھیلی تھیں،نوکیلی۔۔ تیز۔۔۔ چبھتی ہوئیں۔

♦♦♦

موسٹر سینٹر جہاں تین سڑکیں آملتی تھیں کی ایک سڑک کے کنارے پر موجود بیک باس بیکری پر دوپہر ڈھل رہی تھی،نرم سی سنہری دھوپ کا اثر دھیرے دھیرے کم ہوتا جا رہا تھا۔ علائیزہ ایپرن پہنے بیکری کے باہر کھڑی ہاتھ میں تھامے ونڈو کلینر سے بیکری کی شیشے کی کھڑکی پر سپرے کئے جا رہی تھی، جسے دوسرے ہاتھ میں تھامے سفنج سے وہ رگڑتی جاتی۔ شیشے سے بیکری میں زرد روشنی تلے رکھے کیکس اور دوسری اشیاد کھ رہی تھیں۔اس کے گھنگریالے کالے بال جوڑے میں بندھے ہوئے تھے۔ سیاہ ٹراوزر پر اس نے ڈھیلی سی، سی گرین رنگ کی شرٹ

پہن رکھی تھی۔اطراف میں چلتے پھرتے لوگ سر کو زرا سا خم دے کر اسے سلام کر دیتے وہ جواباً مسکرا کر انہیں دیکھتی اور پھر سے اپنے کام میں جت جاتی۔ سفنج سے کھڑکی زور زور سے رگڑتے اس نے صاف کئے جانے والی جگہ پر پھونک ماری تو شیشہ دھنلا سا گیا۔اس نے چور نظروں سے اطراف میں نظر دوڑائی اور اسی دھند پر دل بنا کر اسے خوشی سے دیکھا۔فردوس بیگم جو اوون سے بیک کی ہوئی کوکیز نکال رہی تھیں،دوسری جانب سے شیشے پر بنا دل دیکھ کر کھٹکیں۔کوکیز کی ٹرے اٹھا کر انہوں نے کاونٹر پر پٹخنے کے انداز میں رکھی اور شکی تاثرات لئے شیشے کے قریب آئیں۔ شیشے پر بنے اسی دل میں سے انہوں نے خشمگیں نگاہوں سے اپنی نکمی اولاد کو دیکھا،جس کی آنکھوں میں نئے خواب سر اٹھا رہے تھے۔علائیزہ اپنے بنائے گئے دل میں سے جھانکتی فردوس بیگم کی آنکھوں کو دیکھ کر ہڑبڑا سی گئی، جھٹکے سے شیشے پر سفنج مار کر اسے صاف کیا،اور معصوم سی شکل بنائی۔وہ منہ بناتیں وہیں سے پلٹ گئیں۔(ہونہہ۔۔کون سا جا بجا دل بنانے سے انہیں میرے دل کی حالت کا پتہ لگ جائے گا)اس نے ناک سکوڑی۔دفعتاً ایپرن کی جیب میں رکھا اس کا فون بجنے لگا۔اس نے پاس رکھی پلاسٹک کی زرد ٹیبل پر سفنج اور ونڈو کلینر کی بوتل رکھی۔فون نکالا تو اس کی آنکھوں میں جگنو سے چمکے،دل زور سے دھڑکا اور

لبوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ پھیلی، گردوپیش کا جائیزہ لے کر اس نے فورا سے منہ پر ہاتھ رکھا مبادا کوئی اس کی مسکراہٹ نہ دیکھ لے،اور گلہ کھنکھار کر اپنی آواز درست کر کے کال پس کی۔

ہیلو براق، کیسے ہو؟؟دائیں بائیں زرا جھومتے اس نے اپنے بگڑے ہوئے بالوں کی لٹ کان کے پیچھے اڑسی۔

"علائیزہ۔۔میں ٹھیک ہوں، تمہیں پریسہ کے دادا کا پتہ نہیں چلا؟؟"

وہ چونک سی گئی۔"نہیں۔۔کیوں؟؟میری اس سے کل سے بات نہیں ہوئی"

میں نے تمہیں وہاں نہیں دیکھا،تو سوچا شائد تمہیں معلوم نہ ہو،ان کا مرڈر ہو گیا ہے۔۔۔!!!

اوہ گاڈ۔۔۔۔منہ پر ہاتھ رکھ کر وہ چیخی، کچھ دیر پہلے چہرے پر جو تائثرات پھیلے تھے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں غائب ہو گئے، چہرہ بے یقین سا ہوا۔"یہ کیسے۔۔ہوا۔۔!!"۔۔"اوہ گاڈ ۔۔۔پریسہ۔۔۔!!!پریسہ۔۔۔!!!اس کے نام کا ورد کرتے اس کے ہاتھ بے جان سے ہوئے۔کال کاٹتے اس نے عجلت میں ایپرن کی ڈوریاں کھولیں،اس کے ہاتھ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔اس نے ایپرن نوچنے سے انداز میں اتار کر وہیں زمین پر پھینک دیا،اور سامنے

سڑک پر دور سے آتی سفید ٹیکسی کو ہاتھ سے رکنے کا اشارہ دیا۔اسے اپنے حلیے کی پرواہ نہیں تھی ۔اسے پرواہ تھی تو صرف اپنی عزیز از جان سہیلی کی، ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے نم آواز سے ڈرائیور کو لوکیشن بتائی،اور پریسہ کا نمبر ملانے لگی۔(میں نے کیوں نہیں اٹھائی اس کی کال ۔۔کس حالت میں ہو گی وہ۔۔اف اتنا برا کیسے ہو سکتا ہے اس کے ساتھ)۔وہ مسلسل خود کو کال نہ اٹھانے کے لئے ملامت کرنے لگی۔پریسہ کا فون بند جا رہا تھا۔بے صبری سے پچھلی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے وہ ونڈ سکرین سے باہر گزرتے مناظر کو دیکھنے لگی۔راستہ اتنا طویل نہیں تھا، مگر اسے طویل لگنے لگا۔"مجھے جلدی پہنچنا، پلیز۔۔ذرا جلدی چلائیں" منہ پر ہاتھ پھیرتے اس نے ڈرائیور کو کہا۔گاڑی اپنی رفتار سے تیز ہوتی دکھائی دی۔پیچھے بیکری کے باہر فردوس بیگم نے زمین پر پڑا ایپرن اٹھایا اور ڈھونڈتی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔"یہ لڑکی کوئی کام بھی پورا نہیں کرتی۔۔"ایپرن جھاڑتے ہوئے وہ بڑبڑائیں اور سر جھٹک کر، علائیزہ کا چھوڑا ہوا سامان وہاں سے اٹھانے لگیں۔

♦♦♦

بوسنیہ میں جابجا پھیلے جنگلات اس ملک کو سرسبز بناتے ہیں، یہ جنگلات نہ صرف زمین پر پھیلے ہیں بلکہ پہاڑوں پر بھی بڑی تعداد میں واقع ہیں۔انہیں جنگلات میں سے ایک گھنا جنگل جو موسٹر اولڈ بریج سے کچھ کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔ شمس الدین کی روزمرہ معمولات کا اہم حصہ تھا۔یہاں وہ روز دوپہر ڈھلتے سمے آتے تھے، کئی بار پریسہ بھی ان کے ہمراہ یہاں آتی جاتی تھی۔اس وقت بھی وہ اسی جنگل میں کھڑی تھی۔اس طرف پودوں کے باعث ٹھنڈ زیادہ تھی ۔آسمان اب بھی روشن تھا،وہ قدم قدم چلتی ایک ہاتھ میں ٹوکری تھامے دوسرا ہاتھ سرخ کوٹ کی جیب میں پھنسائے ہوئے تھی۔بخار کی حدت وہ اب بھی محسوس کر رہی تھی۔یہ راستہ جنگل کے بیچ وبیچ واقع جھیل کی طرف جاتا تھا۔راستے پر جمی اس کی نگاہیں پر سوچ تھی۔اس کا ذہن کل رات کا منظر سوچ رہا تھا،جب اس نے اس پراسرار عورت کو گھر کے اندر آنے دیا تھا۔(اتنی بڑی بے وقوفی وہ کیسے کر سکتی تھی،ایک انجان عورت کو اس نے گھر میں آنے دیا،اگر وہ اسے آنے نہ دیتی تو شائد دیدا بچ سکتے تھے)اس نے بھیگی آنکھوں سے اونچی نیچی زمین پر پھیلے پتوں کو روندا۔ پھر جھک کر قریب پڑی ایک ٹہنی اٹھائی۔"دیدا مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔۔میں نے اس عورت کو اندر آنے دیا۔۔میں نے اس کا کام آسان کر دیا"کوٹ کی آستین سے آنکھیں پونچھتے،

اسے فضا میں بڑھتی ٹھنڈک کا احساس ہوا۔وہ جھیل کے قریب تھی۔قدموں میں تیزی لاتے وہ ان پگڈنڈیوں پر آگے بڑھنے لگی۔یہاں تک آتے آتے اس نے درختوں پر ٹوکری میں رکھے چاقو سے احتیاطا نشانات لگائے تھے،وہ ہمیشہ راستہ بھول جانے سے ڈرتی تھی۔حالانکہ وہ کئی بار اس راستے سے گزری تھی۔یہ نشانات اسے مطمئن رکھنے کے لئے کافی تھے،وہ بنا بھٹکے واپس آرام سے جاسکتی تھی۔اسے کچھ دیر جھیل کے پاس رہنا تھا اور پھر واپس چلے جانا تھا۔یہاں فضا پر سکون تھی،چرند پرند کی آوازیں اسے بھلی لگ رہی تھیں۔ایک گہری سانس لے کر وہ جھیل کے قریب پتھروں پر ٹوکری رکھ کر بیٹھ گئی۔صاف شفاف پانی پر جابجا درختوں کے پتے گرے ہوئے تھے،کچھ ہی دور بطخیں اپنے چوزوں کے ہمراہ پانی پر تیر رہی تھیں۔چاروں اطراف میں ہریالی تھی۔اس نے آنکھیں بند کر کے فضا میں پھیلی تازگی اندر اتاری۔ذہن کے پردے پر کئی سال پہلے کا ایک منظر ابھرنے لگا اس وقت وہ دس سال کی تھی،اسی جھیل کے کنارے شمس الدین کے ہمراہ بیٹھی پانی پر روٹی کے ٹکڑے پھینک رہی تھی۔بطخوں کی ٹولی ان کے قریب پانی میں ہل چل مچائے ہوئے تھی۔"دیدا اگر آپ ہینسل کی طرح کھو جاتے تو کیا کرتے۔۔؟؟"وہ

گردوپیش پر نظریں دوڑائے اس کہانی کو محسوس کر رہی تھی۔(شائد یہاں سے کچھ دور اس چڑیل کا گھر ہو جو چاکلیٹ کا بنا ہو)۔"کیا آپ کبھی گھر نہیں جا پاتے؟؟"

شمس الدین گہری نظروں سے جھیل کو تکتے گویا ہوئے۔"اگر میں ہینسل ہوتا تو میں شائد پہلے پہل جنگل میں کھو جانے پر ڈر جاتا، لیکن جب مجھے احساس ہو جاتا کہ کوئی مجھے بچانے نہیں آئے گا تو مجھے مجبوراً اس ڈر سے نکل کر اپنا راستہ ڈھونڈنا پڑتا۔ کیونکہ انسان جب بھی کسی احساس کے زیر اثر ہوتا ہے تو وہ اپنے حال کو نظر انداز کرنے لگتا ہے۔ وہ آگے نہیں بڑھنا چاہتا، بس اسی احساس میں رہنا چاہتا ہے۔ اگر میں بھی ایسا کرتا تو شائد کوئی جنگلی جانور مجھے کھا سکتا تھا، اپنے بچاؤ کے لئے مجھے اس خوف سے نکل کر اپنے ارد گرد پر توجہ دینی پڑتی اور جنگل سے باہر نکلنے کا راستہ تلاشنا پڑتا۔

www.novelsclubb.com

کیا مطلب۔۔۔؟؟ مجھے سمجھ نہیں آئی دیدا۔۔"اس نے پھولا سا منہ بنایا۔

"پریسہ۔۔ جب ہمارے پاس دوسروں کا سہارا ہوتا ہے تو ہم بے فکر رہتے ہیں، اپنے ارد گرد کے ماحول سے بے خبر، کیوں کہ ہمارا فوکس وہ سہارے ہوتے ہیں جو، کسی بھی مشکل میں ہمیں بچالیں گے۔ جیسے ہینسل اور گریٹل کو پرندوں نے بچایا تھا۔۔ اگر پرندے نہیں ہوتے تو وہ

بے خبر نہیں رہتے، وہ کھلے دماغ سے، جنگل کے راستوں کو سمجھنے پر غور کرتے، ہر روز نئے سرے سے اپنی کوشش کرتے۔۔وہ جنگل میں کھو جانے کے ڈر کو خود پر سوار نہ کرتے کیونکہ جب ہم اکیلے ہو جاتے ہیں تو ہم بے فکر نہیں رہتے، ہمارا دماغ حرکت میں آجاتا ہے، یہی دماغ ہمارے لئے وہی کام کرتا ہے جو ان دو بچوں کے لئے پرندوں نے کیا۔ پھر جب ہم انجان راستوں سے گزرتے ہیں تو ان راستوں پر غور کرتے ہیں، بے فکری سے ان پر سے گزر نہیں جاتے۔"

"لیکن ان کو تو کئی دن لگ جاتے جنگل سے نکلنے میں۔۔۔" اس کی آنکھیں الجھی ہوئی تھی۔

"بالکل۔۔۔ لیکن جتنے دن وہ جنگل میں رہتے اپنے بل بوتے پر رہتے اور جب انہیں گھر کا راستہ مل جاتا تو وہ گھر مضبوط ہو کر لوٹتے۔ پھر اگر ان کی سوتیلی ماں دوبارہ ان کے خلاف کوئی سازش کر کے انہیں جنگل میں چھوڑتی تو وہ خوفزدہ نہیں ہوتے، نہ ہی روٹی کے ٹکڑوں کے غائب ہونے پر اور نہ ہی پرندوں کے راستہ نہ دکھانے پر کیونکہ وہ ماضی کے تجربے سے بہت کچھ سیکھ جاتے۔"

www.novelsclubb.com

"اس کا مطلب ہے جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ ہمیں کچھ نہ کچھ سکھاتا جاتا ہے،" اس نے جوش سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ شمس الدین نے اس کی چمکتی آنکھوں کو دیکھا، پھر اس کے ہاتھ میں ڈبل روٹی کے مزید ٹکڑے دیتے ہوئے مسکرا کے سر اثبات میں ہلایا۔ "بالکل۔۔!!"

پریسا نے ایک دم آنکھیں کھول دیں، پھر ٹوکری سے اپنے ناول کا مینیو سکرپٹ نکال کر کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا، جب ہاتھ باہر نکالا تو اس میں لائیٹر تھا۔ (دیدا۔۔ لیکن میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو کوئی سزا لگتی ہے۔۔ وہ مجھے کچھ سکھا نہیں رہی۔۔ پوری طرح توڑ رہی ہے۔۔) اس کے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیلی۔ پھر اس نے ایک ہاتھ میں مینیو سکرپٹ اٹھایا، جس پر اس نے پورا ایک سال لگایا تھا۔ (پریسہ کنعان۔۔ اپنے اس خواب کو آج یہی جلا ڈالو، کیونکہ تمہارے خوابوں کا حقیقت میں بدلنا ناممکن ہے۔۔) ایک لمحے کو کاغذات کے اس پلندے کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھے دیر تک جاگے رہنے کے مناظر گھوم گئے، انہیں جھٹکتے اس نے جلتے لائٹر کو اس کے قریب کیا۔ خوابوں کے اس پلندے نے آگ پکڑی اور وہ جلتے ٹکڑوں میں بدلتا زمین پر گرتا گیا۔ اس کی آنکھوں سے دو آنسو گر کر راکھ کے اس ڈیر میں جذب ہوئے، فضا میں جلنے کی بو سی پھیل گئی۔ اب اس نے ڈبل روٹی کا پیکٹ نکال کر کھولا اور

توڑ توڑ کر جھیل کے پانی پر پھینکنے لگی۔ بطخیں دور سے اسی طرف تیرتے ہوئے بڑھنے لگی تھیں ۔وہ اداسی سے انہیں دیکھے گئی،ٹوکری سے فون اٹھا کر اسے آن کیا۔ سکرین روشن ہوئی تو نوٹیفیکیشن تیزی سے لاک سکرین پر ابھرنے لگے۔علائیزہ کی کئی کالز آچکی تھیں،(شائد وہ دیدا کے بارے میں جان چکی تھی)اس نے فون واپس ٹوکری میں رکھا۔پھر کسی خیال کے تحت وہ ٹھٹکی۔ایڈم۔۔۔۔وہ الجھن بھری آنکھیں لئے زیر لب بولی۔(وہ ابھی تک کا ٹیج کیوں نہیں آیا۔۔)پھر سوچتے،(شائد اسے ابھی تک معلوم نہ ہوا ہو)اپنے ہی خیال کو جانے دیا،وہ بطخوں کو آخری بچی کچی ڈبل روٹی توڑ توڑ کر پھینک رہی تھی۔

(ایمر ٹھیک کہتا تھا،لوگ چلے جاتے ہیں لیکن اپنا احساس چھوڑ جاتے ہیں،)،اس کے گرد بڑھتا گھٹن کا احساس تھوڑا کم ہو رہا تھا۔البتہ دل میں اٹھتا درد ویسے ہی تھا،اسے ہمیشہ ویسے ہی رہنا تھا۔اس زخم کے مندمل ہونے کے لئے کوئی مرہم نہیں تھا۔پانی کی بوندیں اس کے چہرے اور ہاتھوں پر پڑی تو پریسہ گہری سوچ سے باہر نکل آئی۔چہرہ اٹھا کر اس نے جامنی ہوتے آسمان کو دیکھا،جس کو کالی گھٹا مزید جامنی دکھا رہی تھی۔بارش کے ڈر سے وہ جلدی سے ٹوکری اٹھاتے

www.novelsclubb.com

ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر پلٹنے ہی لگی تھی جب فون پر بجتی گھنٹی نے اس کے قدم روکے۔ سکرین پر چمکتے نئے نمبر کو دیکھ کر اس نے فون اٹھا کر کال ریس کی۔

ہیلو پریسہ کنعان۔۔!!!"فون سے ابھرتی گھمبیر مردانہ آواز پر وہ چونکی۔

"جی کہئے۔۔؟؟کون بات کر رہا ہے۔۔"

"کیا آپ بھورے رنگ کی پرانی سی ڈائیری کے بارے میں کچھ جانتی ہیں۔۔۔؟؟

نہ سلام نہ دعا، جو کوئی بھی تھا، اس کی بات پر وہ بے یقین سی وہیں کھڑی رہ گئی۔"میں نے ۔۔۔میں نے اسے کچھ دن پہلے کھویا ہے۔۔"وہ جلدی سے بول اٹھی۔

"کہاں کھویا تھا آپ نے اسے۔۔؟؟

وہ جواب دینے لگی ہی تھی کہ کسی خیال آنے پر رک گئی۔(مجھے ایسے ہی سب کچھ نہیں بتا دینا چاہئے،)

"آپ کون بات کر رہے ہیں۔۔؟؟"لہجے کو سنجیدہ بناتے اس نے استفسار کیا۔

"کہاں کھوئی تھی آپ کی ڈائیری۔۔۔؟؟"

"آپ اس ڈائیری کے بارے میں کیسے جانتے ہیں۔۔؟؟" ہوا تیز ہوئی تو اس کے ہاتھ میں ٹوکری لہرا سی گئی۔ نرم نرم سی بوندیں بارش کے موٹے موٹے قطروں میں بدلتی جا رہی تھی۔ گیلے پودوں اور مٹی کی خوشبو فضا میں پھیلنے لگی۔ وہ فون کان سے لگائے اسی راستے کی جانب بڑھی جس پر سے آئی تھی۔ اس نے انہیں درختوں پر نظریں دوڑائیں جن پر اس نے نشان بنایا تھا۔ لیکن وہ ساکت رہ گئی، جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی، خوف کی ایک شدید لہر نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ "نہیں۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔!! یہ نشان کیسے مٹ گئے ۔۔۔" فون کان سے لگائے وہ گرجتے بادلوں کی طرف پر خوف نظروں سے دیکھ کر بڑبڑائی، اور اس درخت کے قریب آئی، وہاں کوئی نشان نہیں تھا۔

"کونسے نشان۔۔۔" دوسری جانب سے آتی آواز پر وہ رکی۔ "کیا آپ باہر کہیں ہیں۔۔؟؟" ہوا سے جھومتے پتوں کی آواز پر وہ شخص فون کے اس پار سے بولا۔

"آپ نے مجھے اپنا نام نہیں، بتایا۔۔اور میری ڈائیری۔۔دیکھیں اگر وہ آپ کو مل گئی ہے تو اسے سنبھال کر رکھیں، آپ مجھے اپنا ایڈریس بھیج دیں۔۔میں اپنی ڈائیری لینے آجاؤنگی۔۔"

"آپ اس وقت جنگل میں کیا کر رہی ہیں۔۔پریسہ کنعان۔۔، جس نے آپ کے دادا کا قتل کیا ہے ،آپ اسے خود کو نقصان پہنچانے کا اچھا موقع فراہم کر رہی ہیں۔۔!!!"اس شخص کی آواز سنجیدہ تھی کسی بھی احساس سے عاری۔

وہ اس کی جنگل کی موجودگی کا ٹھیک اندازا لگانے پر ہکا بکا رہ گئی۔(یہ کون تھا۔دادا کے بارے میں کیسے جانتا تھا۔۔۔)"اگر اسے واقعی میں مجھے مارنا ہے تو میں پوری رات اس جنگل میں رہ سکتی ہوں۔۔آپ مجھے ایڈریس سینڈ کر دیں"

www.novelsclubb.com

"اگر جنگل سے صحیح سلامت نکل گئی، تو مجھے اس نمبر پر میسیج کر دینا، میں ایڈریس بھیج دونگا۔۔" کال بند ہو گئی تھی۔اس کی بات پر بوکھلا کر فون کی سکرین کو اضطراب اور نا سمجھی کے ملے جلے تاثرات سے تکتے اس نے کندھے اچکائے۔۔اور آگے بڑھنے لگی، پیچھے کسی سائے نے اس کے تعاقب میں حرکت کی۔وہ بے خبر آگے بڑھتی چلی گئی۔اس کے لگائے گئے نشانات غائب

ہو چکے تھے، ویسے ہی جیسے ہینسیل اور گریٹل کے گرائے گئے روٹی کے ٹکڑے پرندے کھا گئے تھے۔

♦♦♦

محمت پاشا مسجد کے پاس سے گزرتی ٹیکسی نے تیزی سے کئی موڑ کاٹے، یہ علاقہ بھی بارش کے باعث بھیگا ہوا تھا، لوگ رین کوٹ پہنے چھتریاں تھامے ادھر ادھر چلتے پھرتے دکھائی دیتے تھے۔ گاڑی کاٹیج کے سامنے رکی تو علائیزہ ڈرائیور کو پیسے دے کر برستی بارش کی پرواہ کئے بغیر گاڑی سے تقریبا گرتے ہوئے نکلی۔ خود کو گیلا ہونے سے روکنے کے لئے سر پر ہاتھوں سے چھاتا سا بنا کر وہ کاٹیج اور یاسمین کنعان کے گھر کے درمیان بنی پتھروں کی روش پر بھاگتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔ دروازے پر دستک دی تو ایمر نے دروازہ کھولا، اس کا چہرہ فکر مند سا تھا۔ ایک ہاتھ میں فون تھامے شائد وہ کسی کو کال کر رہا تھا۔ ”جی۔۔ کس سے ملنا ہے۔۔؟؟“ اس سے پوچھتے ہوئے اس نے فون نیچے کیا، شائد کسی نے کال نہیں اٹھائی۔ وہ بنا اسے جواب دیئے بادل نخواستہ اندر داخل ہوئی۔ اور سامنے رکھے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھی یاسمین کنعان کو دیکھ کر رکی۔

”آنٹی۔۔ پریسا کہاں ہے۔۔۔؟؟ مجھے یقین نہیں آرہا، کیسے ہو گیا یہ سب۔۔؟؟

یاسمین کنعان اسے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں پھر اس کے قریب آئی،ان کے چہرے پر سوگواریت تھی،"بس بیٹا۔۔ہم سب بھی یہی سوچ رہے ہیں،انکل نے تو کبھی کسی کے ساتھ دشمنی نہیں پالی۔۔۔"انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیر کر دلاسا دینے کے سے انداز میں تھپکا۔ایک یہ پریشانی ہے اوپر سے پریسہ بنا بتائے کہیں چلی گئی ہے۔۔۔کافی دیر ہو گئی ہے۔۔"انہوں نے فکر مندی سے دروازہ بند کرتے ہوئے ایمر کو دیکھا،جس نے ان کے اپنی طرف دیکھنے پر سر نفی میں ہلا کر کال نہ ملنے کا اشارہ دیا،"کب سے کال کر رہے ہیں اس کا نمبر بند جا رہا ہے۔۔مجھے لگا تم سے ملنے آئی ہو گی۔"

"اس نے جانے سے پہلے کچھ تو کہا ہو گا۔۔کتنی دیر ہوئی ہے اسے گئے ہوئے"علائیزہ کی آنکھوں میں لہراتے ہوئے خدشے قریب کھڑے ایمر کی نظروں سے چھپ نہ سکے۔

"تقریبا کوئی چار گھنٹے ہوئے ہیں۔۔۔ایمر مجھے لگتا ہے ہمیں پولیس کو بتا دینا چاہئے۔۔"یاسمین حانم نے ایمر کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"میں کال کرتا ہوں۔۔۔آپ دونوں بیٹھ جائیں۔۔" وہ مڑتے ہوئے فون میں نمبر ملانے لگا۔ دفعتاً دار یا بالائی منزل سے نیچے آتے زینوں سے اترتی ہوئی دکھائی دی،اس نے لمبی سی سفید فراک پہن رکھی تھی، سنہری بال پیچھے شانوں پر پھیلے ہوئے تھے۔اس کو خوش آمدید کہتے وہ انہیں کے مقابل رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔

"پریسہ کو بھی خیال نہیں ہے کسی چیز کا۔۔۔اس طرح غائب ہو کر فون بند کر دینے کی بھلا کیا تک بنتی ہے۔۔۔سب کو پریشان کر دیا ہے اس نے۔۔" کڑوے لہجے میں کہہ کر اس نے پلٹ کر ایمر کو دیکھا، جو فون پر پولیس کو اطلاع دے رہا تھا۔علائیزہ نے اس کی بات نظر انداز کر دی اور ٹراوزر کی جیب سے فون نکالا، لب کاٹتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہوئی۔(پریسہ پلیز کہاں ہو تم۔۔۔فون آن کرو اپنا پلیز)۔۔اس کے نمبر پر میسیج کر کے اس نے chat تھوڑی نیچے کی، بھیجے گئے میسیجز کی قطار اب تک ان دیکھی تھی۔اس نے کمرے کی چھت کو بے بسی سے دیکھا اور دل ہی دل میں اس کی عافیت کی دعا کرنے لگی۔

♦♦♦

موسٹر شہر کے جنگل پر اندھیرا گہرا ہو چکا تھا، گھنے درختوں کے سائے تلے چاند کی روشنی میں کھڑی پریسہ کا دل اب خوف سے لرزنے لگا تھا۔ کوئی ٹہنی اس کے پیروں تلے چٹخی تو وہ چونک سی گئی۔ گرد و پیش میں پھیلے درختوں سے اسے خوف آنے لگا، سگنلز بالکل غائب تھے۔۔ فون کی ٹارچ کھولے وہ چلتی جا رہی تھی۔ عقب میں کچھ ہی دور وہ سایہ مسلسل اس کے پیچھے تھا۔ چلتے چلتے جب اطراف میں نظر دوڑاتی تو وہ وہی جگہ ہوتی جہاں وہ کچھ دیر پہلے کھڑی ہوتی۔ یا تو اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔ یا یہ جنگل اسے بہکا رہا تھا۔ وہ کھو چکی تھی، اسے راستوں کو ٹھیک سے دیکھ کر چلنا چاہئے تھا، ان نشانات پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اسے بچانے کوئی نہیں آنے والا تھا۔ دفعتاً اسے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ وہ وہیں ٹھہر سی گئی، بالکل ساکت، جسم کا ہر عضو کان بن گیا، سانس دھونکنی کی مانند چلنے لگی۔ اس نے خود پر طاری ہوتے خوف کو قابو کرنا چاہا اور خود کو چونکنے اور پلٹنے سے روکے رکھا۔ بارش کے باعث وہ پوری طرح بھیگ چکی تھی۔ سردی کا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ سانس روکے اس نے آہستگی سے لب بھینچتے ہوئے ایک قدم بڑھایا، چہرہ بارش کے پانی سے بھیگا ہوا تھا۔ وہ آگے بڑھ ہی رہی تھی جب اسے عقب سے کسی شیطانی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ یہ ہنسی جنگل میں دور

تک گونجتی چلی گئی۔اس کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا سی گئی۔ سردی کے باعث جسم میں ہوتی کپکپاہٹ مزید بڑھی۔

"اسے تمہاری بھنک پڑ چکی ہے۔۔۔!!!" وہ لڑکھڑا گئی، کرخت شیطانی سی آواز تھی،اس نے سانس روکے رکھا،مبادا وہ جو کوئی بھی تھا اس پر جھپٹ پڑتا۔ نظریں آگے جمائی رکھیں۔

"وہ تمہارے پیچھے آئے گا۔۔تم بچ نہیں پاؤ گی جیسے تمہاری ماں نہیں بچ پائی۔۔۔۔تم بھی وہی موت مرو گی۔۔۔۔ تمہیں بھی وہ سب جھیلنا پڑے گا۔۔۔" پھر وہ سایہ اس کے قریب سے روشنی کی رفتار کی مانند تیزی سے گزرا اور اس کے بازو میں کوئی تیز نوکیلی سی شے چھبو گیا۔وہ درد کی شدت سے بلبلا کر چلائی۔اس نے آگے بڑھ کر اس کو پکڑنا چاہا، مگر اس کا ہاتھ ہوا میں ہی پھسل گیا۔اس سے پہلے کے وہ مدد کے لئے چلاتی اس کی آنکھیں تاریک ہونے لگی، ہوش سے بیگانہ ہوتے ہوئے اس نے ہاتھ میں ٹارچ جلاتے فون کو ایسے پکڑا کہ ڈھونڈنے والے اس کی روشنی دیکھ پاتے۔

♦♦♦

www.novelsclubb.com

تیز برستی بارش کچھ لمحے کو ہلکی ہو کر بوندا باندی کا روپ اختیار کر گئی تھی۔آسمان گرجتے بادلوں سے وقفے وقفے سے گونج اٹھتا تھا۔یہ رات کا تیسرا پہر تھا۔ inner space کمپنی کی عمارت کے سامنے سرخ اینٹوں سے بنی روش سے دس پندرہ قدم کی دوری پر کسی شاپ کے شیڈ تلے کھڑی گاڑی میں عام لباس میں ملبوس دو پولیس کارکن تھے۔ایک کے ہاتھ میں گرم بھاپ اڑاتے قہوے کا کپ تھا، جبکہ دوسرا سیٹ پیچھے کئے آنکھیں موندیں ہوئے تھا۔اکا دکا کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس دور سے آتی ہوئی ان پر روشنی اور پانی کے چھینٹے پھینکتی گزر جاتی تھی۔ایسے میں inner space کی نچلی منزل میں،ایڈم کی رہائش گاہ تھی،ایڈم اس پہر کچن میں کھڑا اپنے لئے کافی بنا رہا تھا۔اس کی آنکھیں دیر تک جاگے رہنے کے باعث بوجھل سی تھی۔کمرے میں موجود اس کا فون بجنے لگا تو اس نے کافی کی بوتل کاؤنٹر پر رکھی اور کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"ہاں۔۔کہو۔۔اس وقت۔۔!! خیریت ہے۔۔؟؟" پھر وہ کچھ دیر دوسری جانب سے بولنے والے کو سننے لگا۔

"مجھے رات کو دیر سے پتہ چلا۔۔اس وقت جانا مناسب نہیں تھا۔۔ صبح ہوتے ہی چلا جاؤنگا۔۔ بابا کو معلوم ہوا؟؟ہوں ٹھیک ہے۔۔۔۔!! میں فون رکھنے لگا ہوں۔" پھر رک گیا۔

"ایڈم۔۔پولیس تم پر نظر رکھے ہوئے ہے!!،انہیں لگتا ہے تم مرڈر میں ملوث ہو۔۔۔فنگر پرنٹس اور سی سی ٹی وی کیمرا تمہاری طرف واضح اشارہ کر رہے ہیں۔۔!!"

"کیا۔۔۔؟؟۔۔۔۔؟؟" وہ شاکڈ ہوا،لب بھینچ ڈالے۔

"تمہارے گھر سے باہر۔۔۔ایک گاڑی کھڑی ہے۔۔۔،میں زیادہ کچھ نہیں کہ سکتا۔۔کیا پتہ کال مانیٹر کی جا رہی ہو۔۔تم ہوشیار رہو۔۔" کال بند ہوئی تو وہ شل سا تاریک فون کی سکرین کو دیکھے گیا،اس کی آنکھیں الجھی ہوئی تھیں۔اس کے چہرے پر اضطراب سا پھیل گیا تھا،زہن تیزی سے حساب کتاب کرنے لگا تھا۔لب کاٹتے ہوئے اس نے کسی کو کال کرنے کے لئے فون اٹھایا ہی تھا جب ڈور بیل بجی۔اس نے ایک گہری سانس لے کر اپنے اعصاب نارمل رکھنے کی کوشش کی۔ابراہیم ٹھیک کہ رہا تھا،کال مانیٹر ہو رہی تھی۔وہ دروازے تک آیا،اور دروازے میں لگے پیپ ہول سے باہر جھانکا۔عام لباس میں موجود دو لوگ باہر کھڑے تھا۔بنا سوچے ہی

وہ جان گیا کہ وہ کس لئے آئے تھے۔اس نے آہستگی سے دروازہ کھول دیا۔دونوں میں سے ایک نے پولیس وارنٹ جیب سے نکال کر اس کے سامنے کیا۔موسٹر پولیس۔۔۔۔!!

"ایڈم احمد ہم آپ کے گھر کی تلاشی لینے آئے ہیں، شمس الدین کے مرڈر سے ہمیں آپ کے خلاف چند ثبوت ملے ہیں۔۔۔" دروازے پر ہاتھ رکھے ان میں سے ایک بارش کی بوندوں سے تر چہرے کو خشک کرتے ہوئے بولا، مبادا وہ دروازہ بند نہ کر دے۔اس نے دروازہ کھول دیا، جیسے ہی وہ دونوں اندر داخل ہوئے اس نے باہر کی جانب دوڑ لگا دی۔وہ دونوں اس کی پھرتی پر بھونچکا رہ گئے، اور اس کے پیچھے باہر لپکے، ایک نے گاڑی کی طرف دوڑ لگائی۔جبکہ دوسرا ایڈم کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔پیچھے گاڑی میں بیٹھنے والا پولیس کار کن گاڑی پوری رفتار سے ان کی جانب بڑھاتا اپنے ساتھی کے مقابل آیا، وہ پھرتی سے گاڑی میں بیٹھتا فون نکالنے لگا۔

"سسپیکٹ فرار ہو چکا ہے۔۔ٹریفک پولیس کو آئی ڈی بھیج کر اطلاع دو یہ کمبخت بھاگنے نہ پائے۔۔"

(جاری ہے، باقی آئندہ ماہ)

چوتھا باب:

درختوں کی سرگوشیاں

یادرکھو!! جنگل میں تیز چلتی جانااور اجنبی راستے اختیار مت کرناتا کہ تم کسی کا شکار ہونے سے بچ سکو!!

رات کے اس پہر ہوٹل گرینڈ سیاہ آسمان تلے اپنی روشنیاں بکھیر رہا تھا۔ ہوٹل کی دوسری منزل پر داؤد سلطان اپنے سوئیٹ میں، کچن کاونٹر کے اس پار سنک میں ہاتھ دھو رہا تھا۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ پلٹا اور دراز کھول کر سفید ٹاول نکالا اور دھوئی ہوئی پلیٹیں خشک کر کے برتنوں کے کیبنیٹ میں رکھنے لگا۔ ابھی اگر یہ کام کرتے ہوئے طارق اسے دیکھ لیتا تو شائد اس کا منہ حیرت سے کھل جاتا کیوں کہ اس نے اسے حکم دینے کے علاوہ کچھ کرتے نہیں دیکھا تھا۔ داؤد کیبنٹ بند کرتے کرتے رکا۔

(وہ ڈائیری۔۔!!) اس نے پرسوچ انداز میں آنکھیں چھوٹی کیں۔ گرے آنکھوں میں اچنبھا تھا۔ خیال ہی خیال میں اس نے وہ منظر ذہن میں ری پلے کیا۔ کاونٹر کی چمکتی سلیب پر وہ انگلیوں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے جیسے دستک دے رہا تھا۔(اس نے ڈائیری کو ہاتھ لگایا تھا۔پہلے پہل وہ لڑکھڑایا، لیکن دوسری دفعہ اس کے زہن میں تین تصویریں ابھری تھیں۔)چند لمحے کچھ سوچنے کے بعد اس نے پلکیں جھپکیں۔کچھ سوچ کر اب چلتے چلتے وہ لونگ روم میں آیا۔اس کے ٹیم میمبرز اپنے کمرے میں پر سکون سو رہے تھے۔ نظریں صوفے پر رکھی تہہ شدہ شرٹ پر رکیں۔پھر وہ صوفے تک آیا۔کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد اس نے ہاتھ میں وہ شرٹ اٹھائی۔کچھ لمحے بیتے ۔۔۔خاموش۔۔ساکت،اور یکدم اس کے زہن نے اسے طارق کا چہرہ دکھایا۔پھر کسی دکان کا منظر جس میں دکان دار کا چہرہ واضح تھا۔اس نے وہ شرٹ صوفے پر پھینک کے چند گہری سانسیں لی۔"یہ کیا ماجرا ہے۔۔۔۔"پیشانی سہلاتے وہ ششدر رہ گیا۔اس نے ایک اور دفعہ کوشش کرنے کا سوچا۔اس دفعہ اس نے اپنے کمرے کا رخ کیا۔اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے اس کا دل عجیب سی حالت کا شکار تھا۔وارڈروب کے دروازے کو ہاتھ لگا کر اس نے اسے ایک طرف سرکایا۔پھر پنجوں کے بل بیٹھ کر نچلے خانے میں پڑا اپنے آرچری کے سامان کا بیگ نکالا۔ بیگ بستر پر رکھ کر اس نے وارڈروب کا دروازہ بند کرنے کی زحمت نہیں کی،اسے کچھ جاننے کی جلدی تھی،یہ جس قسم کا بھی اثر تھا،اسے اس کو ایک بار اور ٹیسٹ کرنا تھا۔بیگ کی زپ کھلنے کی

آواز نے کمرے کی پر سکون خاموشی کو توڑا۔اب وہ بیگ کے اندر باقی سامان کے اوپر رکھے تیر کو دیکھ رہا تھا۔اس تیر کی دم پر خوبصورت باریک بیل بوٹوں کا ڈیزائن تھا۔تیر کو دیکھتی اس کی گرے آنکھوں میں ماضی کی پرچھائیاں ابھر آئیں۔

"وعدے کے مطابق جیسا میں نے کہا تھا،اچھے نمبر لینے پر تمہیں ایک تحفہ ملے گا۔۔!!۔محمود ادھم نے آفس کے وسط میں رکھی میز کے اس پار سے مقابل بیٹھے داؤد کو دیکھا۔ان کی آنکھوں میں چمک تھی۔فخر کی،امیدوں کی اور داؤد کے اچھے مستقبل کی۔"

"بابا۔۔آپ سسپینس بڑھا رہے ہیں،کب سے میں اسی پریشانی میں ہوں کہ تحفے میں ہو گا کیا۔۔"(کیا)بولتے ہوئے اس نے ہاتھوں کا اشارہ دیا تو محمود ادھم بے ساختہ ہنس پڑے۔منہ پھلاتے ہوئے داؤد نے سینے پر ناراض ہوتے ہوئے ہاتھ لپیٹ لئے اور چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔

"ارے ارے۔۔مائے ہنٹر مین۔۔اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔چلو آؤ تم ادھر۔۔!

انہوں نے ایک لمبا سا باکس اٹھا کر میز پر رکھا۔داؤد کرسی سے اتر کر دفعتا بھاگتے ہوئے ان کے

www.novelsclubb.com

دائیں طرف آیا۔اس کا قد میز سے کچھ انچ ہی اونچا تھا۔ پھولے ہوئے گال گلابی تھے۔اسکول یونیفارم میں ملبوس وہ ننھا سا فرشتہ لگ رہا تھا۔

"بابا۔۔۔کھولیں بھی۔۔!!"اس نے پھر سے صدا لگائی،تو محمود ادھم اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کئے باکس کھولنے لگے۔

داؤد کی آنکھوں میں باکس کے اندر پڑے تیر کو دیکھ کر خوشگوار حیرت در آئی۔اس کے دونوں ننھے ہاتھ منہ پر ٹھہر گئے۔اس نے پہلے تیر کو دیکھا پھر محمود ادھم کو۔

An arrow !! wow..you gifted me an arrow!!وہ خوشی سے اچھلا پھر تیر ہاتھوں میں لئے خوشی سے دمکتا چہرہ لیے غور سے اسے الٹا پلٹا کے دیکھ رہا تھا۔

"تھینک یو بابا آئی لو یو۔۔۔سو مچ۔۔۔!!"ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر وہ جھول سا گیا۔

"لیکن یہ گفٹ نہیں ہے داؤد،یہ تمہاری امانت ہے۔۔جو گفٹ میں دے رہا ہوں وہ تو یہ ہے۔"انہوں نے میز پر ہی رکھا دوسرا باکس اٹھایا وہ گفٹ پیپر میں لپٹا ہوا تھا۔

"کیسی امانت۔۔۔؟؟۔۔" تیر کو واپس اس کے ڈبے میں ڈال کے اس نے الجھن اور ذرا جوش سے محمود ادھم کو دیکھا۔

"چھوڑو۔۔ تم یہ گفٹ دیکھو۔۔ جو میں نے لیا ہے؟؟۔۔ ہوا میں ہاتھ جھلاتے جیسے انہوں نے اپنی ہی بات کو پرے دھکیلا۔ داؤد، فوراً سے ان کا دیا ہوا گفٹ اٹھائے اس کے سرخ ربن کو کھولنے لگا۔ ماضی کا منظر دھوئیں کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر بیگ سے تیر نکالا۔ وہ نا سمجھی کی سی کیفیت میں تھا۔ اسے اس امانت کے بارے میں جاننا تھا۔ یہ تیر آخر کس نے دیا تھا، اسے۔۔

اس کے دائیں کان میں پھر وہی تیز آواز ابھرنے لگی۔ اس نے تیر کو تھامے رکھا۔ پہلا چہرے نے اسے چونکایا۔ یہ چہرہ نوریز انکل کا تھا جو بچپن میں ان کے گھر آتے جاتے تھے۔ اور دوسرا چہرہ ۔۔ دوسرے چہرے میں اسے اپنا عکس نظر آیا۔ اسی جیسی گرے آنکھیں، اور چہرہ۔ اس چہرے کے خدوخال اس سے کافی ملتے جلتے تھے۔ یہ آخری چہرہ۔۔ یہ جس کسی کا بھی تھا، اس کا اس شخص سے گہرا تعلق تھا۔ اس نے تیر واپس بیگ میں ڈالا اور بستر پر بیٹھ گیا۔ ذہن تیزی سے ان گتھیوں

www.novelsclubb.com

کو سلجھا رہا تھا۔ سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر اس نے اپنے سیاہ بال پیچھے کیے جو دوبارہ اس کے ماتھے پر بکھرتے چلے گئے۔ دفعتاً سائڈ ٹیبل پر رکھا اس کا فون بجنے لگا، پہلا خیال اسے اس لڑکی پریسہ کا آیا، لیکن سکرین پر جگمگاتے مرات بیسیل کے نام نے اس کے خیال کی نفی کر دی۔ اس نے فون کان سے لگایا۔

"تم۔۔۔ تم۔۔ سلطان مغربی۔۔ تم میرے ساتھ دوبارہ۔۔ بیٹ لگاؤ گے۔۔ مجھے ایک دفعہ اور کھیلنے کا موقع دو۔۔" اس کی آواز نشے میں دھت لڑکھڑا رہی تھی۔ داؤد نے گھڑی دیکھی، اور پھر ابرو کھجاتے ہوئے ایک گہری سانس لی۔

"مرات صاحب میں نے تو آپ کے نقصان کی تلافی کرنی چاہی تھی۔۔ لیکن شائد آپ خود اپنا فائدہ نہیں چاہتے، میری موجودگی کی خبر کسی اور نے دے دی تو آپ کا تو ادھر بھی معاملہ ختم ہو جانا ہے۔" بات کرتے کرتے اس کی نظریں لیمپ کی زرد روشنی میں ڈائیری پر تھیں۔

"ایسے۔۔۔ کس طرح۔۔۔ ایسے کس طرح ہو گی تلافی ۳۰۰ ملین کی ایسے کیسے تلافی ہو گی؟؟ "

www.novelsclubb.com

"افسوس ہے۔۔کہ تم اپنے باس کو نہیں جان سکے اب تک۔۔لیکن خیر۔۔۔انکل کو خبر دو کہ تم مجھ پر کافی عرصے سے نظر رکھے ہوئے تھے۔اور میرے ساتھ پوکر گیم کھیل کر ثابت کرنا چاہتے تھے کہ آیا میں دماغی طور پر سٹیبل ہوں کہ نہیں۔مجھے اپنی جائداد چاہیئے اور اس کے لئے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔جن کسینوز کو مغربی چلا رہا ہے،ان کو میں ایک ہی دن میں ٹھپ کروا سکتا ہوں۔۔۔۔اگر یہ خبر تم نہیں دو گے تو میں کسی اور کے ذریعے پیغام پہنچا سکتا ہوں۔۔پھر نقصان کا رونا رونے کے لئے مجھے کال مت کرنا۔۔"کال منقطع کر کے اس نے فون بیڈ پر اچھالا۔ذہن دوبارہ وہیں اٹک گیا۔

(اگر یہ ڈائری اس لڑکی کی ہے،تو یہ یہاں کیسی پہنچی۔۔۔؟؟۔۔اور یہ تیر۔۔۔۔)اس نے اپنی ٹھوڑی کو مسلا،پھر ایکدم اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔(اور وہ ہرن۔۔!!)وہ چونک گیا اور دوبارہ اس ڈائیری کو دیکھا۔پھر عجلت سے اٹھ کر دراز سے پین نکالا۔بستر پر بیٹھ کر ڈائری اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔اور پین سے اس پر کچھ لکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"تم کون ہو۔۔۔؟؟۔۔"اب وہ اپنی لکھی گئی سطر کو دیکھ رہا تھا۔پیلے کاغذ پر اس کی سطر جذب ہو کر غائب ہوئی اور ایک اور سطر ابھری۔

"تمہاری سچائی۔۔۔۔!!"سطر کو پڑھ کر وہ اپنی جگہ منجمند سا ہوا۔

"کیسی سچائی۔۔۔!!"وہ لکھنا چاہتا تھا کہ یہ ڈائری کس طرح کام کر رہی ہے، لیکن کسی خیال کے تحت رک گیا۔یہ بلاشبہ جادو تھا۔ایسا جادو جس پر کوئی یقین نہ کر پاتا۔یہ سب کچھ حیران کن تھا۔ناقابل یقین۔ بچپن میں جب اس کی چوٹوں کے نشان خود بخود مٹتے تھے، زخم خود بخود مندمل ہوتے تھے، یہ بات اسے پریشان کئے رکھتی تھی لیکن اس چیز کو اس نے کبھی جادو سے نہیں جوڑا تھا۔وہ اس چیز سے، اس اثر سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔اس وقت جب وہ قاتل ٹھہرا تھا وہ اپنے بابا کو چیخ چیخ کر بتانا چاہتا تھا، کہ پہلا دھوکہ اس کا اپنا جسم اسے دے رہا ہے، اس کے زخموں کو لمحوں میں مندمل کر کے، اس پر کئے جانے والے ظلم کے ثبوت مٹا کے، اسے اس دن سب سے پہلے خود سے نفرت ہوئی تھی اپنی ذات سے۔اس رات۔۔اس اندھیری رات میں جب وہ گھر سے بھاگا تھا تو وہ پہلے کا بات بات پر مسکرانے والا، ہنس مک، داؤد سلطان نہیں تھا۔وہ اس

www.novelsclubb.com

کالے آسمان تلے،اس دنیا میں موجود ایک اجنبی تھا، جس کا کوئی نہیں تھا۔اس سے یہ بات مخفی نہیں تھی کہ وہ ایڈاپٹڈ ہے،نہ ہی کبھی اسے محسوس ہوا تھا۔لیکن اس رات پہلی بار اس گھر میں رہنے والے نفوس نے اسے پرے دور پھینکا تھا،انہوں نے اس رات اسے احساس دلایا تھا کہ وہ اس کے خونی رشتے دار نہیں تھے،وہ بس اسے پال رہے تھے،اس کار شتوں پر یقین اسی دن اٹھ گیا تھا۔اس نے پھر کبھی ماں باپ کا نہیں سوچا،نہ ہی اپنے حقیقی والدین سے ملنے کی اس کے دل نے خواہش کی،دل کا یہ خانہ ہمیشہ کے لئے بنجر ہو گیا تھا۔اس کی اولمپکس میں جانے کی،اچھے گریڈز لینے کی خوشی محمود ادھم کے اپنے مقاصد کے لئے تھی۔جب وہ اپنا کچھ سامان لئے گھر سے نکل رہا تھا تو اس کا ارادہ خودکشی کا نہیں تھا۔اور جب وہ پل پر کھڑا اپنے لئے لوگوں کی،کی جانے والی سرگوشیاں کانوں میں محسوس کر رہا تھا،ان سرگوشیوں نے اس کے دل میں ایک ہی خواہش ڈالی تھی۔موت۔۔۔!!۔اس کے معصوم زہن نے مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی اپنے لئے وہی سزا منتخب کی تھی۔

”ایسے بچوں کو پیدا ہی نہیں ہونا چاہئے۔۔۔“

"کیا عزت رہ گئی محمود صاحب کی۔۔۔"اس لمحے اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے سرخ ہوتی آنکھوں اور چکنا چور دل سے اس پل کا جائیزہ لیا۔ جس پر گاڑیاں تیزی سے گزرتی جاتی تھیں۔(یہ وہی ہے نا جس کا انٹر نیشنل آرچری کا پیٹیشن میں سیلیکشن ہوا ہے۔۔۔اتنی بڑی کامیابی کے بعد اس حرکت پر تو واقعی محمود صاحب گھر سے نکلنا بھی نہیں چاہیں گے)۔ پھر وہ پل کی دیوار پر کھڑا ہوا تھا۔اور نیچے گہرے شور مچاتے دریا میں اس نے چھلانگ لگادی تھی۔پل پر چلتی رات کے اس پہر ایک گاڑی کے ٹائر سڑک پر تیز آواز سے چرچرائے گویا آگ اگل گئے ہوں۔ گاڑی سے ایک شخص بدحواسی میں باہر نکلا تھا۔اس نے پل کی جانب بھاگ کر دیوار سے نیچے جھانکا۔ دریا کا پانی اس بچے کا جسم نگل چکا تھا۔اب وہاں پانی ساکت تھا۔اس آدمی نے کوٹ اتار کر ادھر ادھر دیکھا تھا اور پھر بنا اپنی پرواہ کئے، برفیلے ٹھنڈے پانی میں چھلانگ لگادی۔ دریا میں ایک باآواز بلند جھماکا ہوا۔اور پانی اچھل کر دور تک لہریں بناتا چلا گیا۔

♦♦♦

رات کے اس پہر، جب موسٹر کے اکثر لوگ، موٹے موٹے کمبلوں تلے دبکے خواب بُن رہے تھے۔ شہر کا آسمان تاروں بھری سیاہ چادر پھیلائے ہوئے تھا۔چاند پورا تھا اور سفید روشنی

پھیلائے جارہا تھا۔ایسے میں یاسمین کنعان کے گھر کی نچلی منزل کی ساری بتیاں جل رہی تھی۔ کاٹیج کورخ کرتی کھڑکی سے اندر جھانکنے پر کمرے میں پڑے بستر پر ایک لڑکی گہری نیند میں سوئی دکھائی دیتی تھی۔کمرے کے باہر صوفوں میں چار نفوس پریشان بیٹھے ہوئے تھے۔کسی ایک کی آنکھوں میں بھی نیند کا شائبہ تک نہ تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا یہ گئی کہاں تھی، گردن پر زخم بھی لگا ہوا ہے۔۔۔اور جو چھوڑ کے گیا ہے، کم از کم بتا تو سکتا تھا، کون ہے۔۔۔اسے یہ ملی کہاں؟؟

ان تینوں کی نظریں یاسمین کنعان کے متفکر چہرے پر تھیں۔داریا کا چہرہ دبے دبے غصے کے تاثرات سے بھر گیا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے دستک سن کر دروازہ کھولا تھا، سامنے دیکھا تو پریسہ زمین پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی، ادھر ادھر دیکھا بھی لیکن کوئی تھا ہی نہیں،۔۔"علائیزہ بول اٹھی۔

"کم از کم گھر پہنچ گئی ہے، اللہ کا شکر ہے!!"ایمر نے صوفے کی پشت سے ٹیک ہٹاتے ہوئے یاسمین کنعان کی جانب دیکھا۔پھر ان سب کی جانب باری باری دیکھا۔"آپ لوگ آرام کریں،

رات کے چار بج رہے ہیں، بہت دیر ہو گئی ہے۔۔اور پھپھو آپ پریشان مت ہوں، میں پریسا کو سمجھا دونگا، آئندہ ایسی غلطی نہیں کرے گی، اور آپ بھی کچھ دن تک اسے گھر سے باہر مت جانے دیجیئے گا۔۔۔!!"

ہونہہ جیسے چھوٹی بچی ہو" داریا کی بڑبڑاہٹ علیزہ کے کانوں میں پڑی تو اس نے چہرہ موڑ کر اسے افسوس سے دیکھا۔اس کے چہرے پر تلخی تھی۔

"ٹھیک ہے بیٹا!! تم آؤ میرے ساتھ، خامخواہ میں اتنی زحمت دی تمہیں!!" وہ اٹھ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔

"پھپھو۔۔میں کام نہیں آؤنگا تو کون آئے گا، آپ مجھے بلا جھجک کسی بھی وقت بلا سکتی ہیں۔" سیڑھیوں کے پاس کھڑی یاسمین حانم کی آنکھوں میں دیکھ کر وہ صاف گوئی سے بولا تو وہ مسکرائیں اور اس کے کندھے کو سہلایا۔"تمہاری موجودگی نے مجھے اس مشکل وقت میں کافی دلاسا دیا، اللہ تمہیں کامیابی دے"

چلو آؤ اوپر کمرے میں۔۔سردی بڑھ رہی ہے، میں تمہاری لئے کمبل نکالتی ہوں"

عقب میں داریا نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے علائیزہ کو دیکھا اور کھڑی ہوئی۔ ”شکر ہے تمہاری دوست صحیح سلامت مل گئی ہے۔ تم اسی کے ساتھ اس کے کمرے میں سو جاؤ۔۔۔ مجھے تو اپنے کمرے کے علاوہ کہیں نیند نہیں آتی۔۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو کچن سے لے لینا۔۔ تکلف مت کرنا“ رسمی سے جملے بولتے ہوئے وہ آہستگی سے پلٹی۔

(صرف میری دوست۔۔ تمہاری بھی بہن ہے۔۔ سوتیلی ہی سہی) خیال ہی خیال میں اسے جواب دیتے وہ زبردستی مسکرادی اور پریسا کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ اندر کمرے میں پریسا نے بستر پر ایک کروٹ لی، گردن کے پاس سے درد کی ٹھیسیں اٹھ رہی تھی۔ اس کا ہاتھ بیساختہ گردن پر ٹھہر گیا، وہاں پٹی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس کی کھلتی بند ہوتی آنکھوں میں کمرہ دھندلا سا دکھائی دے رہا تھا۔ اسی اثنا میں دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی چرچراہٹ سنائی دی۔ کوئی تیزی سے بستر کے قریب آیا۔ ”پریسہ کیسا محسوس کر رہی ہو تم۔۔؟؟“ آواز میں پریشانی تھی۔ لمحے بھر میں اس نے علائیزہ کی آواز پہچانی۔ ناہموار سی آواز میں ”ہوں“ کہ کر اس نے آنکھیں دوبارہ موند لیں۔ اسے محسوس ہوا علائیزہ اس کے چہرے سے بال سمیٹ رہی تھی۔ اس نے دوبارہ آنکھیں نیم وا کیں، پھر اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ زخم بہت گہرا تھا کیا۔۔۔؟؟" علائیزہ اس کا ہاتھ تھامے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں بس ہلکا سا کٹ تھا، ایمر نے دوا لگا دی ہے جلدی ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

"کیا ایمر نے ڈھونڈھا تھا مجھے۔۔۔۔؟؟۔۔اب اس نے پوری آنکھیں، کھولیں اور سختی سے جھپکیں، جیسے خود پر طاری غنودگی کم کرنا چاہتی ہو۔ علائیزہ کے ذہن میں فورا ایمر کی آواز گونجی۔

(اگر اسے یاد نہ ہو کون اسے یہاں تک لایا ہے تو آپ لوگ میرا نام لے لیجئے گا۔۔میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر رہے گا، وہ مزید پریشانی سے بچ جائے گی، ورنہ مجھے ڈر ہے اگلے دن پریسہ اس شخص کو ڈھونڈنے نہ نکل جائے۔۔جو اسے لایا ہے) اس کی بات سے وہ متفق تھی، وہ پریسہ کو جانتی تھی، جب تک اسے جواب نہیں مل جاتا تھا۔ وہ اس سوال کا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ایمر ہی لایا تھا، تمہاری پٹی بھی اس نے کی ہے۔۔۔" پھر اس کے لبوں پر ایک شریر مسکراہٹ امڈ آئی۔ "ویسے بہت پریشان لگ رہا تھا وہ تمہارے لئے۔۔لگتا ہے تمہارے لئے فیلنگز ہیں اس کے دل میں۔۔"

"اوں ہوں۔۔۔پریسا نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا۔"تمہارے اندر ان باتوں کے علاوہ کچھ اور سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے"

"تمہیں اس وقت داریا پر غور کرنا چاہیئے تھا، یقیناوہ میرے مل جانے پر اداس ہو گی، اور جب ایمر مجھے ڈھونڈنے نکلا ہو گا اور پھر میری پٹی کرتے وقت۔۔ تمہیں اس پر غور کرنا چاہیئے تھا۔" وہ نظریں اس پر جمائے، بمشکل مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔علائیزہ نے آنکھیں گھمائی، اور ہونٹ گول کر کے سانس باہر نکالی۔

"ہاں کیا تھا میں نے غور۔۔۔۔"وہ اب بستر پر آڑھی ترچی لکیریں کھینچ رہی تھی۔

"تو کیا معلوم ہوا تمہیں۔۔۔؟؟"

www.novelsclubb.com

"یہی کہ وہ اس میں انٹرسٹڈ ہے اور اس وقت اس کی شکل غصے سے لال ٹماٹر بن گئی تھی"

"ہوں۔۔تو پھر تمہیں ان کے بیچ مجھے نہیں گھسیٹنا چاہیئے، چاہے وہ میری سوتیلی بہن ہے ۔۔لیکن میں اس کے خوابوں کے درمیان نہیں آنا چاہتی۔۔اب تم میرا دماغ نہ چاٹو۔۔آہ۔۔میں بہت بیمار ہوں۔۔"اس نے کراہتے ہوئے کروٹ لی۔"اور یہ لائیٹ آف کر دینا۔۔"

علائیزہ اس کی پشت کو تکتے ہوئے ایک گہری سانس خارج کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ”لیکن وہ اس میں انٹرسٹڈ نہیں لگتا۔۔وہ تم میں انٹرسٹڈ ہے پریسہ!!!۔۔یہ بات اس کا تمہارے ساتھ رویہ دیکھ کر کوئی بھی کہ سکتا ہے۔۔!!“

”لیکن میں اسے اس نظر سے نہیں دیکھتی، میں اسے داریا کا لو انٹرسٹ سمجھتی ہوں۔۔۔۔میرے دل میں اگر اس کے لئے احساسات جاگ بھی جائیں تو میں اسے نہیں چنوں گی۔۔“ علائیزہ نے اس کے خاموش ہونے پر بٹن دبا کر لائیٹ آف کر دی، اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔اس کی دوست پر ان دو دنوں میں جو کچھ بیتا تھا، اگر وہ ہوتی تو برداشت نہ کر پاتی، شائد وہ اپنی زندگی کے بارے ٹھیک کہتی تھی، اس کی زندگی کسی امر بیل کی طرح اس سے لپٹی، ساری خوشیاں نگل رہی تھی۔اندھیرے میں پریسا کی پشت کو تکتے اس کی آنکھیں اپنی دوست کے لئے ترحم اور فکر سے بھر گئی تھیں۔

♦♦♦

www.novelsclubb.com

بوسنیہ کا شہر زینیکا نیند سے بیدار ہو چکا تھا، نومبر کا وسط چل رہا تھا۔ یہاں بھی موسٹر شہر کی طرح درخت خزاں رسیدہ پتے گرانے کے بعد نئے ہرے بھرے پتوں سے لدے ہوئے تھے

۔

"تم کافی لوگے یا قہوہ۔۔" اونی ٹوپی پہنے اس نوجوان نے مقابل بیٹھے ایڈم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ایڈم بیک پارلر ریستوران کے مقابل بنے پاشا بار بر شاپ میں آتے جاتے لوگوں پر نظریں مرکوز کئے ہوئے تھا۔انہیں موسٹر سے یہاں پہنچنے میں تقریباساڑھے تین گھنٹے لگے تھے۔ابراھیم کی گاڑی باہر پارکنگ میں کھڑی تھی۔اپنی گاڑی میں آنا ایڈم کے لئے کسی رسک سے کم نہیں تھا۔پولیس اس کا نمبر پلیٹ ٹریس کر سکتی تھی۔اس نے گردن موڑ کر ابراھیم کو دیکھا۔اس کی ناک اور گال سردی کے باعث سرخ نظر آتے تھے۔ایڈم خود بھی بادامی رنگ کا موٹا سویٹر پہنے ہوئے تھا۔

"کافی۔۔ منگوالو۔۔ساتھ میں peanut butter اور بریڈ، بہت بھوک لگی ہوئی ہے" ہاتھ آپس میں مسلتے اس نے منہ کے قریب مٹھی سی بنائی اور پھونک مار کے جیسے انہیں سینکھنے لگا۔

"ایڈم۔۔ایسے بھاگ کر تم پولیس کا شک یقین میں بدل رہے ہو۔۔" ویٹر کو آرڈر نوٹ کروانے کے بعد اب ابراھیم پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھا،اس کا لہجہ پریشانی لئے ہوئے تھا۔

"ابراھیم!! میں بابا کو پریشان نہیں کرنا چاہتا،وہ میرے بزنس کے بارے میں کتنا خوش تھے تم جانتے ہو،ان کو بتانے کا مطلب ہے ماضی میں انہیں کھینچ لانا۔۔!! میں ایسا نہیں چاہتا،،،میں انہیں خود پر شک کرنے نہیں دے سکتا۔۔۔میرے لئے یہ کسی ڈراؤنے خواب جیسا ہے۔۔ ابراھیم پر نظریں جمائے ایڈم لمحے بھر کو رکا۔آس پاس کی میزیں گاہکوں سے بھرنے لگی تھیں۔ ناشتے کی خوشبو ریستوران کی فضا میں پھیل چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جب تک میں اپنی بے گناہی اس مرڈر کیس میں ثابت نہ کر دوں۔۔نہ تو میں خود کو پولیس کے حوالے کرونگا اور نہ ہی فیملی میں اس بات کا ذکر کرونگا۔۔۔!!"

ابراھیم نے اس کی بات پر اثبات میں سر ہلایا۔"چلو پولیس سے شائد تم تب تک کے لئے بچ بھی جاؤ لیکن نیوز کا کیا کروگے۔۔جس قسم کا یہ قتل ہے وہ میڈیا سے چھپا نہیں رہ سکتا،اب تک یہ

خبر کئی بار نیوز چینل پر دکھائی گئی ہو گی۔۔۔اور شائد عنقریب تمہارے فرار کی بھی بتادی جائے ۔کیونکہ تم فی الحال ایک اہم سسپیکٹ ہو اس کیس میں۔۔"

ٹیبل پر ویٹر ان کی آرڈر کی گئی چیزیں سجا رہا تھا۔وہ دونوں اس کے جانے کے انتظار میں خاموش ہو چکے تھے۔ریستوران کے باہر گاڑیوں اور لوگوں کی آمد و رفت اب بڑھ چکی تھی۔ویٹر کے جانے کے بعد ایڈم نے اپنا کافی کا کپ اٹھایا۔اور کافی کا ایک گہرا گھونٹ بھرا۔اس کی گندمی مائل صاف رنگت اور عام نقوش مونچیں شیو کرنے کے بعد بھلے لگ رہے تھے۔اس نے قہوے میں چمچ چلاتے کسی گہری سوچ میں گم ابراھیم کو دیکھا۔اور پھر ٹوسٹ پر چھری سے پینٹ بٹر لگانے لگا۔وہ بچپن سے اس کے ساتھ رہا تھا۔ایک ہی سکول،ایک ہی محلے میں رہنے کے باعث ان دونوں کی دوستی بچپن سے ہی گہری تھی۔اب وہ ایک ہی کمپنی میں اس کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ چھری نیچے رکھ کر اس نے ٹوسٹ کو آدھا تہہ کیا۔ تبھی اس کی نظر سوچ میں ڈوبے ابراھیم پر پڑی جو خیال خیال میں سو گوار سا مسکرا رہا تھا،اس کا چہرہ ایکدم اداس ہو گیا تھا۔ایڈم کا منہ تک جاتا ٹوسٹ والا ہاتھ رکا۔

"ایسا کیا سوچ رہے ہو تم۔۔۔؟؟"اس نے بھنوئیں بھینچ کے غور سے اسے دیکھا۔جیسے اس کا چہرہ پڑھنا چاہتا ہو۔

"کچھ نہیں۔۔۔بس ایسے ہی۔۔"ابراھیم نے خود کو نارمل ظاہر کرتے ہوئے شیشے کی پرچ میں چمچ کپ سے نکال کر رکھ دیا۔اب وہ کپ ہونٹوں سے لگائے قہوہ پی رہا تھا۔ایڈم کی آنکھوں کی چمک مانند پڑی۔

"شائد یہ مکافات عمل ہو۔۔۔!!"ابراھیم بلآخر دل کی بات زبان پر لے آیا جو کل رات سے اسے پریشان کر رہی تھی۔

"یہ مکافات عمل نہیں ہے ابراھیم۔۔۔تم بھی کیا الٹا سیدھا سوچتے ہو!!"

www.novelsclubb.com

"ایڈم میرا یقین مجھے یہی کہتا ہے،کہ جب بندہ اپنا انتقام چھوڑ دے تو وہ خدا مکافات عمل کی صورت لے لیتا ہے۔۔"ابراھیم پوری طرح قہوے کی جانب متوجہ تھا۔لیکن اس کے الفاظ ایڈم کو پہلو بدلنے پر مجبور کر گئے۔

"جو کچھ ماضی میں ہوا۔۔!!!

میرے خیال میں اس موضوع پر بحث نہیں کرنی چاہیئے ہمیں۔۔تم بتاؤ سیدھا گھر جاؤ گے اب،

"کپ نیچے رکھ ابراھیم پرانی ٹون میں لوٹ آیا۔وہ اس موضوع کو ہمیشہ ٹال جاتا تھا۔نہیں چاہتا تھے کہ ان کی دوستی میں کسی قسم کی بحث کی وجہ سے دراڑ آجائے۔ایڈم کو لگا جیسے وہ اسے کسی کٹہرے میں کھینچ لایا ہو۔

"وہ میری غلطی نہیں تھی۔۔!!"

"ایڈم لیو داٹاپک۔۔!!!"ابراھیم نے اس کی بات کاٹنی چاہی۔

"نہیں مجھے بولنے دو،تم ہمیشہ ایسی بات کر کے بات بدل دیتے ہو جو بعد میں مجھے تکلیف دیتی ہے۔۔۔لیکن میں ناسمجھ تھا۔۔بچہ تھا اس وقت۔۔میں نے خوف کے مارے اسے سیڑھیوں سے نیچے دھکا دیا تھا۔۔۔وہ داؤد کی طرح ہمیں بھی مسلسل bully کر رہا تھا۔

"لیکن اس کی موت کا الزام داؤد کے سر ڈالنا کیا یہ ناسمجھی تھی۔۔؟؟جیک کی موت حادثاتی تھی لیکن داؤد پر الزام تم نے سوچ سمجھ کر لگایا تھا ایڈم۔۔۔تم اچھی طرح جانتے تھے تمہارا یہ عمل کس طرح کے نتائج پیدا کر سکتا ہے۔۔۔!!"

www.novelsclubb.com

"تو تم صرف مجھے الزام دے رہے ہو۔۔تم یہ کہہ رہے ہو کہ اس نے سوسائیڈ میری وجہ سے کی ۔۔تمہارا اپنی خاموشی کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔تم بھی تو خاموش رہے تھے۔۔خاموش رہنا بھی برابر کا جرم ہے۔۔۔لیکن میں نے کہا نا کہ ہم بچے تھے،،"ایڈم کا لہجہ سخت ہو گیا۔ چہرے پر نا قابل برداشت درد سا پھیل گیا۔

"میں اپنا جرم قبول کر چکا ہوں۔۔۔تم نہیں کر پا رہے اب تک ایڈم۔۔تم اپنے اس عمل کو جسٹیفائے کرتے رہتے ہو۔۔۔بچے ہوتے تو ایسا کرتے۔۔۔؟؟"ابراھیم نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر دوبدو سوال کیا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں پر سکون جی رہا ہوں۔۔بھول گیا ہوں سب کچھ؟؟؟؟ایڈم نے لب سختی سے بھینچے۔مجھے ماضی سکون سے نہیں رہنے دیتا۔۔ٹھیک ہے میں چاہتا تھا وہ ہماری زندگی سے دور چلا جائے لیکن میں نے یہ نہیں چاہا تھا کہ وہ اپنی جان لے لے۔۔۔ایڈم کی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو چکے تھے۔لب بھینچے اس نے پلکیں جھپک کر آنکھوں میں امڈنے والی نمی کو پیچھے دھکیلا۔اس کا دل ماضی کے بوجھ تلے دب رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہم دونوں نے اسے اسی وقت مار دیا تھا جب تم نے اس پر الزام لگایا تھا اور میں تمہاری خاطر خاموش رہا تھا۔اس کی خودکشی اس کی اندرونی موت کا نتیجہ تھی۔بچہ وہ تھا ایڈم محمود۔۔۔کیونکہ وہ معصوم تھا۔ہم بچوں کے روپ میں قاتل تھے۔۔۔"

"بس کرو۔۔۔enough!!!"۔۔۔!!۔ایڈم دباد باچلایا۔اسے لگا کوئی اس کے کانوں میں سیسا انڈیل رہا ہے۔ابراھیم بنا اس کے جذبات کا اثر لئے سپاٹ چہرہ لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"لیکن شائد تم یہ سب نہیں سمجھ پاؤ گے۔۔تمہارے دل میں داؤد کی موت کے بعد بھی اس کی نفرت کا اثر ہے، کیونکہ اس نے چند سالوں کے لئے تم سے تمہارے بابا کی محبت جو چھین لی۔فکر مت کرو تمہارے پیرینٹس کو اس معاملے کی خبر نہیں ہو گی۔میں اس دفعہ بھی تمہاری دوستی کی خاطر پوری ایمانداری سے خاموش رہو نگا۔۔کیونکہ اس دفعہ تم سچ میں بے گناہ ہو۔۔"ٹیبل پر ادھ چھوا کھانا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ایڈم نے حلق میں پھنستے پھانس کو بمشکل نگلا اور دائیں طرف چہرہ موڑ دیا تھا۔اس کی سانسیں رکنے سی لگی تھی۔سینہ مسلتے ہوئے وہ جھٹکے سے اٹھا تھا،اور ریستوران سے باہر آگیا۔ابراھیم وہی بیٹھا رہا،ماضی کی دلدل میں پیر پھنسائے اس نے اب بچاؤ

www.novelsclubb.com

کے لئے ایڈم کی طرح ہاتھ پیر نہیں چلائے تھے،اس نے سب کچھ قبول کر کے خود کو وہیں دھنسنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔کیونکہ جتنا وہ ماضی کے اس دلدل سے نکلنے کی کوشش کرتا تھا اتنی یہ تکلیف بڑھتی چلی جاتی تھی۔

♦♦♦

موسٹر پولیس کے پراسیکیوشن آفس میں اس صبح معمول کے مطابق چہل پہل تھی۔آفیسرز کی آمدورفت تھی۔شہری مختلف پولیس کارکنان کے مقابل بیٹھے شکایات درج کروا رہے تھے۔ ٹیلیفونز کی بجتی گھنٹیاں معمول کے ایک مصروف دن کی عکاسی کر رہی تھیں۔وہیں اس بڑے سے ہال میں میز کے پیچھے بیٹھے براق کی نیلی آنکھیں سکرین پر تھیں اور انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر چلتی ایلف کی surveillance نگرانی) رپورٹ بنا رہی تھی۔مقابل بیٹھی ایلف کے ہمراہ دو خواتین پولیس اہلکار تھیں۔اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی۔وہ حیرانی سے کیبورڈ پر ٹائپ کرتی براق کی انگلیوں کو تک رہی تھی۔دفعتا براق کی انگلیاں رکیں اور اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے آنکھیں مسلیں،پھر گردن کو دائیں بائیں موڑ کر جیسے اس نے اپنی تھکن کم کرنی چاہی،اور ایک انگڑائی لی۔

"ان کی ہتھکڑی کھول دو،اور باہر گاڑی میں بیٹھ جاؤ میں رپورٹ کا پرنٹ آؤٹ نکال کر آرہا ہوں۔۔"

اثبات میں سر ہلاتی ایک اہلکار نے ایلف کی ہتھکڑیاں کھول دیں۔ایک اس کا بازو تھامے ہوئے تھی۔اسے کھڑے ہونے کا کہہ کر وہ دونوں اسے لئے بیرونی دروازے کی جانب جاتی راہداری کی طرف بڑھ گئے۔پیچھے آفس ہال میں رکھی بڑی سی مشین کے سامنے کھڑے براق کے کندھے پر عام حلیے میں ملبوس انسپیکٹر نے ہاتھ رکھا تو اس نے چونک کر اس کی جانب گردن گھمائی۔انسپیکٹر کے چہرے پر نظر پڑی تو گرمجوشی سے مسکرایا اور اس کے گلے لگ گیا۔

"کیا حال ہے بھائی، بڑے دنوں بعد ملاقات ہوئی۔۔"اس سے مصافحہ کرتے براق کا دوسرا ہاتھ اس کے کندھے پر تھا۔

"تم تو جانتے ہو۔۔ایک کیس نمٹتا ہے تو دوسرا سامنے آجاتا ہے،ابھی بھی شمس الدین کے مرڈر کیس میں پھنسا پڑا ہوں۔جو پولیس کارکن مرکزی سسپیکٹ کا تعاقب کر رہے تھے،وہ فرار ہو چکا ہے۔

www.novelsclubb.com

"یار اس کے پیچھے تم لوگ خامخواہ میں وقت ضائع کر رہے ہو، وہ شمس الدین کے کافی قریب ہے ان کے عزیز دوست کا بیٹا ہے۔اس کیس کو تم لوگ جتنا سادہ لے رہے ہو اتنا ہے نہیں۔ ایلف حانم کے خلاف بھی کوئی خاص ثبوت نہ مل سکا۔یہ کسی اور کا کام ہے۔۔یوسف۔۔کیونکہ شمس الدین کے فون کی کال ریکارڈنگ میں جو آواز ہے وہ اے آئی جینریٹڈ لگتی ہے۔پرنٹر سے رپورٹ نکل چکی تھی۔

"ہوں۔۔یہ چیز میں نے بھی نوٹ کی۔۔"یوسف نے اثبات میں سر ہلا کر اس کی بات سے اتفاق کیا۔

"مجھے تو لگتا ہے معاملہ وہیں ہوٹل سے خراب ہوا ہے، جس شخص نے شمس الدین کو دھمکایا تھا۔ لیکن جس کا ہم نے بیان لیا ہے وہ دھمکی دینے والے کو دیکھ نہیں پایا۔"براق اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے رکھے بولا۔پھر سانس بھری اور اس کا کندھا تھپتھپایا۔"خیر دیکھا جائے گا تم اپنی کوشش جاری رکھو۔"

www.novelsclubb.com

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا۔پھر اس کی ہاتھ میں رپورٹ دیکھی۔ویسے تم کہاں جارہے ہو ۔۔؟؟۔اور اس کے ہاتھ سے رپورٹ لے کر صفحات الٹ پلٹ کرنے لگا۔

ایلف حانم کو زیر نگرانی ڈال دیا گیا ہے کچھ دنوں کے لئے،ان کا قتل سے کوئی تعلق نہیں ۔۔لیکن پھر بھی کچھ مہینے زیر نگرانی رہے گی۔۔تم آفس جارہے ہو تو یہ لیتے جاؤ۔۔ملتے ہیں پھر کہیں۔۔دعوت میری طرف سے ہو گی۔اس کے کندھے پر دو تین تھپکیاں اور دیتے براق نے فائل اس کے حوالے کی۔

"ہاں کیوں نہیں۔۔ہنستے ہوئے اس نے براق کو الٹے قدموں دور ہوتے دیکھا پھر وہ پلٹ گیا۔

یوسف نے فائل کا جائزہ لیتے انسپیکٹر کے آفس کا رخ کیا۔اس کے کئی سالہ تجربے میں کہیں ایسا نہیں ہوا تھا کہ قاتل نے انہیں ایسے چکما دیا ہو۔کسی نہ کسی طرح وہ پکڑا جاتا تھا۔لیکن اس دفعہ قاتل نے ایسے ثبوت چھوڑے تھے جو محض انہیں بھٹکانے کے لئے تھے۔یوسف نے فائل رول کرلی تھی۔آفس کے سامنے پہنچ کر اس نے ایک دستک دی۔اندر سے آتی انسپیکٹر کی آواز پر اس نے دروازے کا ناب گھمایا اور اندر داخل ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

موسٹر بریج پر اگلی صبح دوپہر میں ڈھلنے لگی تھی، بریج سے کچھ ہی دور اس محلے کے لوگ وہاں ہونے والے حادثے کے ڈر سے ابھی تک نکل نہیں پائے تھے۔ شمس الدین کا کاٹیج ماتم کرتا سنسان دکھائی دیتا تھا۔آج گرین ہاؤس کا دروازہ کھلا پڑا تھا۔اندر پودے تین دن نظر انداز کئے جانے پر سر جھکائے مرجھائے ہوئے تھے۔ گرین ہاوس کے وسط میں جہاں بھوری موٹی لکڑی کی ٹیبل رکھی ہوئی تھی وہیں پریسہ علائیزہ کے ہمراہ گھاس پر گرے پتے صاف کر رہی تھی۔ دونوں کے ہاتھوں پر پلاسٹک کے دستانے تھے اور ہاتھوں میں لیف ریکس،۔علائیزہ نے سرسری نظروں سے میز کے قریب پنجوں کے بل بیٹھتی پریسہ کو دیکھا۔جواب کالے شاپر میں اکھٹے کئے جانے والے پتے ڈالتی جا رہی تھی۔اس کا چہرہ سپاٹ تھا کسی احساس سے عاری،آنکھیں کسی بھی خیال کے عکس سے مبرا،اس کی ساری توجہ اپنے کام پر تھی۔

"پریسہ صبح جب مما تعزیت کے لئے آئی تھیں،تو مجھے انہوں نے خاص طور پر تاکید کی تھی،کہ تمہیں آج اپنے ساتھ گھر لے آؤں۔۔۔۔"اس کے چہرے کو تکتے وہ احتیاط سے ایک ایک لفظ

بول رہی تھی۔اور لیف ریک کی ڈنڈی تھامے، گھاس میں سے پھنسے پتے نکالنے لگی۔پریسہ کے تھیلے میں پتے ڈالتے ہاتھ رک گئے۔اس نے گردن علائیزہ کی جانب گھمائی۔

"علائیزہ میں ٹھیک ہوں۔۔ تمہیں یا فردوس آنٹی کو میرے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔یہ غم تو مرتے دم تک میرے ساتھ رہے گا،اس کے لئے میں تم لوگوں کو زحمت نہیں دینا چاہتی، مجھے اس کی عادت ڈالنی ہو گی۔"

حلق میں پھنستے آنسوؤں کے پھندے کو سنبھالتے اس کا چہرا گلابی سا ہوا۔علائیزہ نے لیف ریک کسی پودے سے ٹکایا اور اس کے قریب جا کر پنجوں کے بل بیٹھ گئی۔پھر اس کے ساتھ پتوں کے انبار میں سے پتے تھیلے میں ڈالنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"کاش میں اس شخص کو دیکھ پاتی اس رات علائیزہ۔۔کاش میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی، اس کی ایک ایک بوٹی میں کتوں کو کھلا سکتی۔۔"اس کی آنکھوں میں چنگاریاں سی ابھرنے لگی گویا وہ سب کچھ جلا ڈالنا چاہتی ہو۔راکھ کر دینا چاہتی ہو،ایسے ہی جیسے اس کی زندگی کو کیا گیا تھا۔

"پریسہ ایسے مجرم چھپ نہیں سکتے ایک نہ ایک دن ان کا پول کھلتا ضرور ہے۔۔۔پولیس انہیں ضرور ڈھونڈھ نکالے گی۔۔۔"

"لیکن دشمنی کیا تھی اس کی۔۔۔مارا کیوں۔۔۔مار کیوں دیا میرے دیدا۔۔کو۔۔۔"وہ غم و غصے سے کانپی۔علائیزہ نے اسے دونوں کندھوں سے تھاما۔

"پریسہ۔۔۔!!پلیز خود کو سنبھالو۔۔۔"

"کیا بچ گیا میرے پاس۔۔کیا چھوڑا ہے اس قاتل نے میرے پاس یہ ویران دیواریں۔۔۔۔بتاؤ اس سب کو پہلے جیسا کون کرے گا۔۔۔دیکھو یہ گرین ہاؤس دیکھو۔۔۔یہ پہلے جیسا کیوں نہیں دکھتا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ زور سے چلائی تھی،اتنا کہ اس کی گردن کی نسیں ابھرنے لگی۔

"یہ سب کیوں نہیں دکھتا ویسا مجھے۔۔۔دیکھو ذرا یہ جگہ ویران ہو گئی ہے علائیزہ۔۔۔

میرے دیدا نہیں ہیں یہاں۔۔۔کیوں احساس دلاتی ہے یہ جگہ،کہ میں اکیلی ہوں۔۔"اس نے اسے جھنجھوڑا۔علائیزہ کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا۔

"میرے یہاں آنے پر یہ پودے منہ موڑے روٹھے ہوئے سے لگتے ہیں، کیونکہ میرے دیدا نہیں رہے۔۔۔!!

علائیزہ نے ایک ہچکی لی اور اسے گلے سے لگالیا۔ پھر اس کی ناہموار آواز پریسہ کے کانوں کے قریب سنائی دی۔ "تم اکیلی نہیں ہو پریسہ۔۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ یاسمین آنٹی ہیں۔۔۔"

"نہیں میرے دیدا نہیں ہیں میرے پاس۔۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ اس کے چہرہ سرخ اور آنسوؤں سے تر تھا۔ "بابا کے بعد اتنی جلدی چھوڑ دیا مجھے۔۔ ماما کا تو میں نے چہرہ بھی نہیں دیکھا، کوئی تصویر تک نہیں ہے میرے پاس، جو ڈائری تھی وہ بھی نہ رہی۔۔۔ اور اب دیدا۔۔ انہوں نے کہا تھا وہ مجھے اکیلا نہیں چھوڑیں گے، وہ کہ رہے تھے ہمیشہ میرے قریب رہیں گے۔" کچھ دیر اس کے کندھے پر سر رکھ کر وہ ہچکیاں لیتی رہی۔ علائیزہ اس کی پیٹھ تھپک رہی تھی۔ پھر اس نے ایکدم خود کو علائیزہ کی گرفت سے آزاد کیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کیا، اور ہچکیوں کے درمیان بولی۔

www.novelsclubb.com

"میں اس گھٹیا انسان کو جانے نہیں دونگی۔۔۔۔۔میں جب تک اس کا سراغ نہیں لگا لیتی، جب تک اپنے دیدا کا بدلہ نہیں لے لیتی، مجھے سکون نہیں آئے گا۔" علائیزہ اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے چونکی۔

"کیا کرو گی تم۔۔۔؟؟"

"مجھے جاننا ہے وجہ کیا تھی، جس کی وجہ سے انہیں ایسے بے دردی سے مارا گیا، ان کی لاش تک نہ چھوڑی قاتل نے۔ وہ ضرور مجھ سے کچھ چھپائے ہوئے تھے۔" بولتے بولتے کچھ یاد آنے پر وہ چونک سی گئی۔

"انہوں نے کہا تھا کہ وہ کاٹیج، کسی قرضے کے باعث بیچ رہے ہیں، اور انہوں نے۔۔" اس نے لمحے بھر کو علائیزہ کی فکر مند آنکھوں میں جھانکا۔ "اسے ایڈم کو اس لئے بیچا کہ وہ اس کو جانتے تھے۔ وہ قریبی تھا"

www.novelsclubb.com

"پریسہ ان معاملوں میں پڑنا بہت خطرناک ہو سکتا ہے، یہ پولیس کا کام ہے وہ اپنے طریقے سے سب کچھ کر رہی ہے" علائیزہ ایکدم اس کا بازو پکڑ بیٹھی۔ "ابھی کل ہی تو تمہں جنگل سے کوئی ۔۔۔۔" بولتے بولتے وہ رک گئی۔اسے اچانک سے بات کی سنگینی کا احساس ہوا۔

"کوئی کیا۔۔؟؟" پریسہ ٹھٹکی۔

"کل ہی تو ایمر نے اتنی مشکل سے ڈھونڈا ہے، پریسہ ہم سب بہت پریشان ہو گئے تھے، تم نہیں جانتی ان قاتلوں کو، انہیں کسی چیز کا ڈر نہیں ہوتا کچھ بھی کر سکتے ہیں یہ لوگ، تم لڑکی ہو کر کیا ہی کر لو گی۔"

"میں اپنے دیدا کے لئے بہت کچھ کر سکتی ہوں۔۔۔اور یہ مت سمجھنا کہ میں لڑکی ہوں تو ڈر جاؤں گی، سب سے بڑا خوف جان جانے کا ہوتا ہے، جو کہ مجھے نہیں ہے، کیونکہ میری زندگی میرے لئے اندھیری کھائی جیسی ہے، اگر میں بنا ہاتھ پیر چلائے یونہی بیٹھی رہی تو میں اس احساس سے مر جاؤں گی کہ میں نے ان کے لئے کچھ نہیں کیا، میری زندگی کا اندھیرا ہی مجھے کھا جائے گا۔۔" اس نے لب بھینچے

www.novelsclubb.com

"، مجھے ایڈم سے بات کرنی پڑے گی۔ شائد اسے کچھ معلوم ہو۔۔۔" اس کی آواز پختگی لئے ہوئے تھی۔ اور آنکھوں میں انتقام کی چنگاریاں تھی۔ علائیزہ کو اس کی باتوں سے جھرجھری سے ہوئی۔

♦♦♦

گلابی تکونی چھتوں والے اس ہرے بھرے محلے میں پولیس کی گاڑی داخل ہوئی تو جابجا چلتے پھرتے، پودوں کو پانی دیتے لوگ، اور ارد گرد کھیلتے گلابی گالوں والے بچے چوکنے سے ہوئے، کچھ لوگ ایک دوسرے کے کانوں میں کھدبد کرنے لگے، گاڑی نے شمس الدین کے کاٹیج کی طرف کا رخ کیا اور اس پتلی سی پتھروں کی روش کے سامنے کھڑی ہوگئی جو یاسمین کنعان اور کاٹیج کے درمیان تھی، اگلی سیٹ سے براق اور ایک کانسٹیبل برآمد ہوئے، اور پچھلی سیٹ کے دائیں دروازے سے ایک پولیس اہلکار ایلیف کا بازو تھامے باہر نکلی، دوسری جانب سے، دوسری پولیس اہلکار نکلی۔ اب اس ایک پولیس کارکن نے جو ایلیف کا بازو تھامے ہوئی تھی اس نے اس کا بازو چھوڑ دیا تھا۔ آسمان پر چھائے بادل دوپہر کو شام سا دکھا رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا سے پتلی پتھروں کی روش کے دائیں بائیں پودے اور گھاس لہرا سے گئے۔ کاٹیج کی لکڑی کی باڑ کے اس پار

سے پریسہ اور علائیزہ آتی دکھائی دیتی تھی،ان کی نظر براق سے ہوتی ہوئی ایلیف پر رکی،دونوں تیز تیز چلتی ہوئی لکڑی کے دروازے سے باہر آگئے۔

"زدراو۔۔!!"علائیزہ ایک دم بولی،پریسہ نے سر کو ہلکا سا خم دیا۔۔

براق نے پیچھے مڑ کر پولیس اہلکار اور کانسٹیبل کو دیکھا،پھر ایلف کی جانب اشارہ کیا۔حانم کو گھر لے جاؤ انہیں،ڈیٹیلز بتا دینا۔"

پھر دوبارہ پریسا اور علائیزہ کی جانب گردن گھمائی۔اس کے گھنگریالے سنہری بال جو پہلے لمبے تھے اب چھوٹے کر دئے تھے۔جیسے آرمی سولجرز کے ہوتے ہیں۔نیلی چھوٹی آنکھیں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"پریسہ مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔۔"پھر نرمی سے مسکرا کر علائیزہ کو دیکھا۔وہ جلدی سے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلا کر،خواتین پولیس کے پیچھے بھاگی۔اس کے جاتے ہی اس نے ہاتھ پیچھے باندھے اور نظر اپنے جوتوں پر ڈالی۔

"کیسی ہو تم۔۔؟؟کل ایمر نے کال کی تھی۔۔کہیں چلی گئی تھی تم؟؟۔۔"

"ہاں بس جنگل تک گئی تھی ایسی کوئی پریشانی کی بات نہیں تھی۔۔۔"اس نے سر نفی میں ہلا کر اس کو دیکھا۔

"تمہاری گردن پر کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟"اپنی ہی گردن پر انگلی سے اشارہ کر کے اس نے ایکدم سوال کیا۔پریسا نے ایکدم گردن پر لگی پٹی کو چھوا،آنکھوں میں جھماکا سا ہوا۔

""وہ تمہارے پیچھے آئے گا۔۔تم بچ نہیں پاؤ گی جیسے تمہاری ماں نہیں بچ پائی۔۔۔۔تم بھی وہی موت مرو گی۔۔۔۔تمہیں بھی وہ سب جھیلنا پڑے گا۔۔۔"۔۔۔پھر وہ سایہ تیزی سے اس کی گردن کے پاس سے گزرا تھا اور اس کی گردن زخمی کر گیا تھا۔

"یہ۔۔۔وہ۔۔"وہ ہکلائی۔۔نظریں براق کی سوالیہ آنکھوں سے ٹکرائیں۔"میں گر گئی تھی جنگل۔۔گہرا زخم نہیں ہے،تم بتاؤ۔۔تمہیں کچھ ضروری بات کرنی تھی۔"

"اوہ ہاں۔۔۔۔یہ بات تمہیں شائد حیران کر دے لیکن،تمہارے دادا کے مرڈر میں ایڈم بھی ایک اہم سسپیکٹ ہے۔۔اور وہ بھاگ گیا ہے۔۔۔؟؟

www.novelsclubb.com

"کیا۔۔" وہ چونکی، پھر ایک دم بولی۔ "لیکن وہ ایسے نہیں کر سکتا، اسے کیا ضرورت ہے دادا کو قتل کرنے کی، وہ تو دادا کے کسی جاننے والے کا بیٹا ہے۔۔۔اور۔۔۔" ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ رکی۔

"وہ ایسے نہیں کر سکتا براق۔۔۔اس کی کیا دشمنی ہو سکتی ہے دادا سے آخری بار جب ہم دادا سے ملے تھے تو وہ بھی یہیں آیا تھا۔۔۔، مجھے تو اس کے رویے سے کچھ محسوس نہیں ہوا۔۔"

اس کی بات پر براق ہنس دیا۔ "دشمن کبھی یہ احساس نہیں دلاتا کہ وہ دشمن ہے، اس کا رویہ ہمیشہ نارمل رہتا ہے جیسے ہر عام آدمی کا ہوتا ہے، اس کے فون سے ہمیں کال ریکارڈنگ ملی تھی اسی رات کی جس صبح تمہارے دادا کا قتل ہوا، اس کال میں وہ انہیں دھمکی دے رہا تھا۔۔۔دھمکی یہ تھی کہ۔۔" براق نے سامنے گرین ہاؤس والے ایریا کی جانب اشارہ کیا تو پریسہ نے اس کے اشارے پر گردن اسی جانب گھمائی،

www.novelsclubb.com

"اسے کاٹیج کے ساتھ ساتھ گارڈن بھی چاہیئے تھا۔۔۔ورنہ وہ ان کا کوئی راز سامنے لا سکتا تھا، اس نے اس راز کا مزید ذکر نہیں کیا۔۔۔" پریسہ نے اس کی جانب دیکھ کر حلق میں ابھرتی گلٹی کو واپس دھکیلا۔

"لیکن پریسا سچ بتاؤں تو وہ کال اصلی نہیں لگتی ایسا لگتا ہے جیسے اسے اے آئی کی مدد سے بدلا گیا ہے اصل میں وہ دھمکی دینے والا کوئی اور ہے،، میں اسی چیز پر الگ سے کام کر رہا ہوں۔۔۔ لیکن تمہیں بہت محتاط رہنا ہے۔۔وہ شخص کوئی بھی ہو سکتا ہے کسی کو اس کے رویے سے مت جانچنا کبھی کبھار سانپ ہماری ہی آستین میں چھپا ہوتا ہے۔۔۔"

وہ افسردہ سی ہو کر جوتے سے گھاس کھرچنے لگی۔۔(وہ ڈائیری) اس کے دماغ نے صدا لگائی تو اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھایا۔ پھر اسے وہ اجنبی فون کال یاد آئی۔(نہیں ایڈم کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں) آنکھوں میں ابھرتی سوچ کی پرچھائیں کو جھٹک کر وہ بول اٹھی۔ "پھر بھی۔۔۔وہ بھاگ گیا ہے۔۔اگر اس کا مرڈر میں ہاتھ نہ ہوتا تو وہ بھاگتا ہی نہیں۔۔۔"

براق سر اثبات میں ہلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھتے ہیں۔۔اس کے پکڑے جانے پر کیا ہوتا ہے، پولیس ڈھونڈ رہی ہے اسے۔۔۔ایک اور بات، تمہارے دادا اس رات کسی سے ملنے، شہر کے مشہور ہوٹل۔۔ہوٹل گرینڈ گئے تھے۔

"کس سے ملنے۔۔۔!!اس نے چہرہ اٹھایا۔آنکھیں الجھن کا شکار ہوئی۔

"یہ نہیں معلوم پر انویسٹیگیشن کے دوران ہم ایک شخص سے ملے۔۔اس نے آخری بار انہیں ہوٹل میں چلتے پھرتے دیکھا تھا، لیکن اس کے علاوہ اسے کچھ خاص نہیں معلوم۔۔۔"

"کون تھا وہ شخص۔۔۔جس نے انہیں وہاں دیکھا تھا۔۔۔اس کا نام۔۔نام کیا تھا اس کا۔" وہ بے صبری سے تیزی سے بولی۔براق نے اس کی بے صبری دیکھی پھر بولا۔

"سلطان مغربی۔۔!!"

"سلطان مغربی۔۔۔۔پریسا نے زیر لب وہ نام دہرایا۔پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔"ٹھیک ہے براق۔۔" وہ اداسی سے مسکرائی۔"شکریہ۔۔!!"

"تم اس شخص کا نام جان کر کیا کرو گی۔۔۔؟؟۔۔" وہ نہ سمجھتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں بس۔۔۔مجھے جاننا تھا آؤ تم اندر چائے پی لو پھر جانا" پریسا کے قدم یاسمین کنعان کے گھر کی جانب بڑھے۔

"نہیں آن ڈیوٹی ہوں۔۔پھر کبھی سہی۔۔۔اور ہاں ایلف حانم۔۔انہیں بس شک کی بنا پر اریسٹ کیا گیا تھا۔لیکن پھر بھی احتیاطا دو مہینے وہ زیر نگرانی ہیں۔خیال رکھنا وہ کہیں باہر اکیلی نہ جائیں، تم بھی ساتھ جاؤ تو مجھے ایک کال کر دیا کرنا۔" سامنے دروازے سے کانسٹیبل اور خواتین اہلکار نکلیں تو وہ اسے الوداع کہتا ان کی جانب بڑھ گیا۔

پیچھے پریسا نے ایک تھکن زدہ افسردہ سی سانس خارج کی پھر زیر لب وہ نام دہرایا۔"سلطان مغربی۔۔"اور اس کا ذہن کسی فیصلے پر پہنچا۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

یہ زینیکا شہر کے کسی علاقے کا منظر ہے، یہ علاقہ بڑی بڑی قدآور عمارتوں سے بھرا ہوا ہے، جسے زینیکا اپارٹمنٹس کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔وجہ یہی ہے، یہاں اپارٹمنٹس ہی اپارٹمنٹس ہے۔ صاف سڑکیں، اور ہر ایک سوسائٹی چار سے پانچ اپارٹمنٹ بلڈنگز پر محدود ہے۔انہیں سوسائٹی

میں سے ایک جس کا نام The Cozy Society ہے۔یہ سوسائٹی باقی سوسائیٹیز کے بنسبت کچھ زیادہ ہری بھری ہے، بڑے بڑے تناور درخت جابجا پھیلے ہوئے ہیں۔کچھ پر وہیں کے رہائشی لوگوں نے بچوں کے لئے جھولے لٹکائے ہوئے ہیں۔شام کے وقت کچھ بچے سوسائٹی کے پارکس میں کھیلنے کے بجائے یہاں آنا پسند کرتے ہیں۔وہیں ایک لمبے تناور درخت کی کسی اونچی شاخ پر بیٹھی چڑیا چہچہائی اور اڑ کر سامنے بنی چوتھی بلڈنگ کی پانچویں منزل کے اپارٹمنٹ کی کھلی کھڑکی میں بیٹھ گئی۔یہ کھڑکی اپارٹمنٹ کے لیونگ روم کی تھی۔سامنے ٹی وی پر کوئی animal documentary چل رہی تھی۔میز پر زیتون سے بھرا باؤل رکھا تھا۔جس سے صوفے پر بیٹھا ایڈم اور محمود ادھم زیتون اٹھا اٹھا کر کھا رہے تھے۔ساتھ میں ڈاکیومینٹری پر تبصرہ جاری تھا۔سر پر تکونی رومال باندھے صفیہ حانم چولھے پر رکھے فرائے پین میں چمچ ہلا رہی تھی، پھر پلٹ کر انہوں نے باپ بیٹے کو دیکھا،اور خوشی سے مسکرائے،ایڈم گھر میں نہیں ہوتا تھا تو انہیں گھر گھر نہیں لگتا تھا۔پھر انہوں نے وہیں کچن سے آواز لگائی۔

”ایڈم اس دفعہ تو زیادہ دن رکو گے نا۔۔۔پچھلی بار تو تمہارے آنے جانے کا پتہ ہی نہ چل سکا، اتنی جلدی دن گزر گئے۔۔“

ایڈم نے ان کی جانب چہرہ اٹھا کر دیکھا پھر مسکرایا"نہیں مام آپ پریشان مت ہوں اس دفعہ زیادہ دن گزاروں گا۔اور اس دفعہ آپ جہاں جانا چاہیں گی،آپ کا یہ ڈرائیور حاضر رہے گا۔ سینے پر ہاتھ رکھ کر اس نے سر جھکایا تو محمود اد ھم اور صفیہ حانم ایک ساتھ ہنس پڑے۔پھر وہ لبوں پر زبان پھیرتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"میرا فون چوری ہو گیا تھا،آپ کو خبر نہیں دے سکا۔شمس الدین انکل کے بارے میں معلوم ہوا آپ لوگوں کو۔۔۔؟؟"

اس نے سوالیہ نظروں سے دونوں کے چہروں کو دیکھا۔صوفیہ کچن سے باہر آگئی تھی۔ان تینوں کے بیچ ایکدم غمگیں سی خاموشی چھا گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں مجھے نوریز بھائی نے خبر کر دی تھی،لیکن اس کے بعد سے میں نے ان سے رابطہ کرنا چاہا لیکن نہیں ہو سکا۔ان کے گھر بھی گیا تھا میں،لیکن مالک مکان نے کہا کہ وہ یہاں سے جا چکے ہیں ۔کافی حیران ہو گیا میں۔۔ایسے اچانک چلتا ہوا کام چھوڑ کے وہ کہاں چلے گئے،دکان بھی بیچ دی ۔۔۔"

"ایسے آپ سے ملے بغیر کیسے چلے گئے وہ۔۔۔" سر جھٹک کر وہ حیران ہوا۔

"کچھ معلوم نہیں۔۔شائد وہ دوست کی موت برداشت نہ کر پائے ہوں، دونوں کے درمیان بھائیوں جیسا تعلق تھا۔۔۔شائد کچھ وقت بعد واپس آجائیں، یہاں ان کا کام کافی اچھا چل رہا تھا۔ایسے بالکل سب ختم کر کے نہیں جا سکتے وہ" داؤد کے چہرے پر دکھ کے اثرات پھیل گئے ۔ان کا اسے ملے بغیر جانا، اس نے تو سوچا تھا وہ اپنا مسئلہ کھل کر نوریز انکل کے سامنے رکھے گا۔ محمود ادھم نے اس کے افسردہ چہرے کو دیکھا۔تو سمجھ گئے۔

"بابا مالک مکان نے کچھ کہا نہیں کہ کہاں گئے ہیں نوریز انکل۔۔؟؟"

"نہیں انہوں نے اسے بھی نہیں بتایا، تم پریشان مت ہو۔۔۔!!

"ارے بابا کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔ایک انہیں کی وجہ سے تو سوسائٹی میں رونق لگی رہتی تھی ۔۔۔واپس آئیں گے تو میں بھی ملنے نہیں جاؤنگا۔۔" اس نے ویسے ہی انداز میں کہا جیسے بچپن میں نوریز سے روٹھنے پر گھر آکر منہ پھلا لیتا تھا۔ محمود ادھم مسکرائے۔

www.novelsclubb.com

"ارے چھوٹے بچے تھوڑی ہو تم اب، جو ویسے ہی ناراض ہو جاؤ گے۔ یاد ہے تمہیں صوفیہ کیسے منہ پھلا لیتا تھا یہ۔۔"ہنس کر انہوں نے صوفیہ کو دیکھا۔

"میں ویسے ہی ناراض نہیں ہوتا تھا بابا، جب بھی میری کہانی سنانے کی باری آتی تھی داؤد سنانے لگ جاتا، بے خیالی میں اس نے جو نام لیا تھا۔اس پر محمود ادھم کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔ صوفیہ معاملے کی سنگینی کو سمجھتے ہوئے فورا بول پڑیں۔

"تمہاری کمپنی کا کام تو رک گیا ہو گا نا ایڈم۔۔"نیوز پر دکھا رہے تھے کا ٹیج کو sealed کر دیا گیا ہے؟"

"ہوں۔۔"اس کی رنگت نیوز کے نام پر زرد سی پڑی۔ پھر اس نے چہرہ ہموار کر کے بات بدلنی چاہی۔"کیوں نہ آج سی سائڈ پر چلیں۔ موسم بھی اچھا ہے۔"اس کے لہجے میں مصنوعی بشاشت تھی۔ محمود ادھم خاموش تھے۔البتہ صوفیہ حانم اس کی بات پر خوش ہوئیں۔"ہاں کیوں نہیں ۔۔۔تمہاری آنٹی کو بھی لے چلیں گے۔مزا آئے گا۔۔"

"بالکل یہ آئیڈیا اچھا ہے۔۔ایڈم مسکرایا۔۔بابا آپ کیا کہتے ہیں۔۔؟؟"

www.novelsclubb.com

"ہوں۔۔۔چلتے ہیں!!!" پھیکی سی مسکان لئے انہوں نے اس کے کندھے کو تھپکا۔ذہن اس کا نام سننے پر ماضی کے جن واقعات کی ذد میں آیا تھا۔ان کے باعث دل میں امڈ آنے والے جذبات کو وہ چہرے پر آنے سے روک نہیں پائے۔کھڑکی کے قریب لگے چھوٹے سے گملے سے باجرے کے دانے چگتی چڑیا، چہچہانے لگی۔صوفیہ نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ ان کے ڈالے ہوئے دانے کھا رہی تھی۔پیار سے مسکرا کے انہوں نے کچن کا رخ کیا، چڑیا کھڑکی کے سامنے تناور درخت جس کے پتے ہوا سے ہل رہے تھے،اس پر بنے اپنے گھونسلے کی جانب اڑ گئی۔نیچے بچے جھولا جھولنے کے لئے اپنی اپنی باری پر لڑ رہے تھے۔

♦♦♦

صوفے پر گھٹنے جوڑے اور گود میں ہاتھ رکھے،وہ چالیس سالہ عورت جو دبلی پتلی سی تھی،اپنے سامنے سوالات پوچھتی ماں بیٹی کو جواب دے رہی تھی۔اس نے سفید رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔رنگ کمزوری کے باعث سفید مائل پیلا تھا۔ہونٹ خشک تھے۔سر پر چند سفید بال سامنے سے ہی دکھتے تھے۔

"تو آپ کہہ رہی ہو کہ آپ بابا کی منہ بولی بیٹی ہیں، انہوں نے آپ کی مدد کی کئی بار اور اسی وجہ سے جب بھی آپ کسی مسئلے میں پڑھتی ہیں، ان سے ملنے ضرور آتی ہیں۔۔ لیکن بابا نے کبھی آپ کا ذکر نہیں کیا۔۔!!" اس لڑکی کے چہرے پر شک و شبہات صاف دیکھے جا سکتے تھے۔ سنہری بھنوئیں تنی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں تھامے فوائلر سے وہ مسلسل ناخن گھسا رہی تھی۔ انگلیوں پر پھونک مار کر اس نے گیلے وائپس سے انہیں صاف کیا۔ اس لڑکی کے مقابل بیٹھی عورت مسلسل ایلف کا چہرہ کھوج رہی تھی۔

"وہ اپنے کئی تعلقات مخفی رکھتے تھے، اور بھی بہت سے لوگ ہیں جنہیں وہ جانتے تھے لیکن شائد آپ لوگوں کو ان کا علم نہ ہو۔۔" داخلی دروازے پر کھٹکا ہوا تو ایلف بولتے بولتے رکی اور گردن گھما کر دروازے کی جانب دیکھا، پریسا اندر داخل ہو رہی۔ اس نے سکون کی سانس خارج کی۔ شائد اب یہ ماں بیٹی اس کی جان چھوڑ دیں۔

"بہر حال جو بھی تعلق تھا تمہارا ان سے۔۔ بھئی ہم تو اس حادثے کے بعد ڈر گئے ہیں، تم کہیں بھی کرائے پر مکان لے لو۔۔۔ یہاں پچھلی گلی میں کریم صاحب بھی اپنے گھر کا اوپری پورشن

کرائے پر دے رہے ہیں۔ میں ان سے بات کر لوں گی۔۔ تمہارے لئے۔۔" یاسمین خانم نے ہاتھ ہلا کر کر اشارہ دیا۔ پریسہ نے انہیں الجھن سے دیکھا۔ پھر ایلف کو مخاطب کیا۔

"ایلف خانم آپ ذرا باہر آجائیں مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔ اکیلے میں۔۔" داریا کی ناخنوں کا جائیزہ لیتی نظریں ایکدم اس کی جانب اٹھیں۔ یاسمین نے ایلف کو دیکھا جو پریسہ کو دیکھ کر سر اثبات میں ہلا کر اٹھی۔ پھر چہرہ ان کی جانب موڑ کے مسکرائی، گویا جانے کی اجازت لی ہو۔ وہ دونوں آگے پیچھے باہر آگئے تھے۔ چند قدم چلنے کے بعد پریسہ نے آگے بڑھ کر باڑ والا دروازہ کھولا۔ اندر داخل ہونے پر وہ ایلف سے بات کرنے کے لئے رکی نہیں بس آگے قدم اٹھاتی گئی۔ ایلف نا سمجھی سے اس لڑکی کے پونی میں بندھے شہد رنگ بالوں کو دیکھے گئی۔ پھر اس کا چہرہ کئی جذبات کی زد میں آیا، اس نے آنکھوں کے بھیگتے کناروں کو آستین سے عجلت میں پونچھا، اور ناک سے تازہ ہوا اندر کھینچتے ایک گہری سانس خارج کر کے چہرے کے تاثرات کو ہموار کر لیا۔ مبادا وہ پلٹ کر اس کا چہرہ نہ پڑھ لے۔ چلتے چلتے پریسہ گرین ہاؤس کے پاس اُگے گھنے درختوں میں سے ایک کے تنے کے پاس رکی اور ایلف کی جانب پلٹی۔

"میں نے جب وہاں سے۔۔۔"اس نے کاٹیج کی بالائی منزل کی کھڑکی کے جانب اشارہ کیا۔" نیچے دیکھا تھا تو آپ یہاں کھڑی تھیں۔حالانکہ آپ کو اس طرف لکڑی کے دروازے سے آنا چاہیئے تھا۔آپ یہاں کیا کر رہی تھیں ایلف حانم۔۔؟؟اس طرف تو درخت ہی درخت ہیں، باڑ بھی کاٹیج کے سامنے تک ختم ہو جاتی ہے۔۔۔؟؟اس کی سوالیہ بڑی بڑی آنکھیں اس پر جمی تھیں ۔ایلف نے گردن گھما کر پیچھے باڑ کی جانب دیکھا۔کوئی جواب گھڑنے کے لئے نہیں ملا۔

"مجھے نہیں یاد۔۔۔میں کیسے آئی تھی۔۔!!!لیکن میں واپس نہیں جاسکتی پریسہ۔۔نہ ہی میرے پاس کسی گھر میں رہنے کے لئے پیسے ہیں۔۔اگر تم مجھے اپنے پاس رکھ لو۔۔کاٹیج میں تو میں بدلے میں تمہارے سارے کام کر سکتی ہوں۔۔لیکن یہ مت کہنا کہ تم مجھے نہیں رکھ سکتی ۔۔میرے پاس اور کوئی جگہ نہیں ہے۔میں بابا کی وجہ سے آئی تھیں یہاں۔۔۔وہ عورت پھولتی ہوئی سانس کے ساتھ نحیف آواز میں بولی۔نقاہت کے باعث وہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بات مکمل کر رہی تھی۔

"آپ کے بالوں پر اس دن خون کیوں لگا تھا۔۔۔جس دن آپ آئی تھیں۔۔؟؟"

www.novelsclubb.com

ایلف کچھ لمحے اس کی طرف دیکھے گئے۔پھر آہستگی سے گویا ہوئی۔

"میں زخمی۔۔۔ہوگئی تھی۔۔۔"اس عورت نے خشک لبوں کو تر کیا۔نظریں چرائیں اور گردن مسلی۔پریسہ آنکھیں چھوٹی کئے اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"ایلف جانم۔۔۔!!اگر آپ مجھے سچ بتائیگی تو میں۔۔یقیناآپ کو بوجھ نہیں سمجھو گی۔۔۔"

ایلف نے ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔جیسے وہ کسی قسم کی پریشانی میں ہو۔وہ لب کاٹنے لگی۔

"دیکھو۔۔پریسہ۔۔۔یہ سب بہت پیچیدہ ہے۔۔۔تم۔۔تم بہت بڑی مصیبت میں ہو۔۔۔"

ایلف کی آنکھوں میں خوف کی پرچھائیں تھیں۔وہ ایک دو قدم چل کر اس کے قریب کھڑی ہوئی۔اس نے ایک دم پریسہ کا بازو تھاما تھا۔اب وہ بالکل اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔

"تم مصیبت میں ہو۔۔۔!!"ایلف کی آواز ایک دم اسے اس سائے کی آواز لگی۔

"وہ تمہارے پیچھے ضرور آئے گا۔۔۔"۔۔پریسہ نے سر جھٹک دیا۔حلق خشک سا ہوا۔اس نے اس عورت کی آنکھوں میں دوبارہ جھانکا۔اس کی آنکھیں اندیشوں سے گری ہوئی تھیں۔اب اس کی آواز لرز نہیں رہی تھی نہ ہی سانس پھولی اس بار اس نے ایک ہی جھٹکے میں جملہ مکمل کیا

تھا۔پریسہ کے ریڑھ کی ہڈی سنسنا سی گئی۔ہوا نے زمین پر بکھرے پتوں کو سمیٹ کر ایک شور کے ساتھ کچھ دور بکھیر دیا۔اس گھنے درخت تلے کھڑے ان دونوں کی آنکھیں، مختلف جذبات کا عکس دکھا رہی تھیں۔

"کیسی مصیبت۔۔۔۔میں۔۔میں کچھ سمجھی نہیں۔۔؟؟ نفی میں سر ہلاتے اس نے اپنے بازو پر جمے ہوئے ایلف کے ہاتھ کو دیکھا۔پھر آہستگی سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کیا۔ایلف ہنوز اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا تمہارے ساتھ کچھ انہونا ہوا ہے۔۔۔جس پر تمہیں یقین نہ آیا ہو۔۔جو الگ سا لگتا ہو ناقابل یقین سا۔۔جیسے تمہارے ساتھ مذاق ہو رہا ہو۔۔بتاؤ"

www.novelsclubb.com

"ایلف حانم آپ جانتی ہیں آپ اس وقت مجھے بہت بری طرح ڈرا رہی ہے۔۔۔کیا ہارر فلمیں دیکھتی ہیں۔ایک سرسری ہنسی ہنس کر اس نے ایکدم لب بھینچ لئے۔ماتھے پر کسی احساس کے تحت ہاتھ پھیرا، بہت سی چیزیں ذہن کے پردے پر یکے بعد دیگرے ابھر گئی۔اس کے چہرے کے بدلتے رنگ ایلف سے چھپے نہ رہ سکے۔

"تم سوچو۔۔۔کیاایسا کچھ نہیں ہوا۔۔ایلف کی آنکھیں بجھیں۔جیسے اسے امید تھی اس کے ایسے ہی رد عمل کی۔پریسہ کچھ لمحے اس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔پھر ہونٹ کے کنارا کھجا کر بولی۔جیسے فیصلہ کیا ہو اس عورت کو کچھ بتانے کا۔

"میں نے کچھ دن پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔۔خشک لبوں کو تر کیا۔۔"اس خواب میں، میں نے ایک ہرن کا شکار ہوتے دیکھا تھا۔۔میں نے اس ہرن کی گردن سے وہ تیر نکالا جو کسی شکاری نے اسے مارا تھا، لیکن پھر اسی طرح کوئی تیر میری طرف پھینکا گیا۔اور اس نے مجھے یہاں زخمی کیا۔"پریسا نے دائیں بازو پر ہاتھ رکھا۔ایلیف کی نظریں اس کے بازو پر پھسلیں۔"لیکن ۔۔۔!!"پریسہ رکی اور اپنا لب کاٹا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن۔۔۔۔؟؟"ایلف نے سوالیہ نظریں لئے اس کی بات دہرائی۔

"اس تیر کا نشان، میرے بازو پر رہ گیا۔میں نیند سے بیدار ہوئی تو وہاں سے خون رس رہا تھا۔" پھر اس نے اپنی کالی شرٹ کی آستین بازو تک اوپر کی۔وہاں باریک کٹ تھا۔جو اب مندمل ہو چکا تھا۔لیکن اب بھی ہلکی سوجن سی تھی۔"

ایلف نے نظریں اس کے بازو سے اٹھائیں۔پریسہ اب آستین نیچے کر رہی تھی۔

"کیا آپ کو حیرانی نہیں ہوئی۔۔۔؟؟" وہ آنکھوں میں اچنبھا لئے بولی۔

"نہیں۔۔۔!!" ایلف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔"پریسہ میں تمہیں کچھ دکھاؤں۔۔۔جو اس سے زیادہ ناقابل یقین ہے؟؟جو سچ میں تمہیں حیران کر دے" ایلف کی آواز کچھ ایسا تھا جو اسے خوف کی ایک نئی کیفیت سے دوچار کر گیا۔

"پریسہ نے ناسمجھی سے ایلف کو دیکھا،ذہن نے کئی سوالات اٹھائے(یہ عورت کون تھی۔اسے کیسے پتہ کہ اس کے ساتھ ایسے واقعات پیش آئے ہونگے۔)ایلف بھاگتے ہوئے گرین ہاؤس کے عقب کی طرف بھاگی۔وہ اس کے ایسے بھاگنے پر حیران ہوئی ایسے لگتا تھا جیسے وہ اس جگہ سے واقف ہو۔وہ اس کے پیچھے تقریباً بھاگتے ہوئے۔تیز تیز قدم اٹھاتی گئی۔ایلف حانم اس چھوٹے سے تالاب کے پاس رکی کھڑی تھی جو اب بارش کے پانی سے بھرا ہوا تھا۔عرصہ ہوا اس نے اس جانب آنا چھوڑ دیا تھا۔شائد آخری بار دادا نے ہی صاف کیا تھا۔تالاب میں پانی پر پتے

www.novelsclubb.com

اور چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں گری تیر رہی تھیں۔وہ قدم قدم چلتی اس کے قریب آئی۔ایلف نے پریسہ کو دیکھا۔"کیا تم سچ میں دیکھنا چاہتی ہو؟؟؟"

پریسہ نے لمحے بھر کو اس عورت کے چہرے کا جائیزہ لیا۔پھر آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"تمہیں اس تالاب میں میرا عکس دیکھنا ہے۔"

الجھی نظروں سے پریسا اسے اور تالاب کے پانی کو دیکھے گئی۔ایلف تالاب پر آگے کو ہو کر جھکی۔ پریسہ نے آگے ہو کر پانی پر پڑتے اس کے عکس پر نظر ڈالی۔اور جس عکس پر اس کی نظر پڑی،وہ اسے زور سے چیخنے پر مجبور کر گئی۔وہ اچھل کر پیچھے زمین پر گری اور اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔اس نے شل ہوتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"۔۔اوہ۔۔یہ۔۔یہ نہیں ہو سکتا،یہ یہ آپ نے کیسے کیا۔۔یہ وہی ہرن ہے۔۔۔"اس کے دونوں ہاتھ منہ پر جمے ہوئے تھے۔"وہی خواب والا۔۔۔"آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹ رہی تھیں۔اس کی پھنسی پھنسی آواز پر ایلف نے اس کو چہرہ گھما کر دیکھا اور تالاب سے پیچھے ہٹ گئی۔

"آپ نے یہ کیسے کیا ایلف حانم۔۔۔یہ یہ کوئی جادو ہے؟؟"

اس کا دماغ کئی سوالات کی زد میں تھا۔

"ہاں یہ جادو ہے۔۔۔لیکن یہ میں نہیں کر رہی۔۔"اس کی مسکراہٹ پھیکی تھی،درد بھری جیسے وہ ضبط کے آخری مراحل میں ہو۔آنکھوں میں نمی امڈ آئی۔جس نے پریسہ کا چہرہ دھندلا دیا۔

"ایلف حانم۔۔۔!!"پریسہ زمین سے اٹھ کر کپڑے جھاڑنے لگی۔"میں کچھ سمجھ نہیں پا رہی ۔۔۔آپ ضرور کوئی میجک ٹرکس کر رہی ہیں۔۔۔"

"وہ کیا ہوتے ہیں،؟"ایلف نے بھیگی پلکیں زور زور سے جھپکا کر آنسو پیچھے دھکیلتے ہوئے سادگی سے پوچھا۔پریسہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو بگاڑ ڈالا،اس کی پونی ڈھیلی ہوئی اور چند لٹیں پونی سے نکل کر چہرے پر پھیل گئیں۔

"ایلف حانم یہ سب کیا ہے۔۔۔۔اس خواب کا آپ سے کیا تعلق ہے۔۔؟؟میری ایک ڈائری ۔۔۔وہ بھی پراسرار طریقے سے غائب ہوئی تھی حانم۔۔"

"بد قسمتی سے۔۔۔ایلف نے ایک شکست خوردہ سانس خارج کی۔"اور اس کی آنکھوں میں جھانکا، جہاں کئی سوالات سر اٹھا رہے تھے۔

بد قسمتی سے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی، میں تمہیں خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔"

"مطلب۔۔۔؟؟؟کیسا خطرہ۔۔۔؟؟"پریسہ سمجھ نہیں سکی۔

"تم بس محتاط رہو۔۔۔جنگل اور اجنبیوں سے دور۔۔دوبارہ کبھی بھی کسی جنگل کا رخ مت کرنا۔"ایلف قدم قدم اس کے قریب آئی۔

"تاکہ تم میری طرح کسی کا شکار نہ ہو پاؤ۔۔۔جیسے میں اس خواب میں ہوئی تھی۔۔میں بس تمہیں اتنا بتا سکتی ہوں کے وہ خواب نہیں تھا۔۔وہ حقیقت تھی۔تم وہاں اس جگہ حقیقت میں موجود تھیں۔۔"

"میں کچھ سمجھ نہیں پا رہی۔۔۔؟؟"

"لیکن مجھے یہ بات عجیب لگتی ہے۔۔کہ تم وہاں پہنچی کیسے۔۔۔؟؟"ایلف اب الجھتے ہوئے کہ رہی تھی۔

"آپ مجھے بتا کیوں نہیں سکتیں، مجھے پہیلیاں سمجھ نہیں آتیں ایلف جانم۔۔۔جو کوئی بھی میرے پیچھے ہے؟؟کون ہے وہ۔۔۔؟؟اور یہ سب،،اس سب کا کیا تعلق ہے اس خواب سے،آپ کے اس عکس کا۔۔۔"

ایلف نے لب دبائے چہرہ نفی میں ہلایا۔

"تمہیں یہ سارے جوابات خود ڈھونڈنے ہونگے پریسہ۔۔۔کیونکہ تمہیں یہ میں نہیں بتا سکتی۔ ورنہ وہ لوگ جان جائیں گے کہ تم زندہ ہو۔۔۔اور اگر انہیں بھنک پڑ گئی تو تمہیں۔۔۔ تمہیں وہ مار ڈالیں گے۔"پریسہ کی ٹانگیں بے جان ہوئی اور وہ سر تھامے نیچے گھاس پر بیٹھ گئی۔

"بس اتنا جان لو کہ تمہارے ماں باپ اور دادا تینوں کے قتل کا تعلق اسی سے ہے۔۔"ایلف کی آواز کسی سیسے کی مانند اس کے کانوں سے ٹکرائی۔اس نے جھٹکے سے ہاتھوں تھامانیچے کو جھکا چہرہ اٹھایا تھا۔بے یقینی سے۔ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اس کے بالوں کو پیچھے لہرایا۔اسے لگا کوئی اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کھینچ رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

"میرے ماما بابا کا قتل نہیں ہوا تھا۔۔۔!!" وہ آہستگی سے چہرہ ایلف کی جانب اونچا کئے بولی۔" بابا کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور ماما، دیدا نے کہا تھا کہ وہ میری پیدائش پر مر گئی تھیں۔۔۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے پریسہ۔۔۔یہ سب تمہیں اس حقیقت سے دور رکھنے کے لئے بولا گیا تھا۔۔۔ ان تینوں لوگوں کو مارا گیا ہے۔"

اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں۔ پینک اٹیک اس پر حملہ آور ہوا۔ ہاتھوں میں لرزش شروع ہوئی۔ اس نے خود قابو کرنا چاہا۔ لیکن سانس رکنے لگی۔ ایلف بھاگ کر اس کے قریب آئی اور جھک کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اس کے نیلے پڑھتے ہونٹ اسے پریشان کر گئے۔

"پریسہ۔۔۔پریسہ۔۔۔!!!"

www.novelsclubb.com

"اس نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اور زور زور سے کئی گہری سانسیں لیں،۔۔ چہرہ زرد سا ہوا۔ آنکھیں بند کر کے خود کو نارمل کرنا چاہا۔ کچھ بولنے کے قابل ہوئی تو اس نے خود پر جھکی ایلف کو دیکھا۔ اور بھیگی آنکھیں اس پر جمائیں۔

"آپ کون ہیں۔۔۔۔۔؟؟اس کی آنکھیں شاک، غم، تفکر اور الجھن کے ملے جلے تاثرات سے بھیگ رہی تھیں۔

ایلف نے اپنا دایاں ہاتھ اسے سہارا دینے کے لئے آگے بڑھایا۔ پھر حلق میں ابھرتی پھانس کو بمشکل نگلا۔اس کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرا تھا۔

"میں جانتی ہوں۔۔یہ سب تمہارے لئے کسی بڑے دھچکے سے کم نہیں، لیکن میں نہیں جانتی کہ میں کب تک زندہ ہوں۔۔میری یہاں آنے کی اصل وجہ تمہارے دادا کو ایک اہم خبر دینا تھی۔مجھے انہیں بتانا تھا کہ۔۔۔۔" پھر وہ اپنا ہاتھ پیچھے کرتی اس کے پاس پنجوں کے بل بیٹھیں۔

"کہ تمہاری دادی، وہ اس وقت کسی کی قید میں ہیں۔"اس کی آواز پراسرار سرگوشی میں بدل گئی۔

www.novelsclubb.com

پوری دنیا اس کے لئے ساکت ہو گئی۔ حرکت میں تھی تو صرف ایلف اور وہ اس لمحے پتھر کی ایک مورتی کی مانند تھی۔ جیسے آسمان اس پر آن گرا ہو۔نیچے زمین پر بیٹھی بڑی آنکھوں والی لڑکی ان نئے رازوں کے انکشاف پر جھٹکوں کی زد میں تھی۔اس کی آنکھوں میں ماضی کی کرچیاں تھیں

، نئ حقیقت سے آشنائی کی بے یقینی۔ جسم اب بھی پینک اٹیک کے باعث لرز رہا تھا۔ایلف کے کندھا ہلانے پر اس کی دنیا حرکت میں آئی۔وہ کچھ دیر چہرہ جھکائے، لاشعوری طور پر پاس اگی گھاس اکھاڑنے لگی۔گھاس اس کی انگلیوں سے رگڑ کھاتی انہیں گلابی کرتی جا رہی تھی۔

"آپ نے مجھے کچھ دیر پہلے کہا تھا، کہ مجھے کسی اجنبی پر بھروسہ نہیں کرنا۔۔"اس کی گلابی سیاہ آنکھیں ایلف پر گڑی ہوئی تھیں۔ان میں بے یقینی تھی۔"آپ بھی میرے لئے اجنبی ہی ہیں ،اور میں آپ کی کسی بات پر یقین نہیں کر سکتی۔۔۔" بھیگے لہجے میں کہ کر وہ آہستگی سے ہمت کرتے کھڑی ہوئی۔

"میں تمہاری حالت سمجھ سکتی ہوں لیکن میں نے تمہیں وہ بتا دیا جو تمہارے لئے ضروری تھا، میرے پاس اس بات کو مخفی رکھنے کے لئے وقت نہیں بچا۔کسی بھی لمحے مجھے قتل کیا جا سکتا ہے ۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"کس تعلق کی بناپر آپ مجھے باخبر کرنا چاہتی تھی۔۔۔کیا رشتہ ہے آپ کا مجھ سے۔۔۔؟؟؟اگر یہ سب حقیقت ہوتا تو میرے دادا مجھے بتا چکے ہوتے،وہ کبھی مجھ سے اتنے بڑے راز نہیں چھپا سکتے تھے۔۔"

پھر اس نے گرین ہاؤس کے شیشے کے دروازے کی چابی ٹراؤزر کی جیب سے نکالی،آپ یہاں رہ سکتی ہیں، لیکن مجھے آپ کی کسی بات پر یقین نہیں ہے۔"

ایلف نے اس کے ہوا میں اپنی جانب بڑھے ہاتھ سے لٹکتی چابیوں کو دیکھا اور پھر اس کے گلابی چہرے کو۔جو اسے نہیں چابیوں کو دیکھ رہی تھی۔ایلف ایک قدم اٹھا کر اس کی جانب بڑھی۔

"پریسہ۔۔میں مذاق نہیں۔۔!!"

www.novelsclubb.com

"اوں ہوں۔۔۔"اس نے لب دبائے ستا ہوا چہرہ نفی میں ہلایا۔اور ہاتھ میں تھامی چابیوں کو ہلا کر ایلف کو انہیں پکڑنے کا اشارہ دیا۔ہوا میں چابیوں کی کھنکاہٹ سی گونج اٹھی۔ایلف نے آہستگی سے اس کے ہاتھ سے چابیاں لے لی تھیں۔اس کی نظریں اس لڑکی کو ترحم سے دیکھ رہی تھی

۔اس کا دل چاہا وہ اس لڑکی کو گلے سے لگا کر خود میں سمیٹ لے۔ لیکن اس نے خود کو روکے رکھا۔ کیونکہ ابھی وہ اس پر یقین نہیں کر رہی تھی۔

"آپ نے مجھے بتایا نہیں کہ آپ کا مجھ سے کیا تعلق ہے۔۔۔۔؟؟"

"یہ بات میں تمہیں تب بتا سکتی ہوں جب تم میری باتوں پر یقین کر لو۔ اصل تعلق یقین سے بنتا ہے، اگر تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے، تو کوئی اور وضاحت معنی نہیں رکھتی،"

پریسہ کچھ ساعتوں کے لئے اس عورت کو دیکھتی رہی۔ چاہے وہ اس پر یقین نہیں کر رہی تھی لیکن کچھ تھا جو اسے اندر ہی اندر تنگ کر رہا تھا۔ کچھ ایسا جو اسے اس عورت پر یقین کرنے کو کہہ رہا تھا۔ وہ اس احساس کو جھٹک کر وہاں سے پلٹ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایلف اس کی پشت پر ہوا سے بکھرتے بالوں کو دیکھے گئی۔ پھر اس نے اپنے بالوں کے ڈھیلے جوڑے کو ہاتھ لگایا، اور پونی کھینچ کر انہیں کھول دیا۔ لمبے بال اس کی پشت پر گرے۔ اس کے شہد رنگ بال پریسہ کی بنسبت گھنگریالی تھے۔ لیکن دونوں کا رنگ بالکل ایک جیسا تھا۔ شہد کے جیسا۔ ایلف کے لبوں پر ایک زخم خوردہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ پریسہ نے چلتے چلتے اپنے ٹراؤزر کی

جیب سے اپنا فون نکالا۔آنسوؤں کے چند قطرے ٹوٹ کر سکرین پر گرے انہیں آستین سے صاف کر کے وہ ڈبڈباتی آنکھوں سے کال لاگ میں اس اجنبی کا نمبر ڈھونڈنے لگی۔جس نے اسے جنگل میں فون کیا تھا۔نمبر مل گیا تو اس نے کال کا بٹن انگلی سے چھوا۔گلا کھنکھار کر وہ جاتی گھنٹی کو سنتی گئی۔

"ہیلو۔۔"وہی گھمبیر آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔پریسہ نے ایک افسردہ سی سانس لی۔

"میں پریسہ کنعان بات۔۔۔"اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولا سا اٹکا۔"کر رہی ہوں،آپ نے کہا تھا آپ کو میری ڈائیری ملی ہے،اپنا ایڈریس بھیج دیں۔۔"اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔اسی دوران اس نے بے آواز بہتے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے پونچھا،اور ناک سے گیلی سانس اندر کھینچی۔دوسری جانب سے کچھ سیکنڈز کے لئے خاموشی رہی۔

"آپ جب بھی فون کرتی ہیں،کسی مسئلے میں ہوتی ہیں۔۔۔"اور رابطہ منقطع ہو گیا۔اس نے ناسمجھی سے فون کان سے ہٹا کر سکرین کو دیکھا۔کال اینڈ ڈ کے ابھرتے الفاظ سامنے تھے۔اس انسان کو فون پر بات کرنی نہیں آتی تھی شائد۔فون جیب میں ڈال کر وہ یاسمین کنعان کے گھر

www.novelsclubb.com

کے دروازے کی طرف بڑھنے لگی تو اس کا فون میسیج کی ٹون سے تھرتھرایا ہوا۔اس نے جلدی سے جیب سے فون دوبارہ نکال کر کر آنے والا میسیج دیکھا۔ میسیج میں ہوٹل گرینڈ کا ایڈریس لکھا ہوا تھا۔

"ہوٹل گرینڈ۔۔؟؟اس نے پتلیاں سکیڑ کر چہرہ سکرین سے اوپر اٹھایا۔"یہ تو وہی ہوٹل ہے جہاں دید اگئے تھے۔ براق نے کہا تھا، سلطان مغربی نامی شخص نے انہیں وہیں دیکھا تھا،"

اس کی آنکھیں ایک نئی الجھن کا الجھن کا شکار ہوئیں۔

♦♦♦

یاسمین کے گھر کی فضا میں چاول پکنے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔وہ اندر لیونگ روم سے گزرتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب آئی، دروازہ پورا بند نہیں تھا۔کمرے سے باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔داریا کی آتی آواز پر اس کا ہاتھ دروازہ کھولنے کے لئے ڈورناب تک جاتے جاتے رک گیا۔سر کو ترچھا سا کر کے جیسے اس نے سننے کی کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

"ماما پلیز۔۔۔میں یہ سب اور نہیں برداشت کر سکتی، وہ پریسہ میں دلچسپی لے رہا ہے، پہلے آپ نے بات ادھر ادھر کر دی تھی، لیکن اس دفعہ خود دیکھ لیا نا آپ نے، اندازہ ہو جانا چاہئے آپ کو۔۔!! وہ روہانسی ہو کر کہہ رہی تھی۔ پریسہ نے لب بھینچ ڈالے۔

"آپ امینہ آنٹی سے کوئی رشتہ ڈھونڈنے کے لئے کیوں نہیں کہہ دیتیں، نہ تو وہ کچھ پڑھ رہی ہے، نہ کوئی نوکری کر رہی ہے، فلورل شاپ بھی بند پڑی ہے، کچھ دن انتظار کریں، پھر بات بات پہ آپ سے پیسے ضرور مانگے گی۔۔"

"ابھی انکل کو گئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں داریا، میں ابھی اس سے اس بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں، لیکن تم فکر نہیں کرو، میری بیٹی کو کوئی پریشانی نہیں ہو گی، تمہاری ڈگری مکمل ہونے والی ہے، خوبصورت ہو۔۔اس کا تم سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔

"ماما آپ نہیں جانتی اسے۔۔۔!! آپ اسی خوش فہمی میں رہیں گی اور وہ ہو جائے گا جس کا مجھے ڈر ہے۔۔!!"

"داریا، کچھ دن گزرنے دو میں امینہ سے بات کر لوں گی۔۔"

www.novelsclubb.com

باہر کھڑی پریسہ نے اتنی زور سے مٹھیاں بھینچی تھیں کہ اس کی ہتھیلیاں سرخ پڑ گئی۔ درد کی ایک شدید لہر سینے کی بائیں طرف محسوس ہوئی۔ اور وہ چند قدم پیچھے ہو کر وہیں سے پلٹ گئی۔ وہ ان سے اپنا سامان یہاں شفٹ کرنے کی بات کرنے آئی تھی، کہ وہ کاٹیج جا رہی ہے، مگر اب، اب لگ رہا تھا۔ وہ ان دونوں کی فیملی میں ایک سوتیلا رشتہ ہے، جو انہیں ہمیشہ کھٹکے گا۔ گھر کے دروازے سے نکل کر اس نے ٹکڑوں میں بٹا دل لئے کاٹیج کا رخ کیا۔ ابھی وہ بے گھر نہیں ہوئی تھی۔ اس کے پاس جگہ تھی اور وہ کسی کے احسان تلے دبنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے جلد از جلد دیدا کے گیسٹ ہاؤس میں شفٹ ہونا تھا۔ تاکہ وہ انہیں جتا سکے کہ اسے نہ پہلے ان سے امیدیں تھیں نہ اب ہیں۔ جہاں تک بات ایمر کی تھی۔ کاٹیج کا دروازہ پار کرتے اس نے ایک گہری سانس لی ۔ وہ اسے بتا دے گی کہ وہ اس میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ گرین ہاؤس میں داخل ہوتی ایلف نے پریسا کو کاٹیج میں جاتے دیکھا تھا۔ اس کے قدم بھی اسی جانب اٹھ گئے۔

♦♦♦

دوپہر شام میں ڈھل رہی تھی، سرمئی بادلوں سے گرتی کچھ موٹی بوندیں، فضا کا لمبا راستہ طے کرتیں Casino de royale کے سامنے کی سیاہ سڑک میں جذب ہو گئیں۔ اسی وقت

ایک کالی چمکتی فیراری، سڑک پر روشنی پھیلاتی کسینو کے داخلی دروازے کے سامنے آرکی۔یہ عمارت وکٹورین طرز پر بنی تھی۔دروازے کے دونوں اطراف پر مسلح گارڈز کھڑے تھے،۔ چمکتی گاڑی کے دروازے کھلے،ڈرائیونگ سیٹ سے ٹکسیڈو پہنے ایک لمبانوجوان نکلا جس کی رنگت گاڑی سی ہی سیاہ چمکتی ہوئی تھی، بال گھنگریالے تھے۔وہ تیزی سے دوسرے کھلتے دروازے کی جانب آیا۔جس سے سیاہ چمکتی ہیل والا پاؤں باہر سڑک پر نزاکت سے جم گیا۔پھر دوسرا پیر باہر نکلااور کندھوں تک آتے سیاہ بے حد سلکی بالوں والی خوبصورت سی لڑکی برآمد ہوئی ۔

"سینوریٹا۔۔۔کتنی بار کہتاہوں خود مت نکلا کرو،مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔۔دروازہ مجھے کھولنا چاہیئے۔۔"سیاہ فام نے ناراضگی سے اس لڑکی کو دیکھا جو گھٹنوں تک آتے لیدر گاؤن میں تھی۔ وہ دلکش مسکراہٹ لئے کھڑی ہوئی تو،نوجوان دروازہ پورا کھول کر ایک طرف ہو گیا۔اس کے کندھوں پر سفید پھولا ہوا سا کوٹ تھا جسے اس نے پورا نہیں پہن رکھا تھا۔اس نے ایک ادا سے نوجوان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"سینیور۔۔۔ تم جانتے ہو مجھے اپنے کام خود کرنے پسند ہیں،۔۔۔"

پیچھے سے دروازہ بند کرنے کی آواز آئی۔ وہ اب دائیں ہاتھ میں سفید جگمگاتے موتیوں والا ہینڈ بیگ کھنگال رہی تھی۔ ایک آدمی تیزی سے ان کی جانب آیا نوجوان نے چابی اس کے حوالے کی، اور لڑکی کے مقابل آکر اپنا بازو آگے کیا۔ لڑکی نے ہاتھ میں تھامے گول شیشے میں پہلے اپنا عکس دیکھا۔ پھر لپ سٹک کو انگلی سے تھپتپایا، وہ ہلکا سا دائیں بائیں گھومی ایسے لگتا تھا جیسے روشنی کی تلاش میں ہو، تاکہ میک اپ کا جائزہ ٹھیک سے لے، سکے۔ نوجوان کے پھیلے بازو کو ہینڈ بیگ والے ہاتھ سے تھام کر اس نے ہینڈ بیگ میں واپس شیشہ ڈالا،۔ پھر چلتے چلتے نوجوان کی آنکھوں میں دیکھا اور مسکرائی۔ راہداری کے دائیں طرف یونیفارم میں ملبوس ایک آدمی نے ان سے نام پوچھا۔

"مسٹر اینڈ مسز ریشیل۔۔ آ!" نوجوان پورے دانتوں کے ساتھ مسکرایا، اس کے دانت، سیاہ رنگت پر سفید چمکتے موتیوں سے دکھتے تھے۔ اب وہ آہستہ آہستہ چلتے ارد گرد کا جائزہ بھی لیتے آگے بڑھ رہے تھے۔ نوجوان، لڑکی کے کان میں کچھ کہتا جس پر وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ کر دلکشی

سے ہنستی۔وہاں ویسے ہی لوگ تھے۔دلکش مسکراہٹیں چہروں پر سجائے مہذب دکھتے لوگ۔ ان کے لباس دور سے ہی اپنی مالیت بتاتے تھے۔خوشبوؤں کا ایک سیلاب فضا میں پھیلا تھا۔وہیں سے آگے چلتے جاؤ تو ایک وسیع ہال تھا۔جس کے آس پاس بھی مسلح گارڈز تھے۔دروازے پر بڑا بڑا Ball Pool لکھا تھا۔دروازے کے اندر ہال نما کمرے میں دس پندرہ خواتین و مرد کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ہال کے وسط میں ایک بڑی سی بال پول ٹیبل تھی۔اس میں دونوں اطراف پر رنگ برنگی گیندیں رکھی تھی جن پر مختلف ہندسے تھے۔ساتھ میں لمبی لمبی سٹکس تھی جو ان گیندوں کو مارنے کے کام آتی تھیں۔ایسے لگتا تھا،سب اسی کھیل کے انتظار میں تھے۔ ہال میں سرگوشیوں کی بھنبھناہٹ اور گلاس کھنکھنا رہے تھے۔

وہ سیاہ فام نوجوان،اس لڑکی کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔اس نے اپنا کوٹ اتار کر لڑکی کے حوالے کیا جسے اب وہ دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹے ان پر لٹکائے ہوئے تھی،اس کا ہینڈ بیگ کوٹ تلے چھپ سا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

نوجوان نے سٹک اٹھائی تو ایک مینیجر اس کی جانب تیزی سے لپکا۔"سر ابھی آپ کا اوپونینٹ (مخالف کھلاڑی) نہیں آیا۔"

"اوہاں۔۔میں جانتا ہوں،۔۔"اس نے اس کا کندھا تھپک کر اپنے نائجیرئن لہجے میں کہا۔" میں بس یہ سٹک چیک کر رہا تھا۔"اس نے اسٹک اٹھا کر مینیجر کے سامنے کی۔

"زدراؤ۔۔۔!!!"ہال میں ہشاش بشاش سی آواز گونجی۔ان سب کی گردنیں اس جانب گھومیں۔اور اس درمیانی عمر کے سوٹڈ بوٹڈ آدمی پر پڑیں۔وہ مسکرا کر سیاہ فام آدمی کے مقابل آیا،" جانتا ہوں تھوڑا لیٹ ہو گیا۔برا مت مانیے گا۔۔"

"نہیں ایسا کچھ نہیں۔۔۔"وہ جوابا ہاتھ ملاتا مسکرایا۔ایک باریک سی گھنٹی بجی،تو دونوں بال پول کی ٹیبل کے دائیں بائیں اپنی اپنی پوزیشن سنبھال چکے تھے۔درمیانی عمر کے آدمی نے اسٹک ٹیبل پر رکھنے سے انداز میں تھامی۔اب وہ اپنی جانب رنگ برنگی گیندیں جو تکون کی شکل میں ترتیب سے رکھی گئی تھیں،انہیں احتیاط سے فوکس کر رہا تھا۔اس ٹیبل کے کناروں پر چھ سوراخ تھے جنہیں پاکٹس کہا جاتا ہے۔گیند کو مارنے پر وہ تیزی سے ان پاکٹس میں چلی جاتی ہے۔اور جس

پاکٹ کی نشاندہی کی جاتی ہے اسی میں جائے تو گول ہو جاتا ہے۔وہ آدمی اسی تکون میں رکھی دائیں طرف کی تیسری بال پر نگاہیں مرکوز کئے ہوئے تھا۔

"دائیں جانب سے تیسری بال، فورتھ پاکٹ۔۔"اور اس نے اسٹک کے کونے سے تیسری بال کو مارا جو سیدھا فورتھ پاکٹ میں گئی۔اطراف میں بیٹھے لوگوں نے تالیاں بجائیں۔سیاہ فام نوجوان نے ستائشی انداز میں لب اوپر کو اٹھائے اور اثبات میں سر ہلایا،اس کے ساتھ آئی لڑکی اب پیچھے کرسی پر بیٹھی دلچسپی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"دائیں جانب سے دوسری بال، سیکنڈ پاکٹس آف بوتھ سائیڈ،وہ سیاہ فام ترچھا کھڑا اپنا نشانے پر نگاہیں جمائے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ٹو پاکٹس؟؟وہ آدمی کچھ چونکا۔ایک پاکٹ کے بارے میں پر یقین ہوا جا سکتا تھا کیونکہ بال کو اسی جانب دھکیل دیا جاتا تھا۔لیکن ایک بال سے دوسری بال کو حرکت دے کر دونوں کو الگ الگ پاکٹس میں ڈالنا ناممکن سا تھا،دوسری بال پھسل کر کہیں بھی جا سکتی تھی۔اطراف میں بیٹھے لوگ اب مزید دلچسپی سے سیاہ فام کی باری کے انتظار میں تھے۔اس نوجوان نے بال پر سٹک سے

ضرب لگائی،ایک بال نے دوسری کو ہٹ کیااور پھر دونوں مخالف سمت بنی دونوں اطراف کی دوسرے نمبر کی پاکٹس میں گر گئیں۔اب کہ ناظرین ایک دم کھڑے ہو کر تالیاں بجانے لگے ۔مسز ریشل فخر سے مسکرائی،دو تین مینیجرز جو کھیل پر نظر رکھے ہوئے تھے،انہوں نے ایک دوسرے کو متاثر ہو کر دیکھا۔پھر ان میں سے ایک آہستگی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔مسز ریشیل جو کہ گول شیشہ اٹھائے ٹشو سے چہرہ تھپتھپا رہی تھی۔اس نے شیشے میں پیچھے بنے ایک دروازے کے عکس میں مینیجر کو غائب ہوتے دیکھا۔اس کے سرخ لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔اس آدمی نے بھی اسی کی طرح دو بالز ایک پاکٹ میں ایک ساتھ ڈالنی چاہی تھیں کیونکہ اب اگر وہ ایک ڈالتا تو مطلب ہارنا ہی تھا۔لیکن اس دفعہ بھی وہ ایک ہی ڈال سکا۔وہ اس نوجوان کی تکنیک کو سمجھ نہ سکا۔کچھ دیر پہلے والی بشاشت اب پھیکی پھڑنے لگی۔وہ مینیجر اب ہال سے جڑے ہوئے مہنگے فرنیچر والے کمرے میں کھڑا تھا جس کی چھت سے لٹکتا فانوس ہیروں کی مانند سفید چمکتا اس آفس نما کمرے کو روشن کئے ہوئے تھا۔وہاں دیوار پر لگی بڑی سی سکرین پر ہال کا منظر دکھایا جا رہا تھا۔سکرین کے سامنے ہی ایک بڑی شیشے کی میز تھی۔جس کے پیچھے ریوالونگ چیئر میں سنہری فریم کا چشمہ ناک پر جمائے،انہماک سے وہ اس سیاہ فام نوجوان کو

دیکھ رہا تھا۔اس نے دروازے کے پاس کھڑے مینیجر کی جانب کرسی موڑی اور انگلی سے سکرین کی طرف اشارہ کیا۔

"اس نوجوان کو مجھ سے ملواؤ۔۔۔پرانے کلائنٹ کو رخصت کرنے کا وقت آچکا ہے،۔۔"اس کا ذہن تیزی سے کسی حساب کتاب میں مگن تھا۔آنکھیں اندر تک الجھی ہوئی تھی۔اپنے سوچے گئے پلین کے مطابق اب یہ فیصلہ کرنے کا لمحہ تھا۔اپنے باس کو خبر اسے خوشخبری کی صورت دینی تھی، تبھی ان سے ڈسکس کرنا سرپرائیز کو خراب کرنا تھا۔اسیسٹینٹ کے عہدے سے اس جگہ کے سی ای او بننے تک کا سفر اسے جلد از جلد پورا کرنا تھا اور یہ بہترین موقع تھا۔ایسا پلیئر شائد اب تک کسی بھی اور کسینوز کے پاس نہیں تھا۔آسان لفظوں میں پرافٹ بنانے کی نئی آسامی خود چل کر یہاں آئی تھی۔

"جی ایمر صاحب۔۔!!اور امان صاحب کا کیا؟؟؟۔۔۔

"انہیں کہہ دینا ضرورت نہیں رہی۔۔اور میرے آفس میں آنے سے اسے دور رکھنا، مجھے اس کا رونا نہیں سننا۔۔زیادہ گڑبڑ کرے تو تم اچھی طرح جانتے ہو کیا کرنا ہے!!!

www.novelsclubb.com

"جی بالکل سر۔۔"اثبات میں سر ہلا کر مینیجر پلٹ گیا۔ہال میں موجود لوگ باہر جا چکے تھے۔ جبکہ باہر کھڑے مینیجر میں سے ایک نے مسٹر اینڈ مسز ریشیل کو روکا ہوا تھا۔ایمر کے آفس سے نکلتے مینیجر نے دوسرے مینیجر کے کان میں کچھ کہا، جس پر دوسرے نے باہر کا رخ کیا۔

"مسٹر اینڈ مسز ریشیل۔۔ باس آپ سے ملنا چاہتے ہیں،آج آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں۔ مینیجر نوجوان سے مصافحہ کرتے پروفیشنل مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا۔

"بہت شکریہ۔۔۔معذرت کے ساتھ لیکن ہمیں ابھی کسی دعوت میں جانا ہے۔۔۔"نوجوان نے مینیجر کا ہاتھ چھوڑ کے اپنی مسز سے کوٹ لیا اور پہننے لگا۔ مینیجر کے کان میں لگے آلے میں ایمر تیزی سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"کسی بھی طرح انہیں اندر لاؤ۔۔میں اتنا اچھا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتا۔۔"

"مسٹر ریشیل بس چند منٹ لگے گے۔۔یقیناً آپ اپنے چند منٹ دے سکتے ہیں۔۔"

مینیجر نے پہلے نوجوان اور پھر اس لڑکی کو دیکھا۔وہ مسکرائی۔۔اور پھر نوجوان کے کان میں کچھ کہا۔ مینیجر دبے لبوں سے مسکرایا۔ گویا جان چکا ہو کہ وہ اپنے شوہر کو ٹھہرنے کا بول رہی ہے۔

"ٹھیک ہے۔۔ہم دس منٹ دے سکتے ہیں"کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھ کر وہ خوشی سے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"بہت شکریہ۔۔۔آیئے اس طرف۔۔" مینیجر جلدی جلدی اسی دروازے کی جانب بڑھا جس سے آیا تھا۔وہ دونوں اس کے پیچھے ہو لئے۔مسز ریشیل نے اب پھولا ہوا سفید کوٹ ٹھیک سے پہن رکھا تھا۔اس کے ہیلز کی ٹک ٹک دروازے کے پیچھے غائب ہو گئی تھی۔عقب میں ہال کے باہر وہ درمیانی عمر والا شخص سرخ چہرہ لئے ایک مینیجر کے ساتھ گتھم گتھا تھا۔

"دیکھ لوں گا تم لوگوں کو میں۔۔۔"اس کے بال اور کوٹ بکھر سے گئے تھے۔

"تمہارا باس نہایت ہی لالچی۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"لے جاؤ اسے۔۔۔" دوسرے مینیجر نے چند گارڈز کو اشارہ دیا وہ اس آدمی کی طرف لپک کے اسے گھسیٹ کے لے گئے،جب کے وہ اپنے کوٹ کے بٹن بند کرتا ڈیوٹی پر کھڑا ہو گیا۔اور قریب آتے کسی عمر رسیدہ جوڑے کی بات کا پروفیشنل مسکراہٹ کے ساتھ جواب دینے لگا۔یہ

جگہ امراؤں کی تھکن زائل کرنے کا بہترین علاج تھی۔ یہاں کے مریض وہ واحد مریض تھے، جو پورے بن ٹھن کر اپنے مرض کا علاج کرواتے تھے۔

♦♦♦

آسمان پر اڑتے پرندے آج دکھائی نہ دیتے تھے۔ سردی کی اس لہر نے انہیں اپنے آشیانوں ہی میں رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ایسے میں موسٹر اولڈ برتیج پر اکا دکا ہی لوگ چل پھر رہے تھے۔ جابجا چمنیوں سے دھنوئیں نکلتے فضا میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔ ہوا ہلکی ہلکی چل رہی تھی۔ شمس الدین کے کاٹیج کا ٹیرس کئی دنوں کے بعد آج پر رونق تھا۔ کاٹیج کی بالکنی پر ایک لڑکی بالکنی کی گول اینٹوں والی چھوٹی دیوار کے پاس رکھی دو سرخ لکڑی کی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی تھی۔ اس کی کہنیاں بالکنی کی چھوٹی دیوار پر تھیں اور ہتھیلیوں پر چہرہ ٹکائے وہ وہاں سے دکھتے دریائے ایمریلڈ اور شہر موسٹر کے اس ہرے بھرے منظر سے آنکھیں سینک رہی تھی۔ اس منظر کو یہاں سے دیکھنے کا حق اس سے چھینا جا چکا تھا۔ ٹیرس کا سلائیڈنگ گلاس ڈور جس کے سفید باریک پردے آج اس نے سمیٹ دئے تھے۔ اس کے کمرے کی چوکھٹ پر کھڑی ایلف کو دکھا رہے تھے۔ اس کی نظریں، اس کی جانب پشت کئے بیٹھی اس لڑکی پر تھیں۔ پریسہ نے اپنے

پہلو میں رکھی خالی کرسی کو دیکھا۔اور پھر اس پر ہاتھ رکھ دیا۔ پیچھے کھڑی ایلیف جو اس کے پاس جا کر بیٹھنا چاہتی تھی، یہ منظر دیکھ کر اس کا دل بھاری سا ہوا۔وہ یقینا شمس الدین سے باتیں کرنے آئی تھی۔اس نے اس لڑکی کو اس خالی کرسی سے باتیں کرتے دیکھا۔اور پلکیں زور زور سے جھپک کر وہ واپس مڑ گئی۔ سلائیڈ نگ ڈور کے اس پار کھڑی لڑکی کرسی پر ہاتھ رکھے اب خاموش رہی پھر اس نے اس برف کی مانند ٹھنڈی دیوار پر کرسی پر بیٹھے بیٹھے سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔اب اس کے ارد گرد ہوا سے ہلتے پتوں کی آوازیں تھی۔ جن میں پرندوں کی چہچہاہٹ شامل تھی۔اس کا ذہن نیند کی گہرائیوں میں اترنے لگا۔ دفعتا نیند میں اسے کوئی آواز سنائی دی، مانوس اپنائیت بھری آواز۔ وہ آواز اس کا نام پکار رہی تھیں۔اس آواز میں درد کی لرزش تھی۔اس کی بند پلکوں میں حرکت سی ہوئی لیکن گہری نیند کے باعث وہ انہیں کھول نہ پائی۔آواز پھر سے سنائی دی۔اب وہ اسے وہم نہیں لگی، اسے محسوس ہوا شمس الدین واقعی میں اسے پکار رہے ہیں۔ دیوڑھی پر سر رکھے نیند میں مدہوش اس لڑکی نے خواب ہی خواب میں سر اٹھایا، اس کی نگاہیں نیچے کاٹیج کے سامنے کھڑے شمس الدین پر رک گئیں۔ وہ خون میں لت پت تھے۔ چہرہ اٹھائے وہ نقاہت بھری آواز میں اسے پکار رہے تھے۔ وہ کرسی سے اٹھی اور ہوا اس باختہ

ہو کر نیچے بھاگی۔دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے دھونکنی کی مانند چلتی سانسیں لئے اس نے سامنے دیکھا۔اس کے دادا درختوں کے بیچ اندر چلتے جا رہے تھے۔(یہ درخت یہاں کیسے آگئے ۔۔)اس نے گھنے درختوں کی بہتات کو دیکھا۔شمس الدین اندر درختوں کے بیچ دور ہوتے جا رہے تھے۔اس نے کچھ لمحے اس جنگل کو دیکھا۔جو ٹھیک کاٹیج کے سامنے سے شروع ہوتا تھا۔ وہ اس جنگل کی یہاں موجودگی سمجھ نہیں پائی۔اس نے پہلے پلٹ کر کاٹیج کو دیکھا۔شش و پنج کا شکار وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی۔کیا یہ اس کا وہم تھا۔اسے دادا کیوں نظر آرہے تھے۔(تم جنگل سے دور رہنا۔۔پریسہ)،کانوں میں ایلف حانم کی آواز سنائی دی۔اب اسے جنگل میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔وہاں محض گھنے درختوں کے کالے سائے تھے اور شدید کپکپا دینے والی سردی

۔

www.novelsclubb.com

"پریسہ۔۔۔۔میں مشکل میں ہوں،بیٹا مجھے تمہاری مدد چاہیئے۔۔"جنگل کے اندر ان کی آواز گونجی۔یہ آواز وہم نہیں تھی۔وہ حقیقتاً اسے سن رہی تھی۔اس نے گردن اٹھا کر ان اونچے قد آدم درختوں کو دیکھا،اور اندر آواز کے تعاقب میں بھاگی۔آواز بدستور آرہی تھی۔لیکن اس کا کوئی اختتام نہیں تھا جہاں اسے اس کے دادا دکھائی دیتے۔وہ جتنا بھاگتی جاتی تھی۔اتنا ہی وہ آواز

دور ہوتی جاتی۔سانس پھولی تو وہ ایک دم رکی۔کسی درخت سے ٹیک لگا کر اس کے جسم پر سردی کے باعث کپکپی سی طاری ہو رہی تھی۔اس کے منہ سے نکلتی سانسیں دھنوئیں میں تبدیل ہوتی کچھ لمحے کے لئے جنگل کا منظر دھندھلا دیتی تھی۔اسی پل کوئی ٹہنی چٹخی،اسے درخت کے تنے کے پیچھے پتوں کو قدموں تلے روندنے کی آواز سنائی دی،خوف کا احساس دل لرزاتا اس کے ارد گرد کسی ہالے کی طرح پھیل گیا۔

"کیا تم نے اس شخص کو ڈھونڈ لیا۔۔جس کے پاس تمہاری ماں کی ڈائری ہے۔۔۔"

بھاری آواز اس کی پشت پر چوڑے تنے کے عقب سے گونجی۔وہ وہیں کسی بھی حرکت کے بغیر دم سادھے کھڑی رہی۔خوف کے مارے اس نے لب سختی سے ملا کر سانس لینا چھوڑ دی،اب دھنواں اس کی ناک سے نکل رہا تھا۔ماتھے پر سردی کے باوجود پسینے کی نمی محسوس ہوئی۔

"تمہارے دادا اور دادی مصیبت میں ہے،تمہارا خاندان پوری طرح،ختم ہو جائے گا۔اور آخر میں صرف تم بچو گی۔۔۔۔اکیلی۔۔۔۔اور جب تمہارا سراغ انہیں مل جائے گا۔تو تم بھی وہی موت مرو گی جو تمہاری ماں کے نصیب میں آئی تھی۔"

www.novelsclubb.com

"میں کیسے یقین کرلوں کہ یہ سب سچ ہے۔۔؟؟"اس کی کانپتی آواز جنگل میں گونجی۔

"تمہاری گردن کے گرد جو زخم ہے وہ انہیں تمہاری طرف لے کر آئے گا۔۔۔اگر تم ساری حقیقت جاننا چاہتی ہو۔۔تو اس شخص کو میرے پاس لے آؤ، جس کے پاس تمہاری ماں کی ڈائیری ہے۔۔۔"

"لیکن۔۔۔یہ۔۔سب کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔کیا میرے دادا زندہ ہیں؟؟؟"

"تم سب جان جاؤ گی اگر اس شخص کو لے آؤ۔۔۔اس جھیل کے کنارے جہاں تم اس رات بیٹھی تھی۔۔اور اگر تم یقین کرنا چاہتی ہو۔۔۔ان ساری باتوں کا، تو گردن پر پہنا اپنی ماں کا ہار اتار کر پانی میں جھانکنا۔۔۔تمہیں یقین آجائے گا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اس کا ہاتھ بے ساختہ اپنی شرٹ کے گلے تک گیا۔وہ ششدر کھڑی تھی، "یہ ہار جسے وہ بچپن سے ہی اپنے گلے میں دیکھتی آئی تھی۔۔ہاں یہ اس کی ماں کا تھا۔لیکن یہ اسے کیسے معلوم ہوا۔۔؟؟شل سی کھڑی، وہ حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثر کے ساتھ جھٹکے سے تنے کی جانب پلٹی لیکن وہاں اب خاموشی تھی۔اس نے اس گھنے جنگل میں پھیلے اندھیرے کو دیکھا۔اور

گرد و پیش کا جائیزہ لیا۔اس کا ہاتھ ہنوز گلے میں پہنے اس ہار پر تھا جو شرٹ کے اندر ہونے کی بنا پر نہیں دکھتا تھا۔ وہ درخت جیسے اس پر جھکنے لگے۔اندھیرا اسے اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔اسے سمجھ نہیں آئی وہ کس طرف بھاگے۔خوف سے چلاتے وہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔اس کے ہاتھ چھوڑی ٹھنڈی دیوار پر تھے اور وہ سر رکھے وہاں سو گئی تھی۔اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔دونوں ہاتھ گالوں پر رکھے وہ گومگو کھڑی تھی۔اس کا ہاتھ بے ساختہ گال سے گردن تک پھسلا۔اور اس نے باریک چین کو انگلیوں سے پکڑ کر اسے باہر نکالا۔

آسمانی رنگ کا شفاف موتی، یہ لاکٹ خوبصورت تھا۔اور دادا اس کو اسے ہمیشہ شرٹ کے اندر چھپائے رکھنے کا کہتے تھے۔وہ ہار کا موتی انگلیوں میں تھامے بظاہر سامنے موسٹر برتیج کو دیکھ رہی تھی لیکن ان نگاہوں میں ماضی کے کسی منظر کا عکس تھا۔

(دیدا۔۔۔یہ لاکٹ خوبصورت ہے، مجھے اسے چھپانا کیوں ہے۔۔۔میں چاہتی ہوں سب دیکھیں۔۔۔!! چھ سالہ پریسہ پودوں کو پانی دیتے شمس الدین سے پوچھ رہی تھی۔)

اس نے پلکیں جھپکائیں، وہ ہمیشہ اسے بہلا جاتے تھے، اور وہ بہل جاتی تھی، اسے لگا تھا قیمتی ہونے کی وجہ سے شائد چوری نہ ہو جائے، یہی چیز دیدا بھی اسے بتاتے رہتے تھے۔ اس نے وہ لاکٹ دوبارہ شرٹ میں چھپایا۔ (کیا اس کا عکس بھی ایلیف حانم جیسا ہو گا۔۔)، وہ گھبرائی۔ پھر وہ اٹھی، اور گلاس ڈور ایک طرف سرکا کر کمرے میں داخل ہوئی۔ دروازہ لاک کر کے اس نے سیڑھیوں کا رخ کیا۔ کچھ منٹ بعد اب وہ اسی تالاب کے پاس کھڑی تھی جس میں اس نے ایلف کا عکس دیکھا تھا۔ گرین ہاؤس کی شیشے کی دیواروں سے ایلیف کو وہ اس جانب جاتی دکھائی دی ۔اس نے نل بند کیا اور پائپ وہیں رکھ کر دبے قدم اسی جانب اٹھا دئے۔ اس نے دیکھا وہ تالاب کے کنارے کھڑی تھی۔ گردن کے پیچھے سے کچھ کھول رہی تھی۔ اس کی پونی دائیں کندھے پر پھیلی تھی۔ پریسہ نے ہک کھول کر لاکٹ اتارا اور دونوں کناروں سے پکڑے چہرے کے سامنے کیا۔ ایلف کا ہاتھ منہ پر ٹھہر گیا۔۔ وہ جھٹکے سے پلٹی، آنکھیں پھیلیں۔ (یہ ہار۔۔۔۔!!) پریسہ نے لاکٹ ہاتھ میں دبایا، اور تالاب پر اپنا عکس دیکھا۔ اس کے چہرہ ویسے ہی رہا۔ الجھن لئے ہوئے۔ پھر اس نے لاکٹ نیچے زمین پر پھینکا۔ اور پھر پانی میں جھانکا۔ اب وہ ساکت تھی، بالکل شاکڈ۔ ایلف کا ہاتھ اب سینے پر تھا۔ چہرہ کسی نئے زلزلے کی زد میں۔ اس نے قدم اس لڑکی کی جانب

بڑھائے۔پریسہ پیچھے ہٹی اور زمین پر جھٹکے سے بیٹھ کر وہ لاکٹ ڈھونڈنے لگی۔اس کی ہچکیاں تیز ہونے لگی۔لاکٹ اس کے ہاتھ لگا تو اس نے اسے پہننا چاہا۔کپکپاتے ہاتھوں سے وہ پھسل کر بار بار نیچے گر جاتا تھا۔اس نے اپنے قریب ایلف کو بیٹھتے دیکھا۔اب اس کے لئے اس کی آنکھوں میں بے یقینی نہیں تھی،اب وہ ڈبڈباتی آنکھوں،کچھ بولنے پر کپکپاتے ہونٹ،اور لرزتے ہاتھوں سے وہ ہار پہننا چاہتی تھی۔ایلف نے دوبارہ پھسلتے لاکٹ کو اس کے ہاتھ سے لیا۔

"پریسہ تم نے کہا تھا نا کہ اس خواب کا مجھ سے کیا تعلق،اس ہرن سے کیا تعلق۔۔۔تم مجھے بچانے اس ہار کی وجہ سے آئی تھیں۔"

اور اس کے پیچھے جا کر اسے پہنانے لگی۔پریسہ نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔وہ خاموش رہی۔ایلف کے الفاظ نے اس بار اسے نہیں چونکایا۔اس بار اس نے بہت کچھ قبول کر لیا۔وہ بھی ویسی ہی تھی،ایلف کی طرح،اس لاکٹ،اسی ڈائیری کی طرح تھی،جادوئی۔۔۔وہ عام انسان نہیں تھی،نہ ہی اس کے عقب میں وہ عورت نہ ہی جنگل میں موجود وہ سایہ۔۔۔اور شائد نہ ہی وہ شخص جس کے پاس وہ ڈائیری تھی۔

♦♦♦

www.novelsclubb.com

ہوٹل گرینڈ کی بالائی منزل پر داؤد سلطان کے روشن سوئیٹ میں، گہما گہمی تھی۔ کچن کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا طارق ایپرن باندھے، کٹنگ بورڈ پر مصروف سا سبزیاں کاٹ رہا تھا۔ اسی کے ساتھ کچن میں، کھڑا جوزف برتن دھو رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ چولھے پر طارق کی سوپ کے لئے رکھی ہوئی یخنی بار بار چکھتا جا رہا تھا۔ دو تین دفعہ تو طارق نے اس کی اس حرکت کو نظر انداز کیا۔ تیسری دفعہ اس نے دوبارہ کوشش کی تو طارق نے تند و تیز نظروں سے گھورا۔ اور چہرے سے چولھے پر رکھی یخنی کی جانب اشارہ کیا۔ ”ایک کام کروا بھی ساری انڈیل لو اپنے اندر۔۔۔“

”نمک چیک کر رہا ہوں میں تو۔۔۔“۔ جوزف نے منہ بنایا۔

”چھٹی بار بتا چکا ہوں کہ نمک نہیں ڈالا میں نے۔۔۔۔ پیٹ کے ہلکے کہیں کے۔۔!!۔ بڑبڑا کر طارق نے کاٹی ہوئی سبزیاں ایک بڑی سی پلیٹ میں ڈالی۔ جوزف بتیسی نکالتا سنک کی طرف متوجہ ہوا۔ داؤد گھٹنوں پر لیپ ٹاپ رکھے صوفے پر بیٹھا، پہلو میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سلجوق احمد سے بات کر رہا تھا۔ دفعتاً سوئیٹ کے لاک کھولنے کی ٹوٹو سنائی دی،۔ دروازہ کھلا، پہلے روزی مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی اور پھر ڈینئیل۔ ان سب کی نظریں ان دونوں

www.novelsclubb.com

کی جانب اٹھی۔جوزف کا منہ روزی کو اس حلیے میں دیکھ کر کھل گیا۔طارق جو سبزیاں کاٹ رہا تھا،اس نے اور جوزف نے یک لخت ایک دوسرے کو دیکھا،اور پھر خفیف سا مسکرائے۔وہ دونوں جس طرح مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے لمحے بھر کو سلجوق احمد بھی شک میں پڑھ گئے۔

"تم دونوں چھپکے سے نکاح تو نہیں کر بیٹھے۔۔۔!!"ابرو اچکائے، سنجیدگی سے بولتے داؤد سلطان نے ٹیبل پر رکھی پلیٹ میں سے سیب کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالا۔

طارق اور جوزف کی زوردار ہنسی گونجی۔جبکہ سلجوق احمد مسکرائے۔

"اچھے اداکار ہمیشہ دوسروں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں۔۔مسٹر داؤد۔۔!!"ڈینئیل نے ان کی جانب بڑھتے ہوئے کہا تو،داؤد نے سیب چباتے ہوئے ستائشی ابرو اچکائے۔روزی اس کی بات پر حق دق سی ہوئی تھی لیکن خود کو نارمل کمپوز کیا۔

"تو کیا کام ہو گیا۔۔۔؟؟"سلجوق احمد دونوں کے بیٹھ جانے پر پوچھنے لگے۔داؤد اب لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھتا۔فون پر آنے والی کال سننے کے لئے اٹھ گیا۔وہ لیونگ روم کی دیوار گیر کھڑکیوں کی

طرف آیا،اور باہر پھیلی ٹھنڈی شام دیکھنے لگا۔ ”کیوں ہسپتال میں کیوں ہے۔۔ کیا ہوا ہے ؟؟، ابرو اکھٹے ہوئے۔ ماتھے پر بل سے پڑے۔ پھر دوسری جانب سے کچھ سننے لگا۔

”تم ہوٹل کے باہر آؤ فوراً، میں باہر آکر تم سے ملتا ہوں۔“ تحکم بھرے انداز میں کہتے اس کا لہجہ برہم تھا۔ فون کان سے ہٹا کر وہ لیونگ روم کی جانب پلٹا۔ طارق اب سوپ کے باؤل والی ٹرے اٹھائے، میز پر رکھ رہا تھا۔

”خیر مجھے تو بڑا مزا آیا، امیر سوشلائیٹ بننے میں۔۔ حقیقت نہ سہی، مشن کے لئے ہو چا ہے۔“ ایک ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے اس نے سلجوق احمد کو دیکھتے ہوئے خوشی سے کہا۔

”کیا پتا تمہیں مسٹر ریشیل کی مسز بننا اچھا لگا ہو، کبھی کبھار تم اپنے دل کا حال خود ہی نہیں جان پاتی، ہمیں بتانا پڑتا ہے۔“ ٹرے رکھ کر طارق نے بڑوں کے سے انداز میں کہا، تو وہ چڑ گئی۔

”نہیں ایسا کچھ نہیں ہے، وہ میرے لئے بھائیوں جیسا ہے،۔۔“

”ہوں۔۔ ہوں ساری لڑکیاں پہلے ایسے ہی کہتی ہیں۔۔“ طارق نے اسے پھر سے چھیڑا۔

"طارق تم دوسروں کو تنگ کرنے کے بجائے اپنی وگ پر دھیان دو، جو پھسلنے والی ہے۔۔"

داؤد کہہ کر واپس اپنی جگہ آبیٹھا۔ روزی نے حیرت سے پہلے داؤد کو دیکھا اور پھر خفت زدہ سرخ چہرہ لئے غصے سے ہونٹ بھینچتے طارق کو۔ وہ اپنے اس راز کے افشاں ہونے پر صحیح معنوں میں شرمندہ ہوا تھا، اور اب پوری توجہ سے اپنے باؤل میں سوپ نکال رہا تھا۔ جیسے دنیا میں اس سے زیادہ اہم کوئی اور کام نہ ہو۔ دل ہی دل میں اس نے داؤد کو کئی گالیوں سے نوازا تھا۔

"اوہ۔۔۔ہو۔۔ہو۔۔!! روزی اٹھ کھڑی ہوئی، یہی میں کہوں تمہارے بال اتنے زیادہ چمک کیوں رہے ہیں۔ مطلب مجھے لگا کوئی بہت مہنگا شیمپو ہو گا۔۔۔ لیکن یہاں تو تم نے مہنگا ترین وگ لیا ہوا ہے شائد۔" اس نے اس کے سر سے وگ کھینچنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ بدک کر پیچھے ہٹا۔ اور باؤل چھوڑ کر کچن کی طرف بھاگا۔ مبادا وہ واقعی اس کا وگ نہ کھینچ لے۔ پیچھے کھڑی روزی نے ہوا میں پھیلے ہاتھ کی مٹھی بنائی، اور ہاتھ نیچے کیا۔ اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ کچن میں کھڑے طارق نے اپنے لئے الگ باؤل میں سوپ نکالا۔ اور روزی سے دور ٹیبل کی دوسری طرف جا بیٹھا۔

www.novelsclubb.com

"تو کچھ کام بنا، یا نہیں۔۔۔؟؟"سلجوق احمد نے ڈینئل کو دیکھ کر استفسار کیا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے نہیں بنا ہو گا۔۔۔ویسے جوزف بال پول ٹیبل کے نیچے جو تم نے ڈیوائس لگائی تھی۔۔ہاہا۔۔اس کی وجہ سے کچھ لمحوں کے لئے میں واقعی ہیرو بن گیا۔"

"کیسی ڈیوائس۔۔"سلجوق احمد نے اچنبھے سے داؤد کو دیکھا۔

"اس ڈیوائس کی مدد سے، جوزف کسینو کے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھا، ٹیبل پر رکھی بالز کو اپنی مرضی سے حرکت دے سکتا ہے۔داؤد نے بولتے بولتے جوزف کو دیکھا اور پھر نظریں پھیر کر سلجوق احمد کو۔"جوزف اور ڈینئیل دونوں ائیر پیس کے ذریعے ایک دوسرے سے کانٹیکٹ میں تھے۔"اس کا فون وائیبریٹ ہوا تو اس نے فون اٹھایا اور سکرین دیکھتے دیکھتے کہنے لگا۔

"روزی اس گیم میں سب سے اہم کردار ہے۔مرات کا بیٹا ایمر آج کل کسی بڑے عہدے کے لئے کوششیں کر رہا ہے۔اور مسٹر ریشیل یعنی ڈینئیل اس کے لئے ایک اہم ذریعہ ہے، اس کو بہترین کھیلتے دیکھنے کے بعد ہمارے پلین کے مطابق ایمر کو اسے اپنا کلائنٹ بنانا تھا، جو کہ ہو چکا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"۔۔اس نے گیم اینڈ ہوتے ہی اندر بلا لیا تھا۔۔۔"جوش سے کہتے ڈینئیل نے تعریفی انداز میں جوزف کے کندھے پر تھپکی دی۔ تھپکی اتنی زوردار تھی کہ اس کے ہاتھ میں سوپ کا باؤل پھسلنے ہی والا تھا۔جوزف نے ہڑبڑا کر باؤل سنبھال لیا۔

"روزی کا کردار کیسے اہم ہے؟؟اب کہ سلجوق احمد منہ تک چمچ لے جاتے جاتے بولے۔

ڈینئیل نے بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کے روزی نے سوپ نگلتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔"میرا کردار یعنی ایک امیر ترین سوشلائیٹ جس کا کام ہے اسے اس ڈیوائس کے بارے میں بتانا،تاکہ وہ بدلے میں ہمارے لئے ایک مخبر کا کام کرے۔سلجوق احمد نے نیپکن سے ہونٹ تھپتھاتے ہوئے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

تو یعنی تم لوگوں کا دوسرا اسٹیپ بھی کامیاب رہا،سلطان مغربی۔۔ماننا پڑے گا،بڑے ہی عیار ہو۔"سلجوق احمد نے قہقہہ لگا کر داؤد کو دیکھا۔

داؤد کے فون پر پھر سے میسیج کی ٹون بجی۔وہ ہنوز بے نیازی سے سوپ کے گہرے چمچ سے سوپ پیتا جا رہا تھا۔بند لبوں سے سوپ میں ڈالی گئی سبزیاں چباتے اس نے سلجوق صاحب کو

فاتحانہ مسکراہٹ لئے دیکھا۔بظاہر اس بات سے بے خبر کہ روزی کے فون کا کیمرا اس منظر کو ہینڈ بیگ کے پیچھے سے قید کرتا جارہا تھا۔اس نے سکرین پر دونوں انگلیاں کھینچی،اب کیمرے کا فوکس صرف داؤد سلطان پر تھا۔نیوی بلو ہائی نیک والی شرٹ میں اس کی صاف رنگت دمک رہی تھی،آنکھیں جو عموما گرے دکھتی تھی،نیوی بلو شرٹ کے باعث ہلکا سا نیلا تاثر دے رہی تھیں۔ کسی نے اس کی اس حرکت کا باتوں ہی باتوں میں کوئی نوٹس نہیں لیا۔موبائل چھپکے سے واپس رکھ کر اب وہ پوری طرح اپنے باؤل کی جانب متوجہ تھی،جبکہ صوفے سے اٹھتے داؤد نے ایک سرسری تیز نگاہ اس پر ڈالی اور ان سے معذرت کرتا،صوفے کی پشت پر پھیلا اپنا لمبا بھورا کوٹ پہننے لگا۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

شام کا یہ وقت اور ٹھٹھراتی سردی،شہر موسٹر کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔آسمان کو سیاہی میں تبدیل ہونے کے لئے کچھ ہی وقت درکار تھا،ہوٹل گرینڈ کی دیو ہیکل عالیشان عمارت پر ننھے ننھے نرم و ملائم برف کے اولے گرنے لگے۔روشنیوں میں نہائے ہوٹل کے سامنے طویل چوڑی سڑک پر کھڑے کچھ افراد جو گاڑیوں میں بیٹھنے لگے تھے،موسم دیکھ کر واپس اتر آئے

۔اوپر آسمان کی جانب چہرہ اٹھاؤ تو وہ سفید اولوں سے بھر چکا تھا۔اولے زمین پر جمع ہوتے نرم سی چادر بنانے لگے۔چلتے چلتے کچھ دور آؤ تو سڑک کے کنارے قطار سے بنی تکونی چھتوں کی وکٹورین طرز کی عمارتیں تھیں۔ان کے سامنے فٹ پاتھ پر دو نفوس آمنے سامنے کھڑے تھے،اور ایک ان سے کچھ فاصلے پر،ان کی جانب پشت کئے ایسے کھڑا تھا، جیسے اسے ان کی گفتگو سے کوئی سروکار نہ ہو۔دونوں میں کوئی بات ہوئی۔

"تمہیں میں نے وہاں ڈرنک کرنے بھیجا تھا، یا اس شخص کا خیال رکھنے۔۔۔" دراز قد نوجوان کی گرے آنکھوں میں برہمی تھی۔اس کے بھورے کوٹ پر برف کے چند گولے گرے۔

"وہ ایک معذور شخص ہے،اس کی طبیعت خراب تھی، تم نے کھڑکیاں بند کر کے گیس ہیٹر آن چھوڑ دیا۔۔" داؤد سلطان گرجا۔اسی وقت سڑک کنارے سفید رنگ کی کار جس کی چھت پر Taxi لکھا تھا۔ان سے کچھ فاصلے پر رکی۔ایسے کے کار کی کھڑکی سے وہ منظر صاف واضح دکھائی دیتا تھا۔ڈرائیور نے اگنیشن میں چابی گھما کر گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرنی چاہی، لیکن انجن

www.novelsclubb.com

ہلکی سی آواز پیدا کرتا پھر سے دم توڑ گیا۔ پیچھے کیرامل کلر کے لانگ پھولے ہوئے کوٹ میں بیٹھی اس لڑکی نے پریشانی سے اس ادھیڑ عمر ڈرائیور کو دیکھا۔

"بیٹا شائد انجن گرم ہو گیا ہے۔۔آپ کی لوکیشن چند قدم کی دوری پر ہے، معذرت چاہتا ہوں ۔۔"بیک ویئو مرر میں پریسہ کو دیکھ کر ڈرائیور شرمندگی سے بولا۔

"اٹس اوکے۔۔۔یہاں سے میں خود چلی جاؤں گی۔۔معذرت کی کوئی بات نہیں۔"

اس نے سادگی سے مسکرا کر کیش ان کے حوالے کیا۔

"ایک منٹ،، میں ایک دفعہ اور کوشش کرتا ہوں۔۔"ڈرائیور نے کہہ کر گاڑی بند کی اور، پانی کی بوتل نکال کر باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

گاڑی کے شیشے پر اولے گرتے جمع ہوتے جا رہے تھے، دائیں جانب عمارتوں کی تکونی چھتیں، اب سفید چادر میں ڈھکی ہوئی تھیں۔اس نے شیشہ نیچے کیا اور ہتھیلی کھول کے باہر نکالی۔ ٹھنڈے اولوں نے اس کی نرم گلابی ہتھیلی کو گدگدایا۔ایک افسردہ مسکراہٹ نے اس کے

چہرے کا احاطہ کر لیا۔ تبھی کسی آواز نے اسے چونکایا۔ کھڑکی کے تھوڑا قریب ہو کے اس کی نظریں کچھ قدم کی دوری پر ان تین افراد پر پڑی۔

"میں اس وقت۔۔۔۔" فاصلے پر سر جھکائے اس شخص کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئی۔ اس دراز قد شخص نے اس کا گریبان تھاما۔ پریسہ کا ہاتھ منہ پر ٹھہر گیا۔ یہ کیا ہو رہا تھا وہاں۔

"مجھے کوئی وضاحت نہیں چاہئے،،، تم جانتے ہو مجھے یہ بے معنی وضاحتیں کتنی بری لگتی ہیں"

"میں معافی چاہتا ہوں۔۔۔ ایسا دوبارہ نہیں۔۔۔" اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے دائیں گال پر پڑا اور وہ شخص ایک جانب ڈگمگا سا گیا۔ "میں نے کہا مجھے بے احتیاطی کے بعد ایسے جملے پسند نہیں۔۔"۔

www.novelsclubb.com

گاڑی میں بیٹھی پریسہ ششدر رہ گئی۔ (اتنا سنگ دل کون ہوتا ہے، کوئی معافی مانگے تو ایسے رویہ اپنانا۔۔۔ اف یہ سو کالڈ امیر لوگ۔۔۔ اپنے امپلائیز کو غلام سمجھ لیتے ہیں۔) ڈرائیور اب کھڑکی سے ہاتھ اندر کر کے گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا، لیکن گاڑی وہی ڈھیٹ کی ڈھیٹ ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔

"بیٹی تمہیں خود جانا پڑے گا۔۔۔گاڑی میں مسئلہ زیادہ ہے"

ڈرائیور کی آواز پر وہ چونک گئی۔اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔اور اپنا براؤن رنگ کا چھوٹا سا بیگ ہاتھ میں تھامے گاڑی سے باہر نکل آئی۔سفید نرم اولے اس کے چہرے کو گدگدانے لگے۔(اچھا ہے اس شخص سلطان مغربی کے بارے میں بھی پوچھ لوں گی، شائد وہ فون والا شخص اسے جانتا ہو)سوچتے ہوئے اس نے ایک نظر ڈرائیور کو دیکھا جواب گاڑی پر جھکا تھا۔اور رخ موڑ کر فٹ پاتھ پر چڑھ گئی۔کچھ قدم کے فاصلے پر وہیں تینوں لوگ کھڑے تھے، مار کھانے والا اب سڑک پر کھڑی گاڑی میں ایک اور آدمی کے ساتھ بیٹھ رہا تھا۔وہ ان کے چہرے نہیں دیکھ پائی ان کے کوٹ کے کالرز کھڑے تھے، جبکہ وہ ظالم شخص، وہ اپنی جگہ کھڑا گاڑی کو جاتے ہوئے دیکھنے لگا،اس کے چہرے پر ابھی تک برہمی تھی۔وہ قدم قدم چلتے آگے بڑھ رہی تھی، فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔قریب جانے پر وہ ایک طرف ہو کر آگے بڑھ گئی۔بیگ کا سٹرپ گلے میں ڈال کر اس نے کراس کر کے پہن لیا۔ہاتھ آپس میں مسلتے،اس کے چہرے پر ناگواری تھی۔تیز تیز چلتے کچھ ہی دیر میں وہ ہوٹل کے سامنے تھی۔عقب میں چلتے داؤد سلطان کی ساری توجہ فون کی روشن سکرین پر تھی،اس نے فون بند کر کے کوٹ کی جیب میں رکھا،اس

کے دونوں ہاتھ اب کوٹ کی جیبوں میں تھے۔چند قدم کی دوری پر کھڑی کیرامل کلر کے کوٹ پہنے اس لڑکی نے فون کان سے لگایا۔پیچھے کچھ ہی فاصلے پر چلتے داؤد سلطان کا فون جیب میں تھرتھرایا۔نمبر دیکھ کر وہ جان گیا یہ وہی لڑکی تھی۔فون کان سے لگاتے ہوئے اس کی نظر اس لڑکی کی پشت پر ٹھہری وہ چہرہ اٹھائے فون کان سے لگائے پوچھ رہی تھی۔

"میں ہوٹل گرینڈ کے سامنے کھڑی ہوں،آپ کہاں پر ہیں۔۔"

داؤد سلطان نے ایک گہری سانس لی جو دھوئیں میں بدل کر فضا میں پھیل گئی۔

"میں آپ کے پیچھے کھڑا ہوں۔۔"سنجیدگی سے بولتے ہوئے کال کاٹ گیا۔اس لڑکی نے موبائل سکرین پر بند ہوتی کال دیکھی،اور الجھا ہوا چہرہ لئے پلٹی۔ایسے کے اس کی پشت پر گرتی شہد رنگ بالوں کی لہریں اس کے بائیں کندھے پر گریں۔داؤد نے فون والا ہاتھ ہائے کے انداز میں ہلایا۔وہ ویسی ہی تھی جیسے اس کے زہن کے پردے پر ابھری تھی۔اس کا حلق خشک ہوا۔یا تو اس ڈائری پر جن سوار ہو گیا تھا یا خود اس پر کیونکہ اس چیز کو حقیقت ماننا ناممکن تھا۔

"ہیلو۔۔۔پریسہ کنعان۔۔"

www.novelsclubb.com

پریسہ کے چہرے پر چھائی الجھن شدید ناگواری میں بدلی۔ بھنوئیں تن سی گئیں۔(یہی میں کہوں کہ اس شخص کو فون پر بات کرنا کیوں نہیں آتی۔۔کیونکہ اس کا دماغ آسمان میں اڑھ رہا ہے۔اسے لگتا ہے ہر کوئی اس کا امپلائی ہے)وہ اس سے کچھ ہی فاصلے پر تھا،دونوں آمنے سامنے تھے اور بیچ میں برف کے گولے کبھی بڑھتے کبھی کم ہوتے جارہے تھے۔

"میری ڈائیری آپ کو ملی تھی۔۔کہاں پر۔۔؟؟"اس نے کندھے پر لٹکے بیگ کی سٹریپ کو تھاما اور فون کوٹ کی جیب میں ڈال دیا۔انداز لیا دیا سا تھا۔

"ہوں۔۔"اس نے سڑک پر گزرتی کسی گاڑی کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا،اور پھر اسے دیکھا۔

"میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔۔لیکن اس سے پہلے مجھے آپ سے کچھ پوچھنا۔کچھ اہم۔۔ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔۔"اس کا لہجہ ٹھہرا ہوا اور مہذب تھا۔کچھ دیر پہلے کی سرد مہری ہنوز آنکھوں میں تھی۔آنکھوں کا رنگ اس کے عقب میں پھیلی سفیدی کے باعث کانچ سا چمک کر رہا تھا۔وہ خوبرو نوجوان تھا۔لیکن اس کی آنکھوں کی سرد مہری عجیب تھی۔جو اسے جز بز کر رہی تھی۔پریسہ نے آہستگی میں سر اثبات میں ہلایا۔وہ مناسب فاصلہ قائم کئے اس کے قریب

www.novelsclubb.com

سے گزرا۔پریسہ اسی کی رفتار میں اس کے پیچھے چلنے لگی۔اس نے ریسپشن پر یونیفارم پہنے لڑکی کو کچھ کہا تھا۔پھر پلٹ کر سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی۔اب وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ داخلی مرمری راہداری ایک عالیشان ہال میں کھلتی تھی۔بڑے بڑے فانوس کسی محل کا سا منظر دیتے تھے۔اسی ہال کے اختتام پر اس سے بھی بڑا ایک ہال تھا۔جس کا تھیم گولڈن اور کریم کلر کا تھا۔دیواریں کریم کلر کی تھی اور ان پر لگے وال فریمز گولڈن کے۔ہر ٹیبل دوسرے سے تقریبا دس فٹ کے فاصلے پر تھی۔وہ اس خالی ٹیبل کی جانب گیا، جس کے پاس ویٹر کھڑا تھا۔ بڑی بڑی دیوار گیر کھڑکیاں جن کے فریمز گولڈن تھے ان کے شیشوں سے برف کے اولے گرتے دکھائے دیتے تھے۔کئی لوگوں کی گردنیں انہیں کھڑکیوں کی جانب مڑی ہوئی تھیں ۔کچھ تصویریں لے رہے تھے۔وہ دونوں اب ٹیبل کے گرد رکھی دو کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔ ٹیبل کے نیچے دونوں گھٹنے جوڑے ان پر رکھے ہاتھ وہ مسلسل مسل رہی تھی۔دل میں اٹھنے والے کھٹکے اسے اندیشوں میں مبتلا کر رہے تھے۔(کیا اسے یہاں اس اجنبی شخص کے ساتھ آنا چاہیئے تھا؟؟؟جس کی شخصیت عجیب سرد مہری کے ہالے میں تھی۔اس سب کے بعد بھی جو اس نے باہر دیکھا)

"آپ کو جو پوچھنا ہے جلدی پوچھیں، مجھے ڈائیری لے کر جلدی نکلنا ہے۔۔" ہاتھ ٹیبل پر رکھتے اس نے اس شخص کو دیکھا۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو کس نے کہا کہ میں آپ ڈائیری دے رہا ہوں،، میں نے آپ کو یہاں بس اس کے متعلق کچھ معلومات جاننے کے لئے بلایا ہے۔"

"میں سمجھی نہیں۔۔۔؟؟" وہ چونکی، پھر بھنوئیں اکھٹی کئے بولی۔

"بات یہ ہے کہ میں آپ کو وہ ڈائیری نہیں دے رہا۔۔ اگر وہ آپ کی ہوتی تو آپ کے ہی پاس رہتی،، میرے پاس کیوں پہنچ گئی۔۔" اس شخص نے ایک ابرو اچکائی۔

"آپ کو جلدی پہنچنا ہے۔۔ تو میں پوچھ۔۔۔۔

"میں آپ کی کسی بات کا جواب نہیں دینے والی جب تک آپ وہ ڈائیری میرے ہاتھ میں نہیں دے دیتے۔۔۔!!!۔۔" اس کی بات کاٹتے ہوئے اس کے لہجے میں دبا دبا غصہ امڈ آیا۔

"وہ ڈائیری کیا آپ نے اس میں سے کبھی کچھ پڑھا ہے۔۔۔"

"میں دے دوں گی جواب اگر آپ ڈائیری دے دیں گے۔۔"۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

"پریسہ کنعان اگر آپ میرے سوال کا جواب دیں گی تو میں آپ کے دادا کے بارے میں آپ کو کچھ بتا سکتا ہوں۔۔۔"اس نے پر سکون ہو کر پیچھے کرسی سے ٹیک لگائی۔

"دادا کے بارے میں۔۔۔!!"وہ ایک دم کھڑی ہوئی۔"آپ کو کیسے پتا ہے۔۔۔کیا وہ یہاں آپ سے ملنے آئے تھے۔۔۔۔"اس کا غصہ ایک سیکنڈ میں رفو چکر ہوا۔لہجہ بوکلاہٹ بھرا تھا۔۔ داؤد سلطان نے اس کے واپس بیٹھنے کا انتظار کیا۔

"تو آپ نے کبھی اس ڈائیری میں کچھ پڑھا ہے۔۔۔؟؟"اس کا لہجہ ویسے ہی اٹل تھا۔جیسے وہ اس سے معلومات لئے بنا ایک حرف بھی نہیں بولے گا۔اس نے گھٹنوں پر رکھی اپنی مٹھیاں بھینچی ۔لیکن چہرے کو نارمل کئے رکھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔۔۔"نفی میں سر ہلایا۔"وہ ڈائیری کھل نہیں سکتی۔۔!!"

"یعنی۔۔۔؟؟"اس شخص کی آنکھوں کا تاثر پہلی دفعہ بدلہ۔

"میں اسے کھول نہیں سکتی شائد پیجز پرانے ہو چکے ہیں،یا پتہ نہیں۔۔۔"

"اس کا مطلب ہے آپ آج تک نہیں جان پائیں کے اس کے اندر کیا ہے۔۔"

پریسہ نے چہرہ اثبات میں ہلایا۔

"یہ ڈائری آپ کے دادا کی تھی۔۔۔؟؟"

"نہیں میری مام کی۔۔۔ لیکن وہ زندہ نہیں ہیں۔۔۔"اس جلدی سے جواب دیا۔

"آپ نے میرے دادا کو کہاں دیکھا تھا۔۔؟؟۔۔ان سے کوئی بات ہوئی تھی آپ کی۔۔"وہ کوٹ کی جیب سے کچھ نکال رہا تھا۔اس کے سوال پر اس نے کچھ نہیں کہا۔بس ہاتھ میں تھامی ڈائیری ٹیبل پر رکھ کر اس کے سامنے کھسکائی۔

"آپ اسے کھولیں۔۔شائد اب کھل جائے۔۔کیونکہ میں اسے کھول چکا ہوں۔۔"

پریسہ ڈائری دیکھ کر سنبھل کر بیٹھی۔ایک نظر اس شخص کو دیکھا جو اسے دیکھ رہا تھا،اور پھر ٹیبل پر رکھی ڈائیری کو۔ہاتھ بڑھا کر اس نے ڈائیری کو تھاما۔اور پھر کھولنے کی کوشش کی۔اس کی گردن پر لگے زخم میں تیز سی چھبن ہوئی۔داہنا ہاتھ فورا گردن تک گیا۔کوٹ کے موٹے کالر کو ہاتھ سے تھوڑا مسل کر اس نے لب بھینچے پھر،اس چھبن کو برداشت کرتے اس شخص کو دیکھ کر زبردستی مسکرائی جو اس کے چہرے پر ابھرتی سرخی کو دیکھ رہا تھا۔

پریسہ نے پوری طاقت سے اس کے دونوں کناروں کو الگ کرنا چاہا۔اسی لمحے اسے لگا اس کی گردن کے زخم کو ٹھیک اسی مقام پر کسی نے چھیر دیا ہے جہاں پچھلا زخم لگا تھا۔اس کے ہاتھ سے ڈائیری چھوٹ کر فرش پر گری۔ایک کراہ کے ساتھ اس نے دونوں ہاتھ اپنی گردن کے زخم کے مقام پر رکھ دئے۔درد کی شدت سے اس کی آنکھیں پانی سے بھر گئی۔سامنے بیٹھا شخص کرسی سے اٹھ کر ایک دم اس کی طرف لپکا۔آس پاس کے لوگ اس کی کراہ پر گردن موڑ کے ان کی جانب دیکھنے لگے۔درد مسلسل بڑھ رہا تھا، جیسے چھری مسلسل اس کے پرانے زخم کو چھیر رہی ہو۔وہ کرسی سے گر کر نیچے زمین پر بیٹھ گئی۔

"اس۔۔۔اس ڈائیری کو دور کرو۔۔۔"اپنے قریب پنجوں کے بل بیٹھتے اس اجنبی کو اس نے کپکپاتی درد سے دوہری آواز میں کہا۔اس نے عجلت سے ڈائری فرش سے اٹھا کر اپنے بھورے کوٹ کے جیب میں ڈالی۔ایک دم اس کا درد کم ہوا۔۔جیسے وہ چھری رک چکی ہو۔اس نے چند گہری گہری سانسیں لیں۔خوف سے پھیلی آنکھوں سے اس نے پہلے اس شخص کو دیکھا پھر اس کی جیب میں ڈائری ڈالتے ہاتھوں کو۔

www.novelsclubb.com

"مس پریسہ آر یو آل رائٹ۔۔۔۔"اس شخص کے چہرے پر الجھن تھی اور پریسہ کے گردن پر رکھے ہاتھوں پر جمی گرے آنکھوں میں حیرت، پریسہ نے گردن سے ہاتھ ہٹا کر اپنے سامنے کیا۔ وہ بالکل صاف تھا۔ لیکن اس کے کیرامل کلر کے کوٹ کے کالر پر خون کے دھبے تھے۔ جو اسے نہیں دکھ رہے تھے۔ لیکن داؤد سلطان انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا یہاں کچھ ہوا ہے۔۔۔"اس نے کالر ہٹا کر گردن پر لگی پٹی کی طرف اشارہ کیا۔ داؤد نے اس کے سرخ چہرے سے نظریں ہٹا کر پٹی کو دیکھا، وہ خون سے بھیگی ہوئی تھی۔

"خون بہہ رہا ہے۔۔۔اس زخم سے۔۔"

"سر کوئی پرابلم ہے۔۔۔؟؟"ویٹر حیران و پریشان زمین پر بیٹھی اس لڑکی اور پھر داؤد سلطان کو دیکھنے لگا۔

"نہیں کوئی پرابلم نہیں۔۔۔مجھے چکر آگیا۔"بدقت مسکرانے کی کوشش کرتے پریسہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ کوٹ کا کالر باہر سے صاف ہونے کی بنا پر ویٹر کی نظروں سے چھپ گیا۔ وہ ادب سے سر جھکاتا واپس، پلٹ گیا۔

www.novelsclubb.com

"حیرت ہے۔۔مجھے۔۔میں نے پہلے بھی اس ڈائیری کو اسی طرح کھولنے کی کوشش کی ہے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔مجھے ایسا کچھ نہیں ہوا جو ابھی ہوا ہے۔۔۔کہنیاں میز پر ٹکائے اس نے اپنا سر تھاما۔داؤد سلطان جانتا تھا۔اس پر بھی ڈائری نے اپنا اثر دکھایا ہے۔وہ ڈائیری شائد لمس پہچانتی تھی۔اس کے چھونے پر وہ کھل رہی تھی لیکن اس لڑکی کے چھونے پر وہ اسے نقصان پہنچا رہی تھی۔

"جب آپ نے ڈائیری کھولی تھی تو آپ نے اندر کیا دیکھا۔کیا کچھ لکھا ہوا تھا اندر؟؟اور آپ کو کس نے بتایا تھا کہ یہ میری ڈائری ہے۔"اس نے اب چہرہ اٹھا لیا تھا۔

"اسی ڈائیری نے۔۔۔"وہ نارمل لہجے میں بولا۔وہ ٹھہر گئی۔پھر تھوک نگلا۔

www.novelsclubb.com

"کیسے۔۔۔؟؟"

"جیسے اس نے ابھی آپ کو بتایا کہ آپ اسے نہیں چھو سکتیں کیونکہ یہ آپ کے کام کی نہیں، ۔۔۔،یہ آپ کے پاس نہیں رہنا چاہتی۔۔اسے مجھ تک اسی لئے پہنچایا گیا ہے۔یہ ڈائری مجھے کسی نے ڈیلیور نہیں کی،یہ میرے کمرے میں موجود تھی۔آہ سمجھ رہی ہیں نا میری بات"

پریسہ اس کی بات کو نظرانداز کر گئی۔اسے معلوم ہو چکا تھا،وہ ڈائیری کسی صورت وہ ساتھ نہیں لے جاسکتی،اس ڈائیری کے ساتھ جو بھی پراسرار معاملہ جو بھی کوئی جادوئی قوت تھی اس میں، وہ ڈائیری کو اسے ہاتھ لگانے نہیں دے رہی تھی۔اور یہ شخص یہ سب کچھ سمجھ رہا تھا۔ضرور اس نے بھی کچھ ایسا دیکھا تھا۔

"آپ نے ڈائیری کھول لی ہے، کیا آپ نے پڑھ لیا جو اس کے اندر لکھا ہوا تھا۔وہ میری مام کی تھی ۔۔میرے بابا کہتے تھے وہ اسے سنبھال کر رکھے ہوئے تھیں،روزرات کو اسے اٹھاتی تھیں اور کچھ نہ کچھ لکھتی تھیں۔"

"یہ ڈائیری بالکل خالی تھی پریسہ کنعان،اس میں ایسا کچھ نہیں جو آپ ڈھونڈھ رہی ہیں۔۔۔"وہ اب کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"نہیں یہ خالی نہیں ہو سکتی۔۔اس میں وہ لکھتی تھیں،کچھ نہ کچھ۔۔۔پھر وہ رک گئی۔اس کے چہرے کو دیکھتے دیکھتے اسے احساس ہوا، کیا پتا وہ جھوٹ بول رہا، کیا پتا اس نے سب کچھ پڑھ لیا ہو۔۔اسے کسی چیز کا پتا چل گیا ہو۔ویسے بھی اس پر بھروسہ کرنا ٹھیک نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ مجھ سے جھوٹ تو نہیں بول رہے۔۔۔؟؟"مشکوک نظریں اس پر ٹکائے اسے محسوس ہوا جیسے اس کی گردن سے خون بہ رہا ہو۔اس نے کوٹ کے کالر تلے اپنا ہاتھ رکھ کر خون محسوس کرنا چاہا۔باہر نکالا تو ہاتھ خون آلود تھا۔اس کے زخم سے خون رس رہا تھا۔اس نے ٹیبل سے ٹشو اٹھا کر انگلی صاف کی، پھر کئی مزید ٹشو نکال کے کالر کے نیچے رکھے۔

"میرے خیال میں آپ کو کسی ڈاکٹر کو دکھانا چاہیئے، زخم گہرا ہو سکتا ہے۔"اس نے بھی جوابا پریسہ کی بات نظر انداز کی۔پریسہ نے اسے دیکھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے۔۔ڈائیری کو چھونے پر آپ کی گردن سے خون کیوں رسنے لگا۔۔؟؟اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔لیکن آنکھیں گہری۔۔پوچھتی ہوئیں۔جیسے وہ اس سے سب کچھ اگلوانا چاہتا ہو۔

"یہ ایک دن پرانا زخم ہے۔۔ڈائیری کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔"تھوک نگلتے ہوئے اس نے نظریں چرائیں۔

www.novelsclubb.com

"تو پھر آپ نے مجھے ڈائیری دور کرنے کو کیوں کہا۔۔۔؟؟"اس نے بھنوئیں اٹھائیں۔اس کا ایک ہاتھ ٹیبل پر تھا۔دوسرے سے وہ کرسی کے ہتھے پر انگلیوں سے جیسے دستک دے رہا تھا۔وہ لاجواب ہو گئی۔کوئی نہ کوئی جواب ڈھونڈنے لگی۔

اس شخص نے اس کے جواب کا انتظار نہیں کیا۔اور کرسی کے ہتھے پر رکھے ہاتھ سے اسی سائیڈ کی کوٹ پاکٹ سے ڈائری نکالی۔

"ٹھیک ہے آپ یہ ڈائری لے لیں،میرے پاس آپ کی مام کی امانت رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ۔۔۔اور یہ بس خالی صفحات کا پلندہ ہے۔۔۔اور کچھ نہیں لکھا اس میں۔۔۔"

ڈائیری کھول کر اس نے اس کے سامنے کی۔وہ تھوڑا پیچھے ہوئی،مبادا پھر گردن میں وہی ناقابل برداشت درد نہ اٹھ جائے۔وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔جس کی آنکھیں ڈائیری کے کھلنے پر حیرت سے پھیل گئیں۔۔اس کے دونوں ہاتھ منہ پر ٹھہر گئے۔اب وہ عجیب شش و پنج میں تھی۔نہ ڈائری اٹھا رہی تھی،نہ ہی اسے وہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں چلتا ہوں اب۔۔وقت دینے کا شکریہ۔۔" سرسری سی مسکراہٹ ہونٹوں پر پھیلا کر وہ اپنا بھورا کوٹ جھاڑتا ہوا اٹھا، ایک سائیڈ پر ٹھہرے سیاہ بال ماتھے پر ذرا ذرا پھسل رہے تھے۔وہ جانتا تھا وہ ڈائری نہیں اٹھائے گی۔

"اگر آپ کو میرا کھانا آرڈر نہ کرنا برا لگا تو معذرت چاہتا ہوں۔۔میں نے جب بھی یہ کام کیا ہے لڑکیاں ہمیشہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہیں۔" اس کی بات پر وہ اسے ہکا بکا دیکھے گئی۔(کم از کم پانی تو بندہ منگوا ہی سکتا ہے۔۔لیکن خیر اسے کیا، یہ جو کوئی بھی تھا۔۔صرف شکل سے ہی سلجھا ہوا لگتا تھا۔اندر سے تو ویسا ہی تھا۔امپلائیز کو غلام سمجھنے والا۔۔۔جسے یہ تک نہیں پتہ تھا کہ فون پر بات کیسے کرتے ہیں)اس نے ٹیبل پر رکھی ڈائیری دیکھی،،جو اس کی گردن کے ساتھ ہوا تھا وہ اس ڈائیری کا ہی کوئی اثر تھا۔لیکن اب جب اس نے وہ نہ کھلنے والی ڈائیری کھول دی تھی۔تو ضرور کچھ غلط تھا، یہ شائد اس کے لئے نہیں تھی۔

"رکیں۔۔!!" وہ ایک دم کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ جو، اب ہاتھ میں فون تھامے اس پر کچھ دیکھ رہا تھا اس کی جانب متوجہ ہوا۔ فون والا ہاتھ اب بھی ویسے ہی تھا بس گردن اس کی جانب گھمائی تھی۔

"آپ نے مجھے میرے دادا کے بارے میں نہیں بتایا۔۔ مجھے پوچھنا تھا کہ انہیں۔۔۔"

"آپ میرے سوالات کے ٹھیک جوابات نہیں دے رہیں، میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا،" سنجیدگی سے کہہ کر وہ اب فون میں کچھ ٹائپ کرنے لگا۔

"آپ اور کیا جاننا چاہتے ہیں۔۔ میں نے آپ کو جواب دے دئے ہیں۔" وہ کھڑے کھڑے ہار مان جانے والے انداز میں بولی۔ اب وہ اس کی جانب آیا۔ اور ٹیبل سے ڈائیری اٹھالی،

"ابھی جو آپ کو درد محسوس ہوا۔۔ وہ اس ڈائیری کی وجہ سے ہے کہ نہیں۔۔۔؟؟" لہجہ اٹل تھا، گہری آنکھیں اس کی آنکھوں پر جمی تھی۔ وہ کچھ لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھے گئی، پھر اچانک سے نظریں اس کی ہاتھ میں ڈائیری پر جمائی۔ اب وہ دوبارہ کبھی اوپر نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

"نہیں یہ جادوئی نہیں ہے۔۔" نفی میں سر ہلاتے اس نے ڈائری پر ہی نظریں مرکوز رکھیں۔ ایک ہاتھ کندھے سے لٹکتے بیگ پر تھمائے۔دوسرے ہاتھ کی مٹھی میں اس نے اپنا کوٹ بھینچ سا ڈالا۔دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔اسے جلد از جلد یہ گفتگو ختم کرنی تھی۔اسے وہ شخص بہت برا لگ رہا تھا۔سخت برا۔۔۔زہر کی طرح۔

"ہوں ٹھیک ہے۔۔" اب کی بار وہ مسکرایا اور ڈائیری اپنی جیب میں ڈال دی۔

"کچھ اور دیکھا ہے آپ نے۔۔جو جادوئی نہ ہو۔۔" پریسہ کی آنکھیں اس جملے پر بے ساختہ اوپر کو اٹھی۔وہ خاموش رہی۔کچھ بول نہ پائی۔(یہ شخص ضرور کچھ جانتا تھا)

"آپ کے دادا کو میں نے اس ہوٹل کے کلب میں کسی سے بات کرتے سنا تھا۔ایک شخص انہیں دھمکی دے رہا تھا۔" اس نے اس کے تاریک ہوتے چہرے کو دیکھا۔

"کیسی دھمکی۔۔۔؟؟" وہ فورا بولی۔

"کہ انہوں نے کاٹیج کیوں بیچ دیا۔۔۔شائد وہ شخص اسے لینا چاہتا تھا۔۔"

"کیا آپ نے وہ دھمکی سنی تھی۔۔کیسی دھمکی تھی کیا جان لینے کی۔۔۔؟؟"

www.novelsclubb.com

داؤد سلطان کے کانوں میں وہ دھمکی گونجی،(دو دن کے اندر اندر اس لڑکے سے کا ٹیج لو اور میرے حوالے کر دو، منہ مانگی رقم مل جائے گی۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہوا تو تم زمین کھود ڈالو گے لیکن تمہیں پریسا کہیں نہیں دکھے گی۔۔۔")

"اگر وہ تم سے بہت قریب تھے تو ان کے لئے۔۔جان لینے جیسی ہی تھی۔ لیکن اس میں قتل کا کوئی ذکر نہیں تھا۔۔"اس نے دیکھا، کہ نمی اس لڑکی کی بڑی سیاہ آنکھوں میں اتری جسے اس نے پلکیں جھپک کر پیچھے دھکیلا۔ پھر اس کا چہرہ سرخ ہوا جیسے اور بھنوئیں تن سی گئی۔

"اس شخص کو جانتے ہیں آپ، کیا عموما یہیں آتا جاتا ہے۔۔"

"اگر جانتا تو کیا کر لیتیں آپ۔۔"اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"وہی جو اس نے میرے دادا کے ساتھ کیا تھا۔۔!!"اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

اس نے کچھ لمحے اس کو دیکھا اور بولا۔"لیکن میں نے اس شخص کو کہیں نہیں دیکھا۔

www.novelsclubb.com

وہ کچھ دیر ویسے ہی کھڑی رہی۔، کوئی آواز اس کے زہن میں گونجی۔(اس شخص کو جھیل کے کنارے لے آنا، جس کے پاس تمہاری ماں کی ڈائری ہے)، وہ لب کاٹنے لگی۔ بار بار بیگ کی سٹرپ ٹھیک کرتی۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں آپ کا مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ شکریہ۔ لئے دئے لہجے میں کہتا وہ پلٹنے لگا۔ نگاہیں اب پھر سے فون کی سکرین پر تھیں۔ وہ اس کی پشت کو دیکھنے لگی۔(نہیں وہ اس سے مدد نہیں لے سکتی، یہ شخص مشکوک لگتا ہے۔۔)۔

(اگر تم سب کچھ جاننا چاہتی ہو تو اس شخص کو یہاں لے آنا)۔۔اس نے ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔(کیا اسے اس سے مدد لینی چاہئے؟؟ لیکن ایسا کیا ہے جو وہ شخص اس سے ملنا چاہتا ہے)۔اس کا چہرہ مختلف جذبات کے زیر اثر تھا۔ وہ مسلسل لب کاٹ رہی تھی۔ بار بار بیگ کو درست کرتی۔ پھر آخر کار اس نے فیصلہ کیا۔

"رکیں۔۔۔۔۔پلیز" وہ ہال سے نکلنے ہی لگا تھا، جب اس کی کھنکھتی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

www.novelsclubb.com

داؤد سلطان کے چلتے قدم عقب سے آتی اس کی آواز پر رکے۔ عقب سے بھاگتے قدموں کی آواز آئی اور وہ اس کے مقابل آکھڑی ہوئی۔

"مجھے آپ کی مدد چاہیئے۔۔!!"

"کیسی مدد۔۔۔؟؟اس نے ابرو اچکائی۔"میں آپ سے کچھ شیئر کرنا چاہتی ہوں۔۔جو۔۔۔میں نے خود اپنی آنکھوں سے ہوتے دیکھا ہے۔شائد آپ اس پر یقین کر لیں۔۔کیونکہ کوئی اور نہیں کر رہا۔"اس نے انگلیاں مروڑتے ہوئے ایک جھوٹ گھڑا۔وہ جانتی تھی اس بات پر اسے مدد مانگنے میں آسانی ہو سکتی ہے۔

(باقی آئندہ ماہ)

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: